عمران سیریز
وائٹ برڈز
خاص نمبر
مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ------- مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ----- محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

KHAN BROTHERS MULTAN
Price Rs
120/-

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''وائٹ برڈز'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ مشن کافرستان میں مکمل کیا گیا ۔ اس بار کافرستان سیکرٹ سروس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی کشمکش سے زیادہ کشمکش کافرستان کے صدر اور نومنتخب پرائم منسٹر کے درمیان دیکھی گئی۔ نومنتخب پرائم منسٹر نے نئی ایجنسی وائٹ برڈز بنائی اور ان کی خواہش تھی کہ ان کی بنائی ہوئی ایجنسی کامیاب ہو جبکہ کافرستان کے صدر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کی علیحدہ منصوبہ بندی کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دونوں مل کر ڈاج دیتے رہے اور ایک مشن تین مشنز پر پھیلتا چلا گیا۔ مشن تو بہرحال کامیاب ہوگیا لیکن یہ کامیابی ہمیشہ کی طرح عمران اور پاکیشیا سکرٹ سروس کے حصے میں نہیں آئی بلکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس بار کامیابی کے پیچھے بھاگتے رہے لیکن کامیابی اس بار شاید ان کے حصے میں نہیں تھی اور یہ کامیابی ٹائیگر، جوزف اور جوانا نے اپنی بے پناہ اور جان توڑ جدوجہد سے حاصل کی۔ یہ سب کس طرح ہوا۔ سسپنس اور ایکشن سے بھرپور دلچسپ اور ہر لمحہ تبدیل ہونے والے واقعات آپ کو ناول کی ابتداء سے آخر تک یقیناً اپنے سحر میں جکڑے رکھیں گے اور

اب آپ یقیناً ناول پڑھنے کے لئے بے چین ہوں گے لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط و ای میلز اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی میں یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

حسن ابدال ضلع اٹک سے عامر شہزاد لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول گزشتہ آٹھ سالوں سے پڑھ رہا ہوں اور وہ مجھے اس لئے پسند ہیں کہ آپ کے ناولوں سے زندگی میں جدوجہد کرنے، ناکامیوں پر حوصلہ نہ ہارنے اور آگے بڑھنے کا بھرپور سبق ملتا ہے۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو زیادہ ناولوں میں عمران کے ساتھ رکھا کریں کیونکہ ان کے کردار نہ صرف مجھے بلکہ میرے دوستوں کو بھی بے حد پسند ہیں۔ ان سے ناول میں چاشنی مزید بڑھ جاتی ہے۔

محترم عامر شہزاد صاحب۔ ناول پڑھنے اور پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میرا ناول لکھنے کا مقصد صرف ناول برائے ناول نہیں ہوتا بلکہ میں اس کے ذریعے نوجوانوں تک ایک لاشعوری سبق پہنچانے کی کوشش کرتا ہوں کہ سیدھا راستہ ہی منزل تک پہنچاتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ہم غلط راستوں پر چل کر منزل تک پہنچ سکیں البتہ لازماً اندھیروں میں بھٹک کر ذلیل و خوار ہوتے چلے جائیں گے اور میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا شکر گزار ہوں کہ اس کی رحمت کی وجہ سے میرا پیغام نہ صرف لاکھوں نوجوانوں تک پہنچ رہا ہے بلکہ وہ اس پر عمل کر کے اپنے آپ کو سیدھے راستے پر قائم رکھے ہوئے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

غور غشتی ضلع اٹک سے عامر خان لکھتے ہیں۔ میں آپ کے ناول بچپن سے ٹارزن کے حوصلے سے پڑھتا آ رہا ہوں اور پچھلے نو سالوں میں عمران سیریز کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں پہلا خط لکھ رہا ہوں اس لئے کہ میں نے ابھی حال ہی میں آپ کا ناول ”چیف ایجنٹ“ پڑھا ہے جس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ بلیک زیرو واقعی چیف ایجنٹ ہے آپ اسے دانش منزل سے نکال کر فیلڈ میں لے آئیں تو وہ عمران کا بہترین متبادل ثابت ہوسکتا ہے۔ جہاں تک دانش منزل کا تعلق ہے وہاں عمران یا سلیمان کام کر سکتے ہیں۔ ٹائیگر بھی ہمارا پسندیدہ کردار ہے۔ روزی راسکل اور ٹائیگر بہترین جوڑی ہیں۔ امید ہے آپ ان پر بھی توجہ دیں گے۔

محترم عامر خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ بلیک زیرو صلاحیتوں کے لحاظ سے واقعی چیف ایجنٹ ہے لیکن جس طرح وہ دانش منزل کو سنبھال رہا ہے اس طرح نہ سلیمان سنبھال سکتا ہے اور نہ ہی اپنی بے پناہ اور مسلسل مصروفیات کی وجہ سے عمران کر سکتا ہے اور جو خدمت بلیک زیرو دانش منزل میں بیٹھ کر پاکیشیا کی کر رہا ہے وہ فیلڈ سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش اس انداز میں پوری کی جا سکے کہ وقتاً فوقتاً بلیک زیرو کو بھی فیلڈ میں لایا جائے لیکن ظاہر ہے ایسا تب ہی ہوسکتا ہے جب ایسا کوئی مشن سامنے آئے۔ ٹائیگر تو اکثر مشنز میں کسی نہ کسی انداز میں شامل ہو جاتا ہے البتہ

روزی راسکل مخصوص ٹائپ کا کردار ہے اس لئے مخصوص سچوئیشنز میں ہی اسے سامنے لایا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

جوانا اپنی بحری جہاز نما کار چلاتا ہوا شہر کے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ سڑک پر کاروں، بسوں اور ویگنوں کی خاصی تعداد موجود تھی لیکن جوانا کی کار کے انجن کی تیز غراہٹ اور پھر اس کی جیٹ طیارے جیسی رفتار کی آوازیں مل کر ایسا ماحول پیدا کر دیتی تھیں کہ اس سے آگے جانے والی ہر قسم کی ٹریفک خود ہی سائیڈوں پر ہو جاتی تھی اور جوانا بڑے اطمینان سے کار آگے بڑھا لے جاتا تھا۔ جوانا کی کار اسی بے پناہ رفتار سے اڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ ایک موڑ مڑتے ہی جوانا کو یکلخت پوری قوت سے بریک لگانے پڑے اور کار کے ٹائر ہولناک چیخیں مارتے ہوئے سڑک پر جم سے گئے اور بحری جہاز نما کار اچانک زوردار بریک لگانے کے باوجود نہ ہی الٹی اور نہ ہی گھومی کیونکہ یہ خصوصی ماڈل کی کار تھی۔ اس کا موجودہ دور کی دس

کاروں سے بھی زیادہ وزن تھا۔ باڈی کی خصوصی ساخت کے ساتھ ساتھ اس کا بریک سسٹم بھی ایسا تھا کہ کار سڑک پر جیسے جم کر رہ جاتی تھی لیکن اس طرح بریک لگانے کے باوجود ایک ادھیڑ عمر عورت اس کی کار سے ٹکرا کر سڑک پر گری اور جوانا کو اس کی ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور اچھل کر نیچے اتر کر دوڑتا ہوا اس عورت کی طرف بڑھا جو اب کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اگر جوانا پاکیشیا کی بجائے اپنے پہلے دور میں ایکریمیا میں ہوتا تو وہ سرے سے بریک ہی نہ لگاتا کیونکہ اس وقت وہ عام انسانوں کو سرے سے انسان ہی نہ سمجھتا تھا اور اگر خصوصی طور پر بریک لگا بھی دیتا تو بجائے نیچے اتر کر اس ٹکرانے والی عورت کی مدد کرنے کے وہ جیب سے مشین پسٹل نکال کر الٹا اس کی کھوپڑی اڑا دیتا کہ وہ اس کے راستے میں آخر آئی ہی کیوں تھی لیکن اب پاکیشیا میں اتنے عرصے تک رہنے کے بعد جوانا کی ایک لحاظ سے کایا پلٹ ہو چکی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ کار سے نکل کر دوڑتا ہوا اس عورت کی طرف بڑھ گیا۔

''کیا ہوا مادر۔ بچ گئی ہو۔ شکر ہے''...... جوانا نے پاکیشیائی زبان میں اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ طویل عرصے سے پاکیشیا میں رہنے کی وجہ سے وہ اب نہ صرف پاکیشیائی زبان آسانی سے سمجھ لیتا تھا بلکہ روانی سے بول بھی لیتا تھا۔ البتہ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ بولنے والا سمجھ جاتا کہ کوئی غیر ملکی یہ زبان بول رہا ہے۔

''بب۔ بب۔ بیٹے۔ پتہ نہیں کیسے بچ گئی ہوں''...... بوڑھی عورت نے کراہتے ہوئے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑا اور کھڑا کر دیا۔

''کہاں جانا تھا تم نے''...... جوانا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سامنے والے گاؤں میں۔ مم۔ مگر تم کون ہو۔ تم تو افریقہ کے ہو شاید''...... بوڑھی عورت نے اس بار اسے غور سے دیکھتے ہوئے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''میں افریقہ کا نہیں ایکریمیا کا رہنے والا ہوں لیکن اب پاکیشیائی ہوں۔ آؤ میں تمہیں اس گاؤں میں پہنچا دوں''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں چلی جاؤں گی۔ میں تمہارے ساتھ جا کر تماشہ نہیں بننا چاہتی۔ ویسے بھی بڑا چوہدری حشمت سمجھے گا کہ میں تمہیں اپنی حمایت میں لے آئی ہوں اور پھر وہ میری بیٹی کی لاش بھی دینے سے انکار کر دے گا''...... بوڑھی عورت نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو جوانا لاش کا سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''لاش۔ یہ کیا کہہ رہی ہو مادر۔ کس کی لاش۔ کیا مطلب''۔ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سات سمندر پار کے رہنے والے ہو بیٹے۔ تمہیں ہم غریبوں کے دکھوں کا کیا پتہ۔ میری بدنصیب بیٹی کو کل گاؤں سے

اغوا کر لیا گیا تھا۔ میں روتی پیٹتی بڑے چوہدری حشمت کے پاس گئی تو اس نے مجھے کہا کہ تمہاری بیٹی نے اس کے بیٹے چھوٹے چوہدری کے منہ پر تھوکا تھا اس لئے اسے مار دیا جائے گا اور پھر بڑے چوہدری کو میری منت سماجت پر رحم آ گیا اور اس نے مجھے میری بیٹی کی لاش دینے کا وعدہ کر لیا۔ میں اب اس کے پاس جا رہی ہوں تاکہ گاؤں سے ریڑھی لا کر میں اپنی بیٹی کی لاش لے جاؤں''...... بوڑھی عورت نے رک رک کر پوری بات بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ کیوں تھوکا تھا تمہاری بیٹی نے اس آدمی پر اور پھر کیوں اسے مار دیا گیا''...... جوانا نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

''اب کیا بتاؤں بیٹے۔ میری بیٹی بہت خوبصورت تھی۔ چھوٹے چوہدری نے اسے زبردستی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی تو میری بیٹی نے چھوٹے چوہدری کے منہ پر تھوک دیا اور بھاگ آئی۔ پھر کیا ہوا رات کو چھوٹا چوہدری اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا اور زبردستی میری بیٹی کو اٹھا کر لے گیا اور انہوں نے سزا کے طور پر میری بیٹی کو بے عزت کر کے مار دیا''...... بوڑھی عورت نے روتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

''تمہارے گاؤں والوں نے تمہاری کوئی مدد نہیں کی''...... جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں بوڑھی عورت کی

بات سن کر واقعی دھماکے ہونے لگ گئے تھے کیونکہ اس نے یہاں پاکیشیا میں ایکریمیا سے یکسر مختلف معاشرہ دیکھا تھا اور جیسے یہ بوڑھی عورت بتا رہی تھی ایسا تو ایکریمیا میں بھی نہ ہوتا تھا۔

''وہ بیچارے کیا کر سکتے تھے۔ ان کی بھی تو جوان بیٹیاں ہیں اور یہ سارا گاؤں اور یہاں کی زمینیں چوہدری حشمت کی ہیں''۔ بوڑھی عورت نے اپنے میلے سے دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے خاندان میں کوئی مرد نہیں ہے''...... جوانا نے پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے میرے سر کا سائیں اس بڑے چوہدری کی خدمت کرتے کرتے مر گیا۔ پھر ایک بیٹا تھا۔ وہ چھوٹا سا تھا کہ چھوٹے چوہدری سے لڑ پڑا اور پھر اس کی لاش کھیتوں میں پڑی ملی۔ اس کے بازو، ٹانگیں اور گردن کاٹ دی گئی تھی۔ ایک بیٹی تھی وہ نامراد بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی''...... بوڑھی عورت نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ اس بڑے چوہدری کے پاس۔ میں بات کرتا ہوں اس سے''...... جوانا نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ تمہیں خدا کا واسطہ ایسے مت کرو۔ وہ بہت ظالم لوگ ہیں۔ وہ میری بیٹی کی لاش بھی نہ دیں گے۔ وہ اسے جلا کر راکھ کر دیں گے اور میں اس کی قبر پر جا کر رو بھی نہ سکوں گی۔ تم جاؤ میں چلی جاؤں گی''...... بوڑھی عورت نے کہا اور تیزی سے

آگے بڑھتی چلی گئی تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ بوڑھی عورت نے جس انداز میں باتیں کی تھیں اس سے جوانا اس کے ساتھ جانے سے رک گیا تھا کیونکہ اسے واقعی احساس ہو گیا تھا کہ وہ تو اس چوہدری کو ڈانٹ ڈپٹ کر چلا جائے گا لیکن پھر اس بوڑھی عورت اور اس کے لواحقین کی اور بھی شامت آ جائے گی لیکن اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کسی وقت خود جا کر ان لوگوں سے بات کرے گا۔ چنانچہ وہ کار میں بیٹھا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ اس وقت دارالحکومت سے تقریباً تیس کلومیٹر دور ایک نئے بننے والے فائیو سٹار ہوٹل جا رہا تھا یہ آٹھ منزلہ عظیم الشان ہوٹل خاصے وسیع رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ اس ہوٹل کا نام بھی ایکریمین ہوٹل تھا اور ہوٹل کی طرز تعمیر، اس کی اندرونی سجاوٹ حتیٰ کہ اس کے ویٹرز کی یونیفارم سب بالکل ایکریمین ہوٹلوں کی طرح کی تھی۔

جوانا ایک بار عمران کے ساتھ اس ہوٹل میں آیا تھا اور پھر وہ جب بھی بور ہوتا تو کار لے کر اس ہوٹل میں آ جاتا اور یہاں وہ کئی کئی گھنٹے گزار دیتا تھا کیونکہ یہاں پہنچنے کے بعد اسے واقعی ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ دوبارہ ایکریمیا میں آ گیا ہو۔ یہ بات نہیں تھی کہ وہ پاکیشیا سے بور ہو گیا تھا اور ایکریمیا واپس جانا چاہتا تھا کیونکہ عمران کی طرف سے اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی لیکن بس چند گھنٹوں کے لئے ایکریمین ماحول میں رہنا بلاشبہ اسے اچھا لگتا تھا اس لئے وہ ادھر آ نکلتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل پہنچ گیا اور پھر

اس نے کار جیسے ہی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی بڑی سی پارکنگ میں داخل کی تو وہ سامنے سے ٹائیگر کو آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ ٹائیگر اپنی کار پارک کر کے واپس آ رہا تھا۔ وہ بھی جوانا اور اس کی کار کو دیکھ کر رک گیا۔ جوانا نے کار پارک کی اور پھر وہ کار سے باہر آ کر ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔ سلام اور مصافحے کے بعد وہ دونوں ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''تم شاید آج یہاں پہلی بار آ رہے ہو۔ میں تو یہاں اکثر آتا رہتا ہوں''...... جوانا نے ٹائیگر کو غور سے ہوٹل کی عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک آدمی ہارڈی یہاں رہائش پذیر ہے۔ میں نے اس سے ملنا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کمال ہے۔ یہاں تو پورا ماحول ہی ایکریمین ہے''...... ٹائیگر نے ہال میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس لئے تو میں اسے منی ایکریمیا کہتا ہوں''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کونے میں موجود اپنی مخصوص میز کی طرف بڑھ گیا۔

''تم وہاں بیٹھو۔ میں ہارڈی سے مل کر واپس آتا ہوں پھر بیٹھیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات سر ہلا دیا۔ ٹائیگر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوانا اپنی پسندیدہ میز پر بیٹھ گیا۔

"کافی لے آؤ"...... جوانا نے ویٹر کے قریب آنے پر کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ جوانا کے ذہن میں بار بار وہ بوڑھی عورت اور اس کی بتائی ہوئی باتیں گھوم رہی تھیں۔ کافی اس کی میز پر سرو کر دی گئی اور وہ آہستہ آہستہ کافی سپ کرنے لگا۔ شراب وہ کافی عرصے سے چھوڑ چکا تھا ورنہ اب تک اس کی میز پر شراب کی خالی بوتلوں کا ڈھیر خاصی تعداد میں نظر آتا لیکن اب وہ ہاٹ کافی کو اس طرح سپ کر رہا تھا جیسے کافی شراب سے بھی زیادہ اسے لطف دے رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا۔ مل گیا وہ آدمی"...... جوانا نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ اسے ایمرجنسی میں کہیں جانا پڑ گیا ہے۔ وہ پیغام چھوڑ گیا ہے کہ وہ کل واپس آئے گا"...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ویٹر کو ٹائیگر کے لئے کافی لانے کا کہہ دیا۔ ویٹر نے کافی کے برتن لا کر رکھ دیئے اور ٹائیگر کافی تیار کرنے میں لگ گیا۔

"ٹائیگر۔ کیا پاکیشیا کے دیہات میں بھی سنیکس ہوتے ہیں"...... اچانک جوانا نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"سنیکس سے تمہارا مطلب سانپ ہیں"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں"...... جوانا نے جواب دیا۔

"سانپ تو ہوتے ہی دیہاتوں میں ہیں۔ شہروں میں تو ہر طرف پختہ علاقے ہیں۔ وہاں سانپ کیسے آ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میں ان سنیکس کی بات نہیں کر رہا۔ ان انسانوں کی بات کر رہا ہوں جن کے افعال و اعمال سانپوں جیسے ہوتے ہیں"...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! اچھا۔ سوری۔ میں سمجھا اصل سنیکس کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ تم ان سنیکس کی بات کر رہے ہو جن کی کلنگ کے تم چیف ہو"...... ٹائیگر نے کافی کو سپ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"کیسی تنظیم اور کیسا چیف۔ چھوڑو اس بات کو۔ یہاں تو غنڈوں اور بدمعاشوں کو مارنا بھی دہشت گردی اور جرم سمجھا جاتا ہے اس لئے بس ایک دو کیسز کے بعد تنظیم بے کار ہو گئی"...... جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنیکس تو ختم نہیں ہوں گے جوانا لیکن اصل میں تم ہاتھ ہلکا نہیں رکھ سکتے اس لئے معاملات گڑبڑ ہو جاتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بہرحال جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ"...... جوانا نے کہا۔

"تم نے یہ بات کیوں کی ہے۔ کیا کوئی خاص واقعہ ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال تھا کہ یہ غنڈے، بدمعاش ہی سانپ ہیں اور

جو شہروں میں رہتے ہیں لیکن آج جو کچھ میں نے سنا ہے اس سے مجھے لگتا ہے کہ شہروں میں رہنے والے غنڈے اور بدمعاش تو سنپولیے ہیں۔ اصل سانپ تو دیہات میں رہتے ہیں''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر مزید چونک پڑا۔

''ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اس سے اس عورت کے کار سے ٹکرا کر گرنے اور پھر اس سے ہونے والی تمام باتیں دوہرا دیں۔

''ویری بیڈ۔ اس حد تک سفاکی۔ کیا وہاں کوئی قانون نہیں ہے''...... ٹائیگر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہی بات تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیونکہ مجھے تو پاکیشیا کے دیہاتوں کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''میں نے سنا تو ہے کہ دیہاتوں کے بڑے زمیندار اپنے ملازموں، نوکروں اور زمین کو آباد کرنے والے غریب لوگوں جنہیں یہاں مزارع یا ہاری کہا جاتا ہے، پر ظلم کرتے ہیں لیکن اس انداز کے ظلم کا تو میں نے سوچا بھی نہ تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے پہلے تو یہ خیال آیا تھا کہ میں اس عورت کے ساتھ جا کر اس چوہدری اور اس کے بیٹے کا خاتمہ کر دوں لیکن پھر میں نے جب اس عورت کی حالت دیکھی تو میں نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ

میں تو کارروائی کر کے چلا جاتا لیکن اس عورت اور اس کے رشتہ داروں کی زندگیاں اجیرن کر دی جاتیں لیکن اگر اس بوڑھی عورت کی باتیں سچ ہیں تو پھر ان سانپوں کے سر کچلنا انتہائی ضروری ہیں''۔ جوانا نے کہا۔

''لیکن ان کے خلاف کوئی ثبوت تو نہیں ملے گا اور نہ ہی کسی آدمی نے اس کے خلاف گواہی دینی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہارا خیال ہے کہ ہم باقاعدہ قانونی کارروائی کریں۔ اس بڑے چوہدری کی گردن پر جب میرا ہاتھ ہو گا تو پھر کسی ثبوت اور گواہی کی ضرورت نہیں پڑے گی''...... جوانا نے کہا۔

''کہاں وہ عورت تمہاری کار سے ٹکرائی تھی اور اس بڑے چوہدری اور عورت کا نام کیا ہے۔ گاؤں کا کیا نام تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس عورت کے نام کا تو مجھے علم نہیں ہے اور نہ ہی میں نے پوچھا البتہ اس نے بڑے چوہدری کا نام حشمت بتایا تھا''...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس جگہ کے بارے میں بتا دیا جہاں وہ بوڑھی عورت اس کی کار سے ٹکرا کر گری تھی۔

''ٹھیک ہے۔ میں کل جا کر ساری معلومات حاصل کروں گا۔ پھر تمہیں رپورٹ دوں گا۔ ایسے سانپوں کا خاتمہ واقعی ضروری ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں وہاں کوئی کیسے کچھ بتائے گا۔ وہ سب لوگ تو ان سے انتہائی خوفزدہ ہوں گے''...... جوانا نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ یہ علاقہ دارالحکومت کے قریب ہے۔ اس علاقے کے بہت سے لوگ ہوٹلوں اور کلبوں میں ملازم ہوں گے۔ میں ان میں سے کسی کو تلاش کر کے اس کے ذریعے معلومات حاصل کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے یہاں کب تک رکنا ہے''...... ٹائیگر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

''میں تو دو چار گھنٹے اور بیٹھوں گا۔ کیوں''...... جوانا نے کہا۔

''تو پھر مجھے اجازت دو۔ میں بہرحال ایک دو روز میں معلومات حاصل کر کے وہاں رانا ہاؤس آ جاؤں گا۔ پھر جیسے صورت حال ہو گی ویسے ہی کر لیں گے''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جوانا نے بھی اٹھ کر اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر اس سے مصافحہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے خاصا چوڑا تھا اور اس پر زخموں کے مندمل شدہ نشانات جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ تنگ پیشانی اور آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی کو دیکھ کر ہی محسوس ہو جاتا تھا کہ وہ کوئی بڑا بدمعاش اور غنڈہ ہے اور فطرتاً سفاک آدمی ہے۔ دروازے سے ایک چھوٹے قد لیکن گول مٹول جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے ڈارک براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

''اوہ۔ ٹموتھی تم۔ آؤ''...... میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سناؤ کیسے ہو جاسٹن۔ کیسا جا رہا ہے تمہارا کاروبار''...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر میز کی دوسری طرف کرسی پر

بیٹھ گیا۔

"ٹھیک جا رہا ہے۔ کوئی خاص بات جو تم آج ادھر آ نکلے ہو"...... جاسٹن نے کہا۔

"پہلے مجھے میری پسندیدہ شراب کی بوتل دو۔ میں تمہارے لئے ایک بڑا کام لے کر آیا ہوں"...... ٹموتھی نے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو واقعی تم پوری بوتل کے حقدار ہو"...... جاسٹن نے مسکراتے ہوئے کہااور اٹھ کر اس نے سائیڈ پر موجود ایک الماری کھولی۔ اس میں سے شراب کی ایک بوتل نکالی اور لا کر ٹموتھی کے سامنے رکھ دی۔

"تم نہیں لو گے"...... ٹموتھی نے تیزی سے بوتل جھپٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں آفس میں شراب نہیں پیتا"...... جاسٹن نے جواب دیا تو ٹموتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بوتل کھول کر اس نے اسے منہ سے لگایا اور اس وقت منہ سے ہٹائی جب آدھی سے زیادہ بوتل اس کے حلق سے نیچے اتر گئی۔

"گڈ۔ یہ ہوتی ہے شراب۔ باقی تو پانی ہوتے ہیں"...... ٹموتھی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جاسٹن بے اختیار مسکرا دیا۔

"دارالحکومت کے قریب ایک گاؤں ہے جوہر نگر۔ کیا تم نے دیکھا ہوا ہے"...... ٹموتھی نے کہا تو جاسٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"گاؤں۔ میرا کسی گاؤں سے کیا تعلق"...... جاسٹن نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اس گاؤں کے چوہدری حشمت کو بھی نہیں جانتے ہو گے"...... ٹموتھی نے کہا۔

"نہیں۔ کون ہے یہ"...... جاسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ تم اتنے عرصے سے یہ کلب بزنس کر رہے ہو لیکن چوہدری حشمت کو نہیں جانتے۔ ریڈ کلب کا اصل مالک وہی ہے"...... ٹموتھی نے کہا تو جاسٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

"ریڈ کلب لیکن اس کا مالک تو ہاشم خان ہے"...... جاسٹن نے کہا تو ٹموتھی ہنس پڑا۔

"وہ تو ڈمی آدمی ہے۔ اصل مالک چوہدری حشمت ہے اور یہ بھی سن لو کہ چوہدری حشمت پاکیشیا میں ڈرگ بزنس کا بہت بڑا سرغنہ ہے۔ ریڈ ڈاگ نامی تنظیم کا سربراہ بھی وہی ہے لیکن بظاہر وہ عام سا دیہاتی آدمی ہے۔ کسی کے سامنے نہیں آتا"...... ٹموتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ شراب بھی پی رہا تھا۔

"اچھا ہو گا۔ پھر"...... جاسٹن نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی ہے ہارڈی۔ جانتے ہو اسے"...... ٹموتھی نے کہا۔

"ایک نہیں کئی ہارڈیوں کو جانتا ہوں اور سنو۔ صاف صاف بتایا کرو کھل کر"...... اس بار جاسٹن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ ہارڈی ایکریمیا کی ایک بین الاقوامی ڈرگ بزنس کی تنظیم بلیک سٹار کا یہاں نمائندہ ہے اور بلیک سٹار یہاں پاکیشیا میں اپنے قدم جمانا چاہتی ہے اور ہارڈی اس سلسلے میں مختلف لوگوں سے مل رہا ہے۔ وہ چونکہ کافی طویل عرصے سے یہاں رہ رہا ہے اور اس کے تعلقات بھی خاصے وسیع ہیں اس لئے وہ یہاں قدم جما رہا ہے اس لئے اس ہارڈی کا خاتمہ کرنا ہے اور میں نے یہ کام بک کر لیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تم یہ کام کرو گے“...... ٹموتھی نے کہا تو جاسٹن نے ایک طویل سانس لیا۔

”کام تو ہمارا ہے لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ اس ہارڈی کی تفصیل کیا ہے۔ وہ کہاں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اس کا حلیہ کیا ہے تاکہ مجھے اندازہ ہو سکے کہ میں نے کسے آفر کرنی ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ رقم کتنی دو گے“...... جاسٹن نے اس بار خالصتاً کاروباری انداز میں کہا تو ٹموتھی نے اسے ہارڈی کے بارے میں مطلوبہ تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم کسے آف کرانا چاہتے ہو۔ بولو۔ کتنی رقم دو گے“...... جاسٹن نے کہا۔

”تم بتاؤ“...... ٹموتھی نے کہا۔

”صرف پچاس لاکھ ڈالر“...... جاسٹن نے کہا تو ٹموتھی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”میں نے تمہیں پاکیشیا کے صدر کو آف کرانے کی بات نہیں کی۔ ایک عام سے بدمعاش کی بات کی ہے۔ میں نے اس کام کی

ایک لاکھ ڈالر میں بکنگ کی ہے اور تم مجھ سے پچاس لاکھ ڈالر مانگ رہے ہو“...... ٹموتھی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”پھر تمہیں اس ہارڈی کے بارے میں معلوم نہیں ہے ٹموتھی۔ جس ہارڈی کی تم بات کر رہے ہو یہ عام بدمعاش نہیں ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا بلیک میلر ہے اور اس کا خاصا وسیع گینگ ہے“...... جاسٹن نے کہا۔

”اوہ۔ تم غلط سمجھے ہو۔ اس ہارڈی کو میں بھی جانتا ہوں جس کی تم بات کر رہے ہو۔ اس کے کان کی ایک لو کٹی ہوئی ہے لیکن یہ دوسرا ہارڈی ہے اور ریڈ روز کلب میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ ٹھہرو۔ میں تمہیں اس کی تصویر دکھاتا ہوں“...... ٹموتھی نے کہا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس نے اسے کھولا اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر اس نے جاسٹن کے سامنے رکھ دی۔

”اوہ اچھا۔ تم اس کی بات کر رہے ہو۔ اسے بھی میں جانتا ہوں۔ چلو ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر ہی دے دو“...... جاسٹن نے کہا۔

”نہیں پچاس ہزار ڈالر تمہارے پچاس ہزار ڈالر میرے اور یہ بھی تمہارے لئے ہے ورنہ عام سے کسی پیشہ ور قاتل کو دس ہزار ڈالر دے کر بھی اس کا خاتمہ کرایا جا سکتا ہے“...... ٹموتھی نے کہا۔

”چلو آخری بات کر رہا ہوں۔ ساٹھ ہزار ڈالر دے دو“۔ جاسٹن نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے ڈن"...... ٹموتھی نے کہا اور جیب سے ڈالرز کی گڈیاں نکال کر اس نے جاسٹن کے سامنے رکھ دیں۔

"یہ تیس ہزار ڈالر ہیں آدھے۔ باقی کام کے بعد"...... ٹموتھی نے کہا تو جاسٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گڈیاں اٹھا کر میز کی دراز میں ڈال دیں۔

"اب بتاؤ کب تک کام ہو جائے گا"...... ٹموتھی نے کہا۔

"ایک ہفتے کے اندر"...... جاسٹن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ جب کام ہو جائے تو مجھے کال کر دینا"...... ٹموتھی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تصویر میرے پاس چھوڑ دو"...... جاسٹن نے کہا تو ٹموتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان شاپنگ کے لئے گیا ہوا تھا۔ ان دنوں چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں تھا اس لئے عمران دوپہر تک اخبارات، رسالے اور کتابیں پڑھتا اور پھر دوپہر کے بعد وہ رات گئے تک آوارہ گردی کے لئے نکل جاتا تھا اور ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہو کر اخبارات کے مطالعے میں ہی مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حقیر فقیر پرتقصیر ہیچ مداں بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ولد عبدالرحمٰن بول رہا ہوں"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا کر اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے کوئی ٹیپ چل رہا ہو۔ اس کی نظریں بدستور اخبار پر جمی ہوئی تھیں۔

"جوزف بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جوزف کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ جوزف کی کال اس کے لئے قطعی غیر متوقع تھی۔

''کیا ہوا۔ کیا کوئی وچ ڈاکٹر ناراض ہو گیا ہے''...... عمران نے اخبار کو سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ جوانا کو واپس ایکریمیا جانے کی اجازت دے دیں''...... جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران پہلے سے بھی زیادہ چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ کیا ایکریمیا سے کسی لڑکی کا فون آ گیا ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جوانا گذشتہ ایک ماہ سے دارالحکومت کی حدود سے باہر نئے بننے والے ایکریمین ہوٹل میں جا کر کئی کئی گھنٹے گزار کر آتا ہے اور پھر آ کر مجھ سے مسلسل ایکریمیا کے بارے میں ہی باتیں کرتا رہتا ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اس نے خود تمہیں کہا ہے کہ وہ اسے ایکریمیا جانے کی اجازت لے دو یا تم نے اپنے طور پر اندازہ لگایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں ایکریمیا کی باتیں سن سن کر تنگ آ گیا ہوں باس''۔ جوزف نے کہا۔

''جبکہ وہ تمہاری افریقہ کے بارے میں باتیں سن کر کبھی تنگ نہیں آیا۔ پھر''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ وہ ایکریمیا کی باتیں اس انداز میں کرتا ہے جیسے اسے ایکریمیا بہت یاد آ رہا ہو۔ بالکل ایسے جیسے لاساشی جھیل کے پانی سے بچھڑنے والی کونج آوازیں نکالتی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''کہاں ہے جوانا۔ میری اس بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو ماسٹر۔ میں جوانا بول رہا ہوں''...... تھوڑی دیر بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

''جوزف بتا رہا ہے کہ ان دنوں تمہیں ایکریمیا بے حد یاد آ رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تم شاید کسی خوف کی وجہ سے ایکریمیا جانے کی اجازت نہیں مانگ رہے اس لئے اس نے مجھے فون کر کے درخواست کی ہے کہ تمہیں ایکریمیا واپس جانے کی اجازت دے دوں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر۔ اب میں نے ایکریمیا واپس جا کر کیا کرنا ہے۔ اب تو وہاں تمام حالات ہی بدل گئے ہوں گے اور پھر میرا مزاج اور فطرت بھی بدل گئی ہے''...... جوانا نے جواب دیا۔

''شادی کر کے بچے پالنا جیسے کہ اچھے شوہر کیا کرتے ہیں اور کیا کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ میرے بس سے باہر ہے ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا تمہارے بس میں ہے وہ بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ میں سنیکس کے سر کچلنا چاہتا ہوں لیکن ایسا کر نہیں سکتا۔ آپ رانا ہاؤس آتے ہی نہیں ہیں۔ سارا دن مجھے جوزف کے وچ ڈاکٹروں اور دیوی دیوتاؤں اور دیویوں کے قصے سننے پڑتے ہیں اس لئے میں خیال بدلنے کے لئے ایکریمین ہوٹل چلا جاتا ہوں اور پھر واپس آ کر میں جوزف کو وہاں کے بارے میں بتاتا ہوں اس لئے وہ شاید یہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ میں ایکریمیا جانا چاہتا ہوں''...... جوانا نے کہا۔

''تم سنیکس کلر کے چیف ہو۔ تمہاری تنظیم کو سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ تمہیں کس نے منع کیا ہے کہ تم اس تنظیم کے تحت کام نہ کرو''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ جب بھی میں کام کرتا ہوں یہاں سب چیخ پڑتے ہیں۔ جیسے میں نے سانپوں کی بجائے معصوم انسانوں کے سر کچل دیئے ہوں اور ماسٹر اب تو مجھے نئی بات کا علم بھی ہوا ہے کہ اصل سنیکس تو پاکیشیا کے دیہات میں رہتے ہیں جن کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں ہے''...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ دیہات میں سنیکس۔ کیا مطلب۔ تم کب گئے ہو پاکیشیا کے کسی دیہات میں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو جوانا نے ایکریمین ہوٹل جاتے ہوئے بوڑھی عورت کے کار سے ٹکرانے اور پھر اس عورت سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

''اس کے باوجود تم اسے ان حالات میں چھوڑ کر ہوٹل چلے گئے۔ کیوں''...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی تلخ ہو گیا۔

''ماسٹر۔ میں تو اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا لیکن وہ میرے ساتھ جانے کا سن کر ہی اس قدر خوفزدہ ہو گئی کہ مجھے مجبوراً اپنا ارادہ بدلنا پڑا کیونکہ لڑکی تو اب زندہ نہ ہو سکتی تھی لیکن وہ لوگ اس بوڑھی عورت اور اس کے دوسرے رشتہ داروں کو بھی بعد میں ہلاک کر سکتے تھے۔ ہوٹل میں اچانک ٹائیگر مل گیا تو میں نے ٹائیگر کو بھی یہ ساری بات بتائی تو اس نے کہا کہ وہ ایک دو روز کے اندر اس چوہدری حشمت کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے مجھے بتائے گا لیکن ابھی تک تو اس نے رابطہ ہی نہیں کیا''...... جوانا نے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس قدر ظلم اور اس طرح کھلے عام۔ تم وہیں ٹھہرو میں ٹائیگر سے خود بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ وہاں چلوں''۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اسے میز پر رکھا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنے کمرے میں ہی ہوں باس۔ باہر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''او کے۔ پھر میں فون پر بات کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل''۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ تمہیں ایکریمین ہوٹل میں جوانا نے اس چوہدری حشمت کے بارے میں کچھ بتایا تھا''...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''یس باس ہوئی تھی بات''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''پھر تم نے اس بارے میں کیا معلومات حاصل کی ہیں''۔ عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

''باس۔ چوہدری حشمت جوہر نگر کا بہت بڑا زمیندار ہے۔ اس کا ڈیرہ تو وہیں جوہر نگر میں ہی ہے لیکن اس کی ایک رہائش گاہ دارالحکومت کے قریب کالونی میں بھی ہے۔ اس پورے علاقے کا مالک چوہدری حشمت تھا۔ اس نے یہ پوری کالونی فروخت کی تھی اور وہاں اس نے انتہائی شاندار کوٹھی بنوائی ہوئی ہے۔ وہ زیادہ تر ڈیرے پر ہی رہتا ہے لیکن کبھی کبھار شہر بھی آ جاتا ہے۔ اس بوڑھی عورت کا گاؤں سڑک کے پار ہے۔ اسے کاورن گاؤں کہتے ہیں۔

چھوٹا سا گاؤں ہے اور وہاں کے تمام رہنے والے چوہدری حشمت کے ہی مزارع ہیں۔ اس بوڑھی عورت کا نام مائی بخشو بتایا گیا ہے۔ اس کی نوجوان بیٹی جس کا نام رقیہ تھا اسے چوہدری حشمت کے بیٹے چوہدری نثار نے جسے یہاں چھوٹا چوہدری کہا جاتا ہے اپنے ساتھ جانے کے لئے کہا تو رقیہ اس کے منہ پر تھوک کر بھاگ گئی۔ چھوٹے چوہدری نے اسے اپنی بے عزتی سمجھا اور پھر اپنے ڈیرے سے آدمی منگوا کر اسے زبردستی اس کے گھر سے اٹھا کر ڈیرے پر لے گیا۔ اس کی ماں روتی پیٹتی گاؤں کے امام مسجد کے ساتھ ڈیرے پر گئی تو چوہدری حشمت نے اس کی بیٹی کو بھیجنے سے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ کل آ کر وہ اپنی بیٹی کی لاش لے جائے اور اس کے ساتھ ہی اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر ڈیرے سے نکال دیا اور امام مسجد اسے واپس گاؤں لے آیا اور پھر ساری رات وہ بوڑھی عورت روتی رہی لیکن گاؤں والے اس کی کوئی مدد نہ کر سکتے تھے۔

دوسرے روز اس نے صبح ہی ڈیرے پر جانے کی کوشش کی لیکن اسے روک دیا گیا کیونکہ ابھی اس کی لڑکی کو ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔ پھر شام کے وقت اسے اطلاع ملی کہ اس کی لڑکی کو ہلاک کر دیا گیا تو وہ بے چاری روتی پیٹتی ہوئی جوہر نگر جاتے ہوئے جوانا کی کار سے ٹکرا گئی۔ بہرحال بڑے چوہدری نے لڑکی کی لاش خود کسی ریڑھی پر ڈال کر گاؤں بھجوا دی اور گاؤں والوں نے اسے دفن کر

دیا۔ وہ بوڑھی عورت پہلے صدمے سے بے ہوش ہوئی پھر اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک ہوگئی۔ میں نے کل شام ان سارے واقعات کے بارے میں تصدیق کی تھی اور آج میرا ارادہ تھا کہ میں رانا ہاؤس جا کر جوانا سے اس بارے میں بات کروں گا''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ سب معلومات تمہیں کہاں سے حاصل ہوئیں۔ کیا تم گاؤں گئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''جناب۔ ہوٹل ذیشان کا ایک ویٹر جوہر نگر کا رہنے والا ہے۔ مجھے اس لئے اس بارے میں معلوم تھا کہ ایک بار اس کی بیوی بیمار تھی تو اس کی پریشانی دیکھ کر میں نے اس سے پوچھ لیا تو اس نے بتایا کہ وہ جوہر نگر کا رہنے والا ہے اور اسے اطلاع ملی ہے کہ وہاں اس کی بیوی بے حد بیمار ہے لیکن وہ اس قابل نہیں تھا کہ اسے کسی ٹیکسی میں یہاں لے آتا اور ہسپتال داخل کراتا تو میں نے اس کا بندوبست کرا دیا۔ پھر میں نے ہسپتال میں بھی اس سے رابطہ رکھا اور جب اس کی بیوی صحت مند ہوگئی تو میں نے اسے اس کے کہنے پر واپس گاؤں بھجوا دیا تھا اس لئے میں نے اس ویٹر کو یہ معلومات حاصل کرنے کا کام دیا اور اسے ہوٹل سپروائزر سے چھٹی لے کر دی۔ کل رات وہ ویٹر واپس آیا ہے اور اس نے یہ ساری تفصیل مجھے بتائی ہے''...... ٹائیگر نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم یہ معلوم کراؤ کہ اس وقت وہ چوہدری حشمت اور اس کا بیٹا

کہاں موجود ہیں اور پھر مجھے فون کر کے بتاؤ۔ میں تمہارے فون کا انتظار کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس کے ذہن میں ٹائیگر کی بتائی ہوئی باتیں بچھو کی طرح ڈنک مار رہی تھیں۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح بھی انسانی جانوں سے کھلے عام کھیلا جا سکتا ہے اور وہ بھی دارالحکومت کے قریب اور اس دور میں جب ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے باقاعدہ این جی اوز بھی کام کر رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ ایک چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے کو سزا دینے سے تو ایسے جرائم نہیں رک سکتے تھے۔ پورے پاکیشیا میں پھیلے ہوئے دیہات میں لاکھوں نہیں تو سینکڑوں ایسے چوہدری ہوں گے۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے۔ یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

''یس سر۔ میں بات کراتا ہوں سر''۔ دوسری طرف سے کہا گیا

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ خیریت تو ہے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے"...... سرسلطان نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرسلطان اس کی سنجیدگی کی وجہ سے بوکھلا گئے ہیں۔

"سرسلطان۔ یہ ہمارے ملک کے دیہاتوں میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا پاکیشیا کے غریب عوام کا کوئی محافظ نہیں ہے۔ کیا آپ اور آپ جیسے بڑے آفیسر جو بڑی بڑی سیٹوں پر براجمان ہیں وہ غریب عوام کو کاٹنے والے سانپوں سے نہیں بچا سکتے۔ آخر غریب بے بس اور لاچار عوام کہاں جا کر فریاد کریں"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ جو تم اس قدر سنجیدہ ہو رہے ہو"...... سرسلطان نے اس بار واقعی پریشان ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں بوڑھی عورت اور اس کی بیٹی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"ویری بیڈ۔ اس قدر ظلم۔ اس قدر کھلے عام ایسا انسانیت سوز ظلم۔ ویری بیڈ۔ میں ابھی آئی جی پولیس سے بات کرتا ہوں۔ ایسے لوگوں کو عدالت کے کٹہرے میں ضرور آنا چاہئے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"وہ بڑے جاگیردار ہیں اس لئے پولیس ان کا کیا بگاڑ لے گی۔ پھر ان کے خلاف گواہی کون دے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ میں وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے ذاتی طور پر یہ سب کچھ سن کر دلی رنج پہنچا ہے"۔ سرسلطان نے بڑے صدمے بھرے لہجے میں کہا

"مجھے خود سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کیا جا سکتا ہے اور اسی جھونک میں، میں نے آپ کو فون کر دیا ہے۔ ظاہر ہے آپ کیا کر سکتے ہیں۔ ایسے جاگیردار ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور پورے پاکیشیا میں پھیلے ہوئے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے۔ تم بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کی بات کر رہے ہو۔ اب تو پاکیشیا میں قانونی طور پر جاگیریں اور بڑی زمینداریاں ختم کر دی گئی ہیں۔ البتہ کچھ لوگ اپنے نوکروں اور اپنے فرضی رشتہ داروں کے ناموں پر اراضی خرید لیتے ہیں اور اس طرح عملی طور پر وہ بڑے جاگیردار اور زمیندار بن جاتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ اس چوہدری نے بھی ایسا ہی کر رکھا ہو گا"...... سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا قانون ان کے ہاتھوں سے بے بس ہے۔ کیا اس پورے ملک میں سروے نہیں کرایا جا سکتا تاکہ ایسے لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے جو اس طرح نہ صرف

قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں بلکہ انسانوں پر بھی ظلم کر رہے ہیں اور وہ ان جاگیروں اور زمینوں کی وجہ سے فرعون بنے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ یہ کام واقعی ہو سکتا ہے۔ اچھا ہوا تم نے یہ بات کر دی۔ میں ابھی سیکرٹری زراعت کو کہتا ہوں کہ وہ پورے ملک میں سروے کرائے اور سیکرٹری قانون سے کہتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں مزید سخت قانون تیار کر کے اسمبلی سے پاس کرائے''...... سرسلطان نے کہا۔

''شکریہ۔ چلو آپ سے بات کرنے کا کچھ تو فائدہ ہوا''۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ اب میں اسے ساتھ ساتھ مانیٹر بھی کرتا رہوں گا۔ تم نے یہ واقعہ بتا کر میری روح تک کو لرزا دیا ہے''۔ سرسلطان نے کہا۔

''میری طرف سے اور پورے پاکیشیا کے غریب عوام کی طرف سے شکریہ قبول کیجئے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کا ستا ہوا چہرہ قدرے نارمل ہو گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان اب بھوت کی طرح اس کام کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ اس طرح پورے پاکیشیا میں ایسے لوگوں کا خودبخود محاسبہ ہو جائے گا کیونکہ جب بڑی زمینداریاں اور جاگیریں ہی نہیں رہیں گی تو پھر اس انداز کے ظلم

بھی خودبخود ختم ہو جائیں گے۔ ابھی عمران بیٹھا یہی سب کچھ سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا معلوم ہوا ہے اس بڑے اور چھوٹے چوہدری کے بارے میں''...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ چھوٹا چوہدری تو مستقل طور پر وہیں ڈیرے پر ہی رہتا ہے اس لئے وہ تو اب بھی وہیں ہو گا جبکہ میں نے چوہدری حشمت کی رہائش گاہ کا فون نمبر ٹریس کر کے وہاں سے معلوم کیا ہے تو یہ بتایا گیا ہے کہ چوہدری حشمت کبھی کبھار ہی یہاں آتا ہے اس لئے وہ بھی ظاہر ہے ڈیرے پر ہی ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ میں جوانا کو بھی یہاں بلا لیتا ہوں تاکہ یہاں سے سنیک کلرز کی ٹیم اپنے مشن کے لئے روانہ ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ کیا آپ بھی سنیک کلرز کے رکن بن گئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں پرنس آف افریقہ جوزف کی نمائندگی کروں گا''...... عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف افریقہ جناب جوزف دی گریٹ کا نمائندہ خصوصی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا نمائندہ خصوصی آقا کو کہتے ہیں باس''...... دوسری طرف سے جوزف نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ نمائندہ خصوصی اسے کہتے ہیں جسے خصوصی اختیارات دیئے جائیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر آپ میرے نمائندہ خصوصی کیسے بن سکتے ہیں۔ آپ تو آقا ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''چلو نمائندہ عمومی بن جاؤں گا۔ تم بے فکر رہو اور جوانا سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ آپ صرف آقا ہی رہیں گے۔ کوئی نمائندہ خصوصی یا عمومی نہیں بن سکتے''...... دوسری طرف سے جوزف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور سائیڈ پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''جوانا بول رہا ہوں ماسٹر''...... تھوڑی دیر بعد جوانا کی آواز

سنائی دی۔

''چیف آف سنیک کلرز کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ وہ میرے فلیٹ پر قدم رنجہ فرما کر رونق بخشیں تا کہ ان کی سرکردگی میں ٹیم سنیکس کو کِل کرنے کے لئے روانہ ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماسٹر۔ کسے ساتھ لے کر آؤں آپ کے فلیٹ پر''...... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ شاید عمران کے فقرے قدم رنجہ فرمانا سے یہی سمجھا تھا کہ عمران کسی کو ساتھ لے آنے کی بات کر رہا ہے۔

''ارے۔ تم اکیلے ہی کافی ہو۔ ٹائیگر کو میں نے بلا لیا ہے اور ہم ان چوہدری صاحبان سے ملنے جائیں گے''...... عمران نے اس بار سادہ سے لہجے میں کہا۔

''ماسٹر۔ آپ ٹائیگر کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ اتنا ہی کافی ہے۔ آپ آرام کریں''۔ جوانا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا

''تم بے فکر رہو۔ میں تمہاری ٹیم میں صرف واچر کے طور پر شامل رہوں گا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے ماسٹر۔ میں آ رہا ہوں''...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

سر عبدالرحمٰن اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمٰن نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"سیکرٹری وزارت داخلہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں سر"۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... سر عبدالرحمٰن نے فائل سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ چوہدری شوکت بول رہا ہوں سر عبدالرحمٰن صاحب"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ یہ نئے سیکرٹری داخلہ تھے کیونکہ سابقہ سیکرٹری داخلہ سر راشد ریٹائر ہو گئے تھے۔

"یس سر فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ایک قریبی عزیز چوہدری حشمت دارالحکومت کے قریب ایک گاؤں جوہر نگر کے زمیندار ہیں اور وہیں رہتے ہیں۔ ان کو ان کے بیٹے چوہدری نثار سمیت ان کے ڈیرے سے اغوا کر لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تو پھر جناب یہ کیس تو پولیس کا ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"اغوا کرنے والوں میں آپ کا بیٹا عمران بھی شامل ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار اچھل پڑے۔

"عمران اغوا کرنے والوں میں شامل تھا۔ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چوہدری حشمت دارالحکومت بھی آتا جاتا رہتا ہے۔ یہاں جوہر ٹاؤن میں اس کی کوٹھی ہے۔ اس کا مینجر قاسم آپ کے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ وہ اس وقت ڈیرے پر موجود تھا جب آپ کا بیٹا ایک مقامی آدمی اور ایک دیوہیکل ایکریمین حبشی کے ساتھ وہاں ڈیرے پر پہنچا اور پھر وہاں انہوں نے شاید بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی کہ قاسم اور باقی لوگ جو وہاں موجود تھے وہ سب بے

ہوش ہو گئے اور جب انہیں ہوش آیا تو چوہدری حشمت اور ان کا بیٹا غائب تھے۔ قاسم آپ کے بیٹے کو جانتا ہے کیونکہ وہ آپ کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے اور اس کی کئی بار عمران سے بھی ملاقات ہو چکی ہے۔ اس نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ آپ کا بیٹا اپنے ساتھیوں سمیت ان دونوں کو کار میں ڈال کر لے گیا ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے اطلاع دی ہے اور میں اس لئے آپ کو فون کر رہا ہوں کہ اس واردات میں آپ کا بیٹا بھی شامل ہے۔ اگر میرے عزیز یا اس کے بیٹے کو کچھ ہوا تو آپ کے بیٹے کو اس کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا''...... چوہدری شوکت کا لہجہ آخر میں یکلخت بے حد کرخت ہو گیا۔

''اگر میرے بیٹے نے کوئی جرم کیا ہے تو اسے اس کا نتیجہ بھگتنا ہو گا۔ آپ نے خواہ مخواہ مجھے فون کیا۔ آپ پولیس کو فون کریں اور قانونی کارروائی کرائیں''...... سر عبدالرحمٰن نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''نانسنس۔ مجھے فون کر رہا ہے جیسے میں نے عمران کو وہاں بھیجا ہو۔ نانسنس''...... سر عبدالرحمٰن نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑے۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر انہوں نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی

آواز سنائی دی۔

''عبدالرحمٰن بول رہا ہوں۔ کہاں ہے عمران''...... سر عبدالرحمٰن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''السلام علیکم بڑے صاحب۔ چھوٹے صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں۔ مجھے بتا کر نہیں گئے۔ میں بازار گیا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے واپس آیا ہوں''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اسے تلاش کرو۔ وہ جہاں بھی ہو اسے کہو کہ وہ فون پر مجھ سے بات کرے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور کو ایک بار پھر کریڈل پر پٹخ دیا۔

''اس کو آخر کیا ضرورت پڑی تھی ان چوہدریوں کو اس انداز میں اغوا کرنے کی۔ اوہ۔ کہیں یہ سیکرٹ سروس کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔ وہ احمق اس سروس کے لئے بھی تو کام کرتا رہتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر انہوں نے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ فون کو ڈائریکٹ کرنے والا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''عبدالرحمٰن بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے پی اے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''عبدالرحمٰن بول رہا ہوں سرسلطان۔ یہ تمہارا لاڈلا عمران کیا کرتا پھر رہا ہے۔ مجھے ابھی سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت کا فون آیا ہے''...... سرعبدالرحمٰن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور پھر جو کچھ چوہدری شوکت نے بتایا تھا وہ دوہرا دیا۔

''اوہ۔ تو یہ چوہدری حشمت اس چوہدری شوکت کا عزیز ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے چونک کر کہا تو سر عبدالرحمٰن بھی بے اختیار چونک پڑے۔

''تم جانتے ہو اس چوہدری حشمت کو۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی خاص آدمی ہے''...... سرعبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ انتہائی ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ مجھے عمران نے اس کے بارے میں بتایا تھا''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساری تفصیل بھی بتا دی جو عمران نے انہیں فون پر بتائی تھی۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اگر اس چوہدری نے کوئی جرم کیا ہے تو اسے قانون کے حوالے کرنا چاہئے''...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ یہ کارروائی اس نے سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم پر کی ہو''...... سرسلطان نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر اس چیف سے کہہ دیں کہ وہ یا اس کے آدمی قانون سے بالاتر تو نہیں ہیں۔ انہیں اس کے لئے بھگتنا ہوگا''...... سرعبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں خود قانون کی بالادستی کا قائل ہوں سرعبدالرحمٰن۔ تم بے فکر رہو۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کی کسی کو بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو''...... سرسلطان نے کہا۔

''اوکے۔ اگر تمہیں عمران کے بارے میں پتہ چلے تو مجھے بتانا۔ میں اسے خود پولیس کے حوالے کر دوں گا کیونکہ جس انداز میں سیکرٹری داخلہ نے مجھ سے بات کی ہے وہ میری برداشت سے باہر ہے''...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ایسے ہی ہوگا جیسے تم کہہ رہے ہو۔ اللہ حافظ''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرعبدالرحمٰن نے بھی رسیور رکھ دیا اور سامنے موجود فائل کو پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سرعبدالرحمٰن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''وزارت داخلہ سے عبدالجبار خان صاحب کی کال ہے

جناب''...... دوسری طرف سے ان کے پی اے نے کہا۔

''کراؤ بات''...... سرعبدالرحمٰن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عبدالجبار خان وزارت داخلہ میں ڈپٹی سیکرٹری ہیں اور ان کے سرعبدالرحمٰن سے خاندانی اور گھریلو تعلقات تھے۔

''عبدالجبار خان بول رہا ہوں سر عبدالرحمٰن''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات''...... سرعبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''خاص بات یہ ہے سرعبدالرحمٰن کہ چوہدری شوکت کو فوری طور پرسیکرٹری کی سیٹ سے ہٹا کر جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ میں نے چارج سنبھال لیا ہے''...... عبدالجبار خان نے کہا تو سر عبدالرحمٰن کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ ابھی ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تو انہوں نے مجھے فون کیا تھا''...... سرعبدالرحمٰن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کا بیٹا عمران اس کی وجہ بنا ہے''...... عبدالجبار خان نے کہا تو سرعبدالرحمٰن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''وہ کیسے''...... سرعبدالرحمٰن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

''چوہدری شوکت نے آپ کو فون کر کے عمران کی شکایت کی۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کو بھی کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا۔ انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کی تو

چیف نے انہیں بتایا کہ عمران نے جو کارروائی کی ہے وہ ذاتی حیثیت سے نہیں کی بلکہ سرکاری تنظیم سنیک کلرز کے تحت یہ سب کارروائی ہوئی ہے اور وہ عمران کو کہہ دیں گے کہ وہ چوہدری شوکت کو فون کر کے مطمئن کر دیں کہ ان کے عزیز کے خلاف قانونی کارروائی ہی ہو گی۔ چنانچہ بعد میں عمران نے جب چوہدری شوکت کو فون کیا تو چوہدری شوکت نے اپنے عزیز کی وجہ سے عمران سے بے حد برہمی کا اظہار کیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے خلاف بھی باتیں کیں جس کی رپورٹ عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو دے دی۔ انہوں نے سرسلطان کو فون کر کے چوہدری شوکت کی فوری برطرفی اور جبری ریٹائرمنٹ کا حکم دے دیا جس پر سرسلطان کو صدر مملکت سے بات کرنی پڑی اور صدر مملکت نے چیف آف سیکرٹ سروس کے حکم پر چوہدری شوکت کی فوری برطرفی اور جبری ریٹائرمنٹ کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ چنانچہ انہیں فوری سیٹ سے ہٹا دیا گیا اور ان کی جگہ میں نے لے لی۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر گئے تو وہاں سے انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم پر اغوا کر لیا گیا اور اب وہ نجانے کہاں ہیں''...... عبدالجبار خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تو سراسر زیادتی ہے۔ اس طرح لوگوں کو جبری ریٹائر کر دینا اور پھر انہیں اغوا کر لینا یہ سب تو سراسر قانون کے خلاف ہے''۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"آپ پلیز چیف کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف بھی کوئی کارروائی کر دی جائے"...... عبدالجبار خان نے کہا۔

"کیوں نہ کہوں۔ کیا چیف نعوذباللہ خدا ہے۔ غلط بات۔ غلط بات ہی ہوتی ہے۔ میں سرسلطان سے بات کرتا ہوں"...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میں نے تو صرف اس لئے کال کی تھی کہ آپ کو اس تبدیلی کا علم ہو جائے۔ اللہ حافظ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو سر عبدالرحمٰن نے بھی اللہ حافظ کہہ کر کریڈل دبا دیا۔

"سرسلطان سے بات کراؤ میری"...... انہوں نے پی اے سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیسے اختیارات ہیں کہ جسے چاہے جب چاہے برطرف کر کے جبری ریٹائر کر دیا جائے"...... سر عبدالرحمٰن نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرعبدالرحمٰن نے تیز لہجے میں کہا۔

"سرسلطان سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ میں عبدالرحمٰن بول رہا ہوں"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ تمہیں چوہدری شوکت کی برطرفی اور جبری ریٹائرمنٹ کی اطلاع مل گئی ہو گی"...... سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ ان کی جگہ عبدالجبار خان نے لی ہے۔ انہوں نے مجھے تفصیل بتائی ہے لیکن سرسلطان مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسے اصول پسند آدمی اس کھلی لاقانونیت کو کیسے برداشت کرتے ہیں۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم پر اتنے بڑے افسر کو بغیر کوئی قانونی وجہ کے برطرف کر کے جبری ریٹائر کر دینا اور پھر اسے اس کی رہائش گاہ سے اغوا کرا لینا۔ یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیا اس ملک میں قانون کی بجائے سیکرٹ سروس کے چیف کی حکومت ہے"...... سرعبدالرحمٰن نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیا بتایا گیا ہے اس بارے میں"...... سر سلطان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ کہ عمران نے چوہدری شوکت سے فون پر بات کی اور انہیں بتایا کہ یہ سب کچھ کسی سرکاری تنظیم کے تحت ہوا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم پر ہوا ہے تو چوہدری شوکت نے چیف صاحب کے خلاف بھی کچھ باتیں کر دیں اور یہ بھی کہا کہ انہیں غیر قانونی کام نہیں کرنا چاہئے تھا۔ جس پر عمران نے چیف کو رپورٹ کر دی اور چیف نے تمہیں فون کر کے حکم دے دیا کہ چوہدری شوکت کو فوری طور پر برطرف کر کے جبری ریٹائر کر دیا جائے اور تم نے صدر صاحب سے بات کی اور صدر صاحب نے

فوری نوٹیفکیشن جاری کر دیا اور پھر چوہدری شوکت کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا''...... سر عبدالرحمٰن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عبدالجبار خان کو تفصیل کا علم نہیں ہے۔ چوہدری شوکت کے عزیز چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار جسے سنیک کلرز نے ایک لڑکی کو بے آبرو کر کے ہلاک کرنے کے سلسلے میں ان کے ڈیرے سے اٹھایا تھا انہوں نے انکوائری کے دوران بتایا کہ وہ ملک میں منشیات کے بہت بڑے اسمگلر ہیں اور ان کی سرپرستی چوہدری شوکت کرتا ہے اور یہ انکوائری عمران یا اس کے ساتھیوں نے نہیں کی بلکہ پولیس کے اعلیٰ حکام نے کی ہے کیونکہ ان دونوں کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ پولیس کے اعلیٰ حکام نے اس انکوائری کے بعد اینٹی نارکوٹکس کے اعلیٰ حکام کو یہ کیس ریفر کر دیا اور دونوں افراد کو بھی ان کے حوالے کر دیا گیا۔ اینٹی نارکوٹکس کے اعلیٰ حکام نے چھاپے مار کر نہ صرف اس چوہدی حشمت اور اس کے بیٹے کے ڈیرے اور ان کی رہائش گاہوں میں بنے ہوئے خفیہ تہہ خانوں سے بھاری مقدار میں منشیات برآمد کر لی بلکہ وہاں سے ایسے کاغذات بھی مل گئے جس سے چوہدری شوکت کے خلاف ثبوت مہیا ہو جاتا تھا۔ چونکہ چوہدری شوکت کے خلاف اینٹی نارکوٹکس کے حکام ازخود کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے اس سلسلے میں مجھ سے بات کی۔ میں نے ان سے ثبوت

طلب کر لئے اور پھر بظاہر ثبوت درست ہونے پر میں نے یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا۔ چیف نے عمران کو کہا کہ وہ چوہدری شوکت سے وضاحت طلب کرے تاکہ اس کا مؤقف بھی سامنے آ سکے لیکن چوہدری شوکت نے الٹا چیف پر ہی الزام تراشی شروع کر دی جس کی رپورٹ میں عمران نے چیف کو اس گفتگو کی ٹیپ بھجوا دی اور چیف نے ان ثبوتوں کی بنیاد پر مجھے حکم دے دیا کہ میں چوہدری شوکت کو فوری طور پر برطرف کر کے جبری ریٹائر کرنے کے احکامات صدر صاحب سے جاری کرا دوں تاکہ اینٹی نارکوٹکس حکام چوہدری شوکت سے انکوائری کر سکیں۔ میں نے صدر صاحب سے بات کی۔ انہوں نے بھی ثبوت طلب کئے جو انہیں دکھا دیئے گئے جس پر انہوں نے آرڈرز جاری کر دیئے اور پھر اینٹی نارکوٹکس حکام نے چوہدری شوکت کے خلاف کارروائی کی اور اسے اپنے ہیڈکوارٹر پر مزید انکوائری کے لئے لے گئے۔ اس وقت چوہدری شوکت، چوہدری حشمت اور اس کا بیٹا چوہدری نثار تینوں اینٹی نارکوٹکس حکام کی تحویل میں ہیں اور انہوں نے ان تینوں کے خلاف اینٹی نارکوٹکس سپیشل کورٹ سے ریمانڈ بھی حاصل کر لیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ اس میں کون سا کام غیر قانونی ہوا ہے جس پر تم اس طرح برہم ہو رہے ہو''...... سر سلطان نے لمبی اور تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری سر سلطان۔ مجھے چونکہ یہ سب نہیں بتایا گیا تھا

اس لئے مجھے اس لاقانونیت پر غصہ آ گیا۔ بہرحال اب میں مطمئن ہوں لیکن چیف صاحب سے کہہ دو کہ وہ اس ناہنجار اور احمق عمران کو زیادہ اہمیت نہ دیا کریں ورنہ کسی روز وہ ان کو بھی شرمندہ کرا دے گا''...... سر عبدالرحمٰن نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کہہ دوں گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سر عبدالرحمٰن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اتنے بڑے عہدے پر فائز افسر بھی اب غیر قانونی کام میں ملوث ہے تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سامنے موجود فائل کھول لی لیکن دوسرے لمحے دروازہ کھلا تو انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

''مے آئی کم ان سر''...... دروازے سے عمران کی بڑی منت بھری آواز سنائی دی۔ وہ سکول میں پڑھنے والے بچوں کے انداز میں بول رہا تھا۔

''تم اور یہاں۔ آؤ۔ کیوں آئے ہو''...... سر عبدالرحمٰن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ نے سلیمان کو حکم دیا تھا اور سلیمان نے مجھے تلاش کرنے کے لئے کنوؤں میں بانس ڈلوا دیئے اور آخرکار اس نے مجھے ایک کنویں سے نکلوا ہی لیا اور پھر مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں سلام نیاز پیش کروں کیونکہ آپ اتنے بڑے آفیسر ہیں

کہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی سے دنیا خراب ہو سکتی ہے اور چونکہ آپ میرے قبلہ و کعبہ بھی ہیں اس لئے آپ کی ناراضگی سے میری عاقبت بھی خراب ہو سکتی ہے۔ ویسے پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ اماں بی کی خدمت میں حاضری دے کر انہیں ساتھ لے آؤں لیکن پھر میں نے سوچا کہ آخر میرے اندر بھی تو آپ کا چنگیزی خون دوڑ رہا ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھتے ہوئے باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

''یہ بتاؤ کہ یہ تمہارا چیف آخر تمہیں اتنی اہمیت کیوں دیتا ہے۔ کیا اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بجائے پاگل خانہ کھول رکھا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں تو چلتا پھرتا رہتا ہوں البتہ آپ کئی کئی گھنٹے ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے ہیں اس لئے میں کیا کہہ سکتا ہوں ورنہ عاقبت خراب ہونے کا ڈر ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''چلتا پھرتا رہتا ہوں۔ کیا مطلب۔ کیا واقعی تمہارا دماغ اب مکمل طور پر خراب ہو چکا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ پاگل کا مطلب ہوتا ہے ایک جگہ جم کر رہنے والا کیونکہ پا فارسی زبان میں پاؤں کو کہتے ہیں اور گل فارسی زبان میں مٹی کو کہتے ہیں اس لئے پاگل اسے کہتے ہیں جس کے پاؤں مٹی میں جکڑے ہوئے ہوں۔ مطلب یہ کہ جو چل پھر نہ سکتا ہو۔

"ایک جگہ بیٹھا رہتا ہو"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن ہونٹ بھینچے اسے اس طرح دیکھنے لگے جیسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے ہوں۔

"مم۔ مم۔ میں اماں بی کو لے آؤں"...... عمران نے ان کے اس انداز میں دیکھنے پر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گٹ آؤٹ۔ دفع ہو جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ نانسنس۔ احمق۔ اُلو"...... سر عبدالرحمٰن نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس طرح مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا جیسے اس کے پیچھے کوئی بھوت لگ گیا ہو۔

"رکو۔ ادھر آؤ"...... سر عبدالرحمٰن کی غصیلی آواز سنائی دی تو عمران اس طرح ساکت ہو گیا جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی اچانک ختم ہو جائے اور پھر آہستہ آہستہ مڑ کر وہ واپس آنے لگا جیسے اس کے قدم من من بھر کے ہو رہے ہوں۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ اس چوہدری حشمت کا کیس تمہیں کس نے دیا تھا"...... سر عبدالرحمٰن نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سنیک کلرز کے چیف جوانا نے"...... عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ جوانا کون ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ایکریمین حبشی ہے۔ جب یہاں آیا تھا تو دس بوتلیں شراب کی

روز پیتا تھا۔ اب سادہ پانی پی کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ پہلے ایکریمیا کی سب سے خوفناک پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن تھا۔ اب سنیک کلرز کا چیف ہے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ پاکیشیا کا شہری ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں صدر مملکت سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کس قسم کی تنظیمیں سرکاری سطح پر بنائی جا رہی ہیں۔ سنیک کلرز۔ یہ کیسے سرکاری تنظیم ہو گئی"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"سنیک سانپ کو کہتے ہیں اور سانپ اگر انسان کو کاٹ لے تو انسان ہلاک ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سنیک وہ شخص بھی ہے جو اس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہو جس سے عوام الناس کو جانی، مالی یا غیرت کا نقصان پہنچ رہا ہو۔ ایسے سانپوں کو کچلنا ہر شہری کا فرض اولین ہے اور سنیک کلرز بھی یہی کام کرتی ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن پولیس، انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس یہ کام نہیں کر رہی جو اس طرح کی تنظیموں کو سامنے لایا جاتا ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"پولیس کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیا کرتی ہے اور کیا نہیں۔ سیکرٹ سروس صرف ان معاملات میں ہاتھ ڈالتی ہے

جن کا تعلق ملکی سلامتی سے ہو۔ رہ گئی انٹیلی جنس تو اس کے بارے میں آپ بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ آپ اس کے چیف ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... سر عبدالرحمٰن نے یکلخت جھٹکے دار لہجے میں کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

''ڈیڈی۔ سنیکس کی سرپرستی بذات خود قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان کی کلنگ چاہے کسی بھی انداز میں ہو غیر قانونی نہیں کہلوائی جا سکتی۔ اللہ حافظ''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''بات تو ٹھیک کہہ گیا ہے یہ احمق''...... سر عبدالرحمٰن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ فائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ٹائیگر نے بند دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔ یہ آفس کے انداز میں سجایا گیا خاصا بڑا کمرہ تھا۔ کمرے کے آخری حصے میں ایک بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ جیکب تھا۔ ریڈ سٹار ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر۔ جیکب ایکریمیا نژاد تھا لیکن طویل عرصے سے پاکیشیا میں سیٹل ہو چکا تھا۔ چونکہ اس کے تعلقات غیر ملکی تنظیموں سے خاصے قریبی تھے اس لئے ٹائیگر نے بھی اس سے دوستی کر رکھی تھی اور جیکب بھی ٹائیگر کو کام دیتا رہتا تھا۔

''آؤ۔ آؤ ٹائیگر۔ میں کافی دیر سے تمہارا منتظر تھا''...... جیکب نے ٹائیگر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''تمہارا پیغام ملتے ہی میں روانہ ہو گیا تھا۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی

خاص بات جو تم نے اس طرح نادر شاہی پیغام بھجوا دیا''...... ٹائیگر نے میز کے قریب پہنچتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر جیکب سے مصافحہ کر کے وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہارے لئے میرے پاس ایک کام ہے لیکن کام ایسا ہے کہ اسے جلد از جلد نمٹانا ہے''...... جیکب نے کہا۔

''کیا کام ہے''...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

''ریڈ روز کلب میں ایک ایکریمین نژاد آدمی ہارڈی اٹھتا بیٹھتا رہا ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... جیکب نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس ہارڈی سے ملنے کے لئے وہ ایکریمین ہوٹل گیا تھا لیکن اس سے ملاقات نہ ہو سکی تھی اور یہ ملاقات چونکہ ہارڈی کی کال پر ہو رہی تھی اور اس کے بعد ہارڈی نے رابطہ ہی نہ کیا تھا اس لئے اس نے بھی پرواہ نہ کی تھی۔

''ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے''۔ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

''اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق اسے ہلاک کرانے کا کام جاسٹن کے گروپ نے کیا ہے۔ بلیک لارڈ کلب والے جاسٹن نے''...... جیکب نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے واقعی پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بنا رکھا ہے۔ پھر''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میری پارٹی یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ ہارڈی کو ہلاک کرانے والی پارٹی کون ہے اور یہ تم نے معلوم کرنا ہے''...... جیکب نے کہا۔

''پہلے جو اندرونی بات ہے وہ بتاؤ کہ ہارڈی کس کے لئے کام کرتا تھا۔ کیا تمہاری پارٹی کے لئے ہارڈی کام کرتا تھا یا تمہاری پارٹی کوئی اور ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تمہیں ایک کام دیا جا رہا ہے۔ وہ کرو اور اپنا معاوضہ لے لو۔ بس''...... جیکب نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری جیکب۔ میں اس انداز میں کام نہیں کر سکتا۔ تم کسی اور کو دے دو یہ کام''...... ٹائیگر نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''سوچ لو۔ خاصی بڑی رقم کا کام ہے''...... جیکب نے کہا۔

''کروڑوں ڈالرز کا بھی کیوں نہ ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے لیکن میں کام اپنے انداز میں کرتا ہوں ورنہ نہیں اور میرا انداز یہ ہے کہ مجھے اندرونی کہانی معلوم ہونی چاہئے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کیا کیا جائے۔ معلوم ہے کہ تم بے حد ضدی ہو اور یہ کام ایسا ہے کہ تمہارے علاوہ اور کوئی اسے تیزی سے اور بے داغ انداز میں کر نہیں سکتا لیکن تم خواہ مخواہ کی فضول باتوں میں الجھ جاتے ہو''...... جیکب نے کہا۔

''یہ میرا اسٹائل ہے اور میں مجبور ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

’’یہ منشیات کی بین الاقوامی گیم ہے۔ یہاں ریڈ ڈاگ نامی تنظیم نے ڈرگ کی پوری مارکیٹ پر مکمل قبضہ کیا ہوا ہے۔ بڑے بڑے حکام کو اس کی سرپرستی حاصل ہے لیکن ایکریمیا کی ایک تنظیم جس کا نام بلیک سٹار ہے وہ بھی اس کاروبار میں قدم جمانا چاہتی ہے۔ ہارڈی بھی اس کا نمائندہ تھا اور وہ اس کام کے لئے بھاگ دوڑ کر رہا تھا کہ اچانک اسے ہلاک کر دیا گیا۔ میری پارٹی بلیک سٹار ہے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ کیا ہارڈی کی ہلاکت کے پیچھے ریڈ ڈاگ ہے یا کوئی اور پارٹی ہے۔ بس اتنی سی بات ہے‘‘۔ جیکب نے کہا۔

’’اس تفصیل کے بعد کیا اب بھی کوئی پوشیدہ بات ہے۔ ظاہر ہے ریڈ ڈاگ کو ہارڈی کی سرگرمیوں کی اطلاع مل گئی ہو گی اس لئے انہوں نے اسے ختم کرا دیا‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ یہ اس قدر سادہ بات نہیں ہے۔ جس روز ہارڈی ہلاک ہوا ہے اسی روز ریڈ ڈاگ کے دو بڑے آدمی اچانک اپنی رہائش گاہ سے اغوا کر لئے گئے اور پھر ان کا سب سے بڑا سرپرست جو اس ملک کا ایک اعلیٰ حاکم ہے بھی اپنی رہائش گاہ سے اغوا ہوا ہے جبکہ یہ کام بلیک سٹار نے نہیں کرایا اس لئے بلیک سٹار کے مطابق یہ کوئی اور پارٹی ہو سکتی ہے جو بیک وقت ریڈ ڈاگ اور بلیک سٹار دونوں کے خلاف کام کر رہی ہے‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’اب میں نے صرف ہارڈی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں یا ریڈ ڈاگ کے بڑوں کو اغوا کرنے والی پارٹی کے بارے میں بھی معلوم کرنا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ پارٹیاں بھی ہو سکتی ہیں‘‘...... جیکب نے چونک کر پوچھا۔

’’ہاں‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

’’اگر ایسا ہے تو پھر دونوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’کتنی رقم دے رہے ہو‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’تم کتنی رقم لو گے‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’مجھے تم پر اعتماد ہے۔ جتنی رقم تم نے طے کی ہے اس کا تین چوتھائی دے دو‘‘...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔

’’تین چوتھائی نہیں نصف‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’نہیں سوری۔ دو کام ہیں اس لئے تین چوتھائی کہہ رہا ہوں۔ ایک کام ہوتا تو نصف لے لیتا‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہو سکتا ہے کہ ایک ہی پارٹی ہو‘‘...... جیکب نے کہا۔

’’اگر ایک پارٹی ہوئی تو میں بقیہ رقم واپس کر دوں گا‘‘۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

’’لیکن تم نے تو طے شدہ معاوضے کا نصف لینا ہے۔ نصف کام

کے بعد ملیں گے''...... جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسے ہی سہی''...... ٹائیگر نے کہا تو جیکب اٹھا اس نے دیوار میں نصب ایک سیف کھولا اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی بیس گڈیاں نکال کر اس نے ٹائیگر کے سامنے رکھ دیں۔

''تین چوتھائی رقم چالیس لاکھ بنتی ہے۔ بیس لاکھ دے رہا ہوں۔ باقی بیس لاکھ کام مکمل ہونے پر اور اگر ایک ہی پارٹی ہوئی تو پھر باقی دس لاکھ ملیں گے''...... جیکب نے باقاعدہ حساب کتاب کرتے ہوئے کہا۔

''پارٹیاں تو دو ہیں۔ یہ بات طے سمجھو''...... ٹائیگر نے گڈیاں اٹھا کر انہیں اپنے کوٹ کی جیبوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ تم اس قدر یقین سے یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو''...... جیکب نے سیف بند کر کے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ مجھے معلوم ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا معلوم ہے''...... جیکب نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ریڈ ڈاگ کے خلاف حرکت میں آنے والی ایک سرکاری تنظیم سنیک کلرز ہے۔ اس نے اس چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار کو ان کے ڈیرے سے اٹھایا۔ گو ان کا مقصد اور تھا۔ ان دونوں چوہدریوں نے ایک غریب اور بیوہ عورت کی نوجوان بیٹی کو اغوا کرا کر بے آبرو کیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ پولیس

چونکہ ان کے خلاف کارروائی نہیں کرتی تھی اس لئے انہیں اغوا کر کے پولیس کے اعلیٰ حکام کو سونپا گیا اور پھر پولیس کی تفتیش کے دوران چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے نے منشیات کی اسمگلنگ کا اعتراف کر لیا تو انہیں اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کے حوالے کر دیا گیا اور اب بھی وہ انہی کی تحویل میں ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تمہیں اتنی تفصیل کا کیسے علم ہے''...... جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے چھوڑو۔ یہ میرا کام ہے۔ میرے پاس تو ایسی ایسی معلومات ہیں کہ اگر میں انہیں اوپن کر دوں تو انڈر ورلڈ میں قیامت برپا ہو جائے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہی تو تمہاری خوبی ہے ٹائیگر۔ اسی لئے تو ایسے کاموں کے لئے تمہارا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جنہیں کوئی دوسرا سرانجام نہیں دے سکتا لیکن اس کا تو مطلب ہے کہ تمہیں ہارڈی کے قتل کا بھی علم ہو گا''...... جیکب نے کہا۔

''ہارڈی چھوٹی مچھلی ہے اس لئے مجھے اس بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ مجھے تو اس کی موت کا علم ہی تمہارے ذریعے ہوا ہے لیکن اگر میں چاہوں تو یہیں بیٹھے بیٹھے معلومات حاصل کر سکتا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہیں بیٹھے بیٹھے۔ وہ کیسے''...... جیکب نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''فون کے ذریعے لیکن پھر تم یہ کہو گے کہ اتنی بڑی رقم چند منٹوں میں دینی پڑ گئی ہے۔ اگر میں نے دو تین دن لگا دیئے تو پھر تم مطمئن ہو جاؤ گے کہ میں نے بڑی محنت کی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اب جبکہ معاملہ طے ہو چکا ہے تو اب چاہے ایک منٹ لگے یا ایک روز اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اگر تم یہ معاملہ بھی ابھی حل کر دو تو اس سے میری پارٹی پر بھی میری کارکردگی کا رعب پڑ جائے گا''...... جیکب نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''راڈش بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں راڈش۔ ہارڈی کو کسی پیشہ ور قاتل نے ہلاک کیا ہے۔ تمہیں علم تو ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں معلوم ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ چونکہ ٹائیگر نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا تھا اس لئے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے جیکب کو دوسری طرف سے آنے والی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

''مجھے اس بارے میں پہلے سے علم ہے۔ یہ کام بلیک کلب کی طرف سے کیا گیا ہے لیکن میں اس پارٹی کے بارے میں معلوم کرنا

چاہتا ہوں جس نے یہ کام کرایا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے لیکن''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تمہارا معاوضہ بھی تمہیں مل جائے گا اور یہ اطلاع باہر بھی نہ جائے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی ہلاکت کی بکنگ ٹموتھی نے کی ہے۔ تم ٹموتھی کو تو جانتے ہی ہو''...... راڈش نے کہا۔

''ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن پارٹی کون تھی وہ بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹموتھی کو علم ہو گا۔ میں نے اس بارے میں اس لئے معلومات نہیں کیں کہ اس طرح ٹموتھی کو ہلاک کرنا پڑتا اور میرے لئے یہ سب بے کار ہوتا''...... راڈش نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جاسیکا کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹموتھی سے بات کراؤ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹموتھی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔ میں نے سوچا پہلے تم
”تمہارے قتل کی بکنگ کی جا رہی ہے۔
ٹائیگر نے کہا۔
سے بات ہو جائے“......
قتل کی بکنگ۔ کیا مطلب۔
”کک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے
بری طرح
کیوں کر رہا ہے“...... ٹموتھی نے
کون کر رہا ہے۔
ہوئے کہا۔
ہراساں ہوتے
کیوں ہو۔ تمہیں
”جب تم پارٹی کا نام نہیں بتاتے تو پھر پوچھتے
تمہیں اس سے کوئی دلچسپی
ہے۔
بھی تو صرف دولت چاہئے ہوتی
اسے کیوں ہلاک کیا جا رہا
نہیں ہوتی کہ جسے ہلاک کیا جا رہا ہے
ہوئے کہا۔
ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیتے
کھل کر بات کرو“...... ٹموتھی نے
”تم۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔

کہا۔
ہے اور میں
”سنو ٹموتھی۔ تم نے ہارڈی کی ہلاکت کی بکنگ کی
جس نے ہارڈی کی
نے اس پارٹی کو معلوم کرنے کی بکنگ کی ہے
کہ تم سے یہ بات
ہلاکت کی بکنگ کرائی ہے اور لازمی بات ہے
کہ تم بہرحال
معلوم کرنے کے لئے تم پر اتنا تشدد کرنا پڑے گا
یہ تمہاری ہلاکت کی
ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس طرح ایک لحاظ سے
ٹائیگر نے کہا۔
بکنگ ہو گی“......
تمہیں معلوم تو ہے کہ کسی
”مم۔ مگر تم ایسا کیوں کر رہے ہو۔
یہ انڈر ورلڈ کے
پارٹی کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا جا سکتا۔

اصول کے خلاف ہے“...... ٹموتھی نے کہا۔

”یہ اصول اس لئے بنایا گیا ہے کہ راز لیک آؤٹ نہ ہو اور تم میری عادت جانتے ہو کہ میں کسی صورت یہ راز لیک آؤٹ نہیں کروں گا۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا۔ ویسے اب چونکہ میں نے بکنگ کر لی ہے اس لئے اب میں پیچھے تو نہیں ہٹ سکتا اور تم میرے بارے میں بھی اچھی طرح جانتے ہو اس لئے تم کہیں چھپ بھی نہ سکو گے اور بتانا تو بہرحال تمہیں پڑے گا چاہے اس کے نتیجے میں تمہارا جو بھی حشر ہو۔ ویسے میرا وعدہ ہے کہ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں جانتا ہوں کہ تم وعدہ پورا کرتے ہو اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو اس لئے میں بتا دیتا ہوں لیکن پلیز آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ میرا بزنس ہے“...... ٹموتھی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہارڈی کے قتل کی بکنگ جیکارڈ گروپ کے چیف جیکارڈ نے کرائی تھی“...... ٹموتھی نے کہا۔

”لیکن یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی تو پھر میں وعدے سے بری ہو جاؤں گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”میں احمق تو نہیں ہوں کہ تم جیسے آدمی سے غلط بیانی کروں گا۔ بس تم اپنا وعدہ یاد رکھنا کہ میرا نام کبھی سامنے نہ آئے اور

آئندہ میرے خلاف بگنگ بھی نہ کرنا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''جیکارڈ گروپ کے چیف جیکارڈ نے بگنگ کرائی ہے لیکن تم نے بھی خیال رکھنا ہے کہ ٹموتھی کا نام سامنے نہ آئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے اس کا نام لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مجھے صرف پارٹی کا نام چاہئے تھا۔ وہ مل گیا ہے لیکن جیکارڈ گروپ تو اسلحے کو ڈیل کرتا ہے۔ اس کا منشیات سے تو کوئی تعلق نہیں ہے''...... جیکب نے کہا۔

''کوئی اور سلسلہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ آدمی بھی ہر طرح کے مسئلے میں دخل اندازی کرنے کا عادی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اٹھ کر اس نے سیف کھول کر مزید نوٹوں کی گڈیاں نکال کر ٹائیگر کے حوالے کر دیں جنہیں ٹائیگر نے زبردستی اپنی جیبوں میں ٹھونس لیا۔

''اب میں چلتا ہوں''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی کار تیزی سے اس فلاحی ادارے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جو ایسے مریض بچوں کا مفت علاج کرتا تھا۔ جن کو خون کا کینسر تھا۔ یہ علاج بے حد مہنگا تھا لیکن یہ ادارہ غریب مریض بچوں کا علاج مفت کرتا تھا۔ ٹائیگر نے

وہاں پہنچ کر جیکب سے حاصل ہونے والی تقریباً تمام رقم عطیے کے طور پر جمع کرا دی۔ البتہ اس نے راڈش کے معاوضے جتنی رقم رکھ لی تھی اور پھر اس ادارے سے باہر آ کر اس نے کار کا رخ راڈش کے کلب کی طرف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راڈش کے خصوصی آفس میں موجود تھا۔ اس نے بیٹھنے سے پہلے ہی جیب سے رقم نکال کر راڈش کے حوالے کر دی۔

''میں نے سوچا کہ معاوضہ پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی ادا کر دینا چاہئے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہی تو تمہاری خوبی ہے ٹائیگر۔ بہرحال شکریہ۔ بیٹھو میں تمہارے لئے تمہارا پسندیدہ مشروب ایپل جوس منگواتا ہوں''۔ راڈش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ راڈش نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی کو ایپل جوس لانے کا آرڈر دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راڈش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس راڈش بول رہا ہوں''...... راڈش نے کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا۔ چونکہ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا تھا اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھی اور ٹائیگر کو اسے سننے میں کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی

کیونکہ ظاہر ہے راڈش کا اپنا بزنس تھا۔
''نہیں۔ سوری جناب۔ چونکہ یہ ملکی سلامتی کا مسئلہ ہے اس لئے میں ایسے معاملات میں کام نہیں کیا کرتا۔ آئی ایم سوری''۔ راڈش نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ راڈش کے منہ سے ملکی سلامتی کے الفاظ نکلے تھے۔

''جناب۔ میں نے پہلے بھی معذرت کی ہے اب پھر میں معذرت کر رہا ہوں''...... راڈش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

''کیا ہوا راڈش۔ کیا کوئی خاص مسئلہ تھا''...... ٹائیگر نے ایسے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے عام سی بات کر رہا ہو۔

''یہ لوگ نجانے مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ میں اس ملک کا باشندہ ہوں اور اس ملک کے مفادات میرے بھی مفادات ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم لوگ انڈر ورلڈ میں کام کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم اپنے ملک کے خلاف کام شروع کر دیں۔ جس درخت کی شاخ پر بیٹھے ہیں اسے ہی کاٹنا شرع کر دیں لیکن یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سارے کام صرف دولت سے ہی ہو جائیں گے''۔ راڈش نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کمرے میں ایپل جوس کا بڑا سا گلاس ایک ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا اور راڈش کے اشارے پر اس نے جوس کا گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا تو

ٹائیگر نے جوس کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا اور پھر ایک بڑا سا گھونٹ لے کر اس نے گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

''معاملہ کیا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''چھوڑو ٹائیگر۔ یہ سلسلہ تو چلتا رہتا ہے۔ تم سناؤ آج کل کیا سرگرمیاں ہیں''...... راڈش نے کہا۔

''وہی روٹین کا کام''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ جب اس نے جوس کا گلاس ختم کر لیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''جوس کا شکریہ۔ اب اجازت''...... ٹائیگر نے کہا تو راڈش بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ٹائیگر، راڈش سے مصافحہ کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر آ گیا لیکن کلب سے باہر جانے کی بجائے وہ راڈش کے اسسٹنٹ ٹونی کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ ٹونی سے بھی اس کے خاصے گہرے تعلقات تھے اور ٹائیگر، ٹونی کو بھی بعض معاملات میں بڑی بڑی رقمیں دیتا رہتا تھا جن کا علم راڈش کو بھی نہ ہوتا تھا اس لئے ٹونی، ٹائیگر کا بڑا احسان مند رہتا تھا اور ٹائیگر نے راڈش پر اس فون کال کے معاملے میں زیادہ دباؤ بھی اس لئے نہ ڈالا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جو کالیں راڈش سنتا یا کرتا ہے وہ سب ٹونی کے آفس کے نیچے موجود جدید مشینوں کے ذریعے ٹیپ ہوتی رہتی ہیں اور پھر ان میں جو ضروری ہوں وہ علیحدہ کر لی جاتی ہیں اور جو ضروری نہیں ہوتیں وہ ضائع کر دی جاتی

ہیں۔ اسے معلوم تھا کہ وہ ٹونی کے ذریعے راڈش کو آنے والی کال کی تفصیلات بھی معلوم کر لے گا اور یہ بھی معلوم کر لے گا کہ کال کس نے کی ہے۔ چنانچہ وہ سیدھا ٹونی کے آفس میں پہنچ گیا۔ ٹونی اسے دیکھ کر بے اختیار کھل اٹھا۔

''میں سوچ ہی رہا تھا کہ تم سے رابطہ کروں''...... سلام دعا کے بعد ٹونی نے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تھوڑی سی رقم کی فوری ضرورت تھی اور سوائے تمہارے اور کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس طرح بغیر کسی کام کے رقم دے دے''...... ٹونی نے کہا۔

''کتنی رقم چاہئے تمہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''زیادہ نہیں صرف ایک لاکھ روپے چاہئیں''...... ٹونی نے کہا۔

''تم ایک چھوٹا سا کام کر دو تو اس کے معاوضے میں یہ رقم ابھی لے لو''...... ٹائیگر نے کہا تو ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔

''کون سا کام۔ بتاؤ''...... ٹونی نے چونک کر کہا۔

''ابھی میں راڈش کے آفس میں بیٹھا تھا کہ اسے ایک فون کال آئی تھی۔ مجھے اس فون کال کی تفصیلات چاہئیں۔ اس فون کال میں کسی نے راڈش کو کوئی کام کرنے کا کہا لیکن راڈش نے اسے ملکی سلامتی کا معاملہ کہہ کر انکار کر دیا۔ میں نے راڈش سے پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کال کے ساتھ ساتھ یہ بھی تمہیں بتانا ہوگا

کہ کال کس نے کی تھی اور کہاں سے کی جا رہی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو اس کے عوض رقم دو گے''...... ٹونی نے کہا۔

''رقم تو تم ویسے ہی لے سکتے ہو لیکن اس طرح تم پر بوجھ نہیں رہے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی آتا ہوں''...... ٹونی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے عقبی دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ عقبی کمرے میں موجود راستے سے نیچے تہہ خانے میں گیا ہوگا تاکہ کال چیک کر کے اس کی ٹیپ لے کر واپس آ جائے اور پھر تھوڑی دیر بعد عقبی دروازہ کھلا اور ٹونی واپس آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں ایک ٹیپ پکڑا ہوا تھا جس کے اوپر ایک کاغذ لپٹا ہوا تھا۔

''کیا تم اسے یہیں سننا چاہتے ہو''...... ٹونی نے کہا۔

''نہیں۔ اطمینان سے سنوں گا۔ تم نے تو بہرحال سنی ہوگی اس لئے تم مختصر طور پر بتا دو''...... ٹائیگر نے ٹیپ لے کر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کال یہیں پاکیشیا سے کسی پبلک فون بوتھ سے کی گئی ہے اس لئے مشین نمبر چیک نہیں کر سکی۔ بولنے والا جانسن نام کا کوئی آدمی ہے۔ اس نے چیف سے کہا ہے کہ وہ ایکریمیا سے شمالی علاقوں میں بھجوانے کے لئے حساس اسلحے کی کھیپ منگوانا چاہتا ہے۔ اس کی

ڈیلیوری کا کام چیف کرے لیکن چیف کو معلوم ہے کہ ایسا حساس اسلحہ لامحالہ وہاں کسی سازش کے لئے منگوایا جا رہا ہو گا اس لئے اس نے اسے ملکی سلامتی کا معاملہ کہہ کر انکار کر دیا۔ اس جانسن نے بھاری معاوضے کی بات کی لیکن چیف نے معذرت کر لی''...... ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جیب سے ایک چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر رقم کا اندراج کر کے دستخط کئے اور چیک کو بک سے علیحدہ کر کے اس نے اسے ٹونی کی طرف بڑھا دیا۔

''بے حد شکریہ ٹائیگر''...... ٹونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اس سے اجازت لی اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ عمران سٹنگ روم میں بیٹھا ایک غیر ملکی سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ جوہر نگر کے چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے جس نے بوڑھی عورت کی بیٹی کو اغوا کر کے بے آبرو کر کے ہلاک کر دیا تھا، کو ان کے ڈیرے سے ہی اٹھا لیا گیا تھا۔ گو جوانا تو انہیں وہیں ہلاک کرنے کا خواہش مند تھا لیکن عمران نے ایسے ظالم لوگوں کو آسان موت مارنے سے انکار کر دیا تھا اور پھر وہ انہیں وہاں سے اٹھا کر رانا ہاؤس لے آئے۔ یہاں چوہدری حشمت نے دو کوڑے کھا کر خود ہی اپنے منشیات کے کاروبار کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی اور پھر اس نے خود ہی نئے سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت کے بارے میں بھی بتا دیا کہ وہ اس تنظیم کا سرپرست ہے۔ چنانچہ عمران نے سرسلطان سے کہہ کر اس چوہدری شوکت کو فوری

طور پر برطرف کرا کر جبری ریٹائر کرا دیا اور پھر عمران ہی کے کہنے پر سرسلطان نے چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے کو پولیس کے اعلیٰ حکام کے ذریعے اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کے حوالے کر دیا اور اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کے اعلیٰ حکام نے سرسلطان کے حکم پر سابقہ سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت کو بھی ان کی رہائش گاہ سے اٹھا لیا کیونکہ اب وہ اس عہدے پر فائز نہیں تھے جہاں ان پر بغیر صدر کی اجازت کے ہاتھ نہ ڈالا جا سکتا تھا۔ اس طرح یہ تنظیم جس کا نام ریڈ ڈاگ تھا تمام کی تمام نہ صرف گرفتار کر لی گئی بلکہ منشیات کی بڑی کھیپ بھی ان کی نشاندہی پر برآمد کر لی گئی۔ اس طرح اس تنظیم کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا تھا اور عمران کے نقطہ نظر سے یہ سنیک کلرز کی ایک بڑی کامیابی تھی۔ عمران بیٹھا رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے فلیٹ پر آ جاؤں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

''یہ خاص طور پر اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا یہاں پر پردہ دار لوگ رہتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں باس۔ اجازت اس لئے لی جاتی ہے تا کہ آپ

کچھ وقت دے سکیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کوئی خاص بات''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''باس۔ ملک کے شمالی علاقوں میں کوئی گہری سازش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں کچھ معلومات ملی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آ جاؤ''...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ٹائیگر کی بات سن کر اس کے چہرے کے عضلات کچھ کھنچ سے گئے تھے کیونکہ یہ انتہائی اہم بات تھی۔ وہ اخبارات میں پڑھتا رہتا تھا کہ ملک کے شمالی علاقہ جات میں سے وہ علاقے جو کافرستان کی سرحد سے ملحق ہیں اکثر حکومتی فورس کے ساتھ لڑائی جھگڑے کی خبریں آتی رہتی تھیں لیکن عمران نے انہیں مقامی معاملات سمجھ کر کبھی نوٹس نہ لیا تھا لیکن ٹائیگر کی بات سن کر وہ واقعی چونک پڑا تھا۔ اس نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''پی اے کا مطلب پرسنل اسسٹنٹ ہے یا پاکیشیائی اسسٹنٹ۔ میرا مطلب ہے وہ اسسٹنٹ جو پاکیشیائی معاملات میں سیکرٹری خارجہ کی مدد کرتا ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے پی اے ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ آپ جو بھی سمجھ لیں میرے لئے وہی اعزاز

کی بات ہے۔ میں بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سیانے کہتے ہیں بادشاہ اور حاکم سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ وہ گالیاں نکالنے پر تو خلعت فاخرہ عطا کر دیتے ہیں اور تعریف کرنے پر قتل کر دیتے ہیں اور آپ تو بیک وقت سلطان یعنی بادشاہ بھی ہیں اور حاکم اعلیٰ بھی''...... عمران کی زباں رواں ہو گئی۔

''سیانے یہ بھی تو کہتے ہیں کہ دوسروں کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سیانوں کی یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ وقت ضائع کیسے ہوسکتا ہے۔ کیا گھڑیاں رک جاتی ہیں یا زمین کی گردش میں فرق آ جاتا ہے۔ وقت تو بہرحال وقت ہے اور اس نے تو آگے بڑھنا ہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فضول باتوں میں وقت گزارنے کی بجائے کام میں گزارا جائے تو وہ ضائع نہیں ہوتا''...... سرسلطان بھی باقاعدہ حجت پر اتر آئے تھے۔

''آپ کے نزدیک کام کی باتیں کیا ہوسکتی ہیں۔ کیا آفس کے بارے میں باتیں کام کی ہوتی ہیں اور باقی فضول''...... عمران نے

کہا۔

''تم تو اب کٹ حجتی پر اتر آئے ہو۔ بہرحال بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... سرسلطان نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

''بڑے عرصے سے دل چاہ رہا تھا آپ کی نرم، شفقت سے پر، مدھر اور سریلی آواز سننے کے لئے لیکن کوئی کام کی بات ہی سمجھ نہ آ رہی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ چلو کچھ فضول باتیں ہی کر لی جائیں۔ کم از کم آپ کی آواز تو سننے کو مل جائے گی''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

''تو اب سن لی آواز تم نے۔ اوکے۔ میں نے انتہائی ضروری کام کرنا ہے''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے اطمینان سے رسالہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اسے سرسلطان کی طبیعت کا علم تھا کہ اب انہیں چین نہیں آئے گا اور جب عمران دوبارہ فون نہیں کرے گا تو پھر وہ خود اسے فون کریں گے اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کیا واقعی تم نے میری آواز سننے کے لئے فون کیا تھا''۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

''ظاہر ہے اور مجھے آپ جیسے مصروف اور اعلیٰ حاکم سے کیا کام

ہوسکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے باتیں کرنے خود تمہارے فلیٹ پر آ رہا ہوں اور صرف میں ہی نہیں میرے آفس کے تمام لوگ بھی آئیں گے''...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ میں ہمیشہ کے لئے فلیٹ سے فرار ہو جاؤں کیونکہ اب آپ کے اتنے بڑے سیکرٹریٹ کے عملے کی آمد کے بعد صرف چائے پلوانے پر میرے دس سالوں کا بجٹ پورا ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر بتاؤ کیوں فون کیا تھا''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایک اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے شمالی علاقہ جات کے ان علاقوں میں جو کافرستان سے ملحق ہیں کوئی گہری سازش کی جا رہی ہے۔ کیا آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی اطلاعات ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ایسی تو کوئی بات حکام کے نوٹس میں نہیں ہے''...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اخبارات میں اکثر وہاں ہونے والی شورشوں کی خبریں آتی رہتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ وہ مقامی مسائل ہوتے ہیں اور مقامی طور پر ہی ان سے نمٹ لیا جاتا ہے۔ اس سے ملکی سلامتی پر کوئی آنچ نہیں

آتی''...... سرسلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بس یہی پوچھنا تھا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تمہیں کیا اطلاع ملی ہے اور کس سے ملی ہے''۔ سرسلطان نے پوچھا۔

''اور کیوں ملی ہے یہ فقرہ تو آپ نے بولا ہی نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران بیٹے۔ تمہاری طرف سے کی گئی بات پر ہمیں واقعی سنجیدہ ہونا پڑتا ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ تم غلط بات نہیں کرتے''...... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''البتہ فضول بات مجھ سے ضرور ہو جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو تم بتانا نہیں چاہتے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں''۔ سرسلطان کے لہجے میں یکلخت ناراضگی کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

''ارے۔ ارے۔ آپ تو واقعی ناراض ہونے لگ گئے ہیں۔ ابھی مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ میرے شاگرد ٹائیگر نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ شمالی علاقوں میں کسی گہری سازش کے بارے میں اطلاع ملی ہے اور وہ مجھے بتانے خود فلیٹ پر آ رہا ہے۔ میں نے تو اس لئے اس کے آنے سے پہلے آپ کو فون کیا تھا کہ اگر آپ کے پاس اس بارے میں کوئی اطلاع ہو گی تو مجھے مل جائے گی اور میں اس پیشگی اطلاع کا رعب اپنے شاگرد پر ڈال سکوں گا تاکہ

اسے معلوم ہو سکے کہ استاد بہرحال استاد ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بہرحال اگر کوئی خطرناک بات ہو تو مجھے ضرور بتا دینا''۔ سرسلطان نے کہا۔

''ظاہر ہے آپ کو نہیں بتاؤں گا تو کیا آنٹی کو بتاؤں گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان مارکیٹ سے واپس آیا ہے اور چند لمحوں بعد سلیمان شاپرز اٹھائے سٹنگ روم کے دروازے کے سامنے سے گزرا۔

''ٹائیگر آ رہا ہے اور وہ میرا اکلوتا شاگرد ہے اس لئے اچھی سی چائے بنا دینا''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن سلیمان نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر چند لمحوں بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر آیا ہوگا۔ سلیمان کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے کی طرف جاتی سنائی دی۔

''کیا حال ہے سلیمان صاحب''...... دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''جو حال تمہارے اکلوتے استاد کے اکلوتے باورچی کا ہو سکتا

ہے''...... سلیمان کی رو دینے والی آواز سنائی دی اور عمران سٹنگ روم میں ہی ہنس پڑا۔ ٹائیگر بھی ہنس پڑا تھا۔

''السلام علیکم باس''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''آؤ بیٹھو۔ بڑی دیر لگا دی تم نے آتے آتے۔ کہیں شمالی علاقوں سے تو نہیں آ رہے''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں باس۔ راستے میں دو جگہ پر ٹریفک جام تھا اس لئے دیر ہو گئی''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا اطلاع ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے مختصر طور پر راڈش کے آفس اسے فون کال آنے اور پھر ٹونی سے ٹیپ حاصل کرنے سے لے کر ٹیپ میں ریکارڈ بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

''فون کسی پبلک فون بوتھ سے کیا گیا تھا اور جانسن کا نام بھی میرے لئے نیا تھا اور انڈر ورلڈ میں کوئی بھی اس سے واقف نہیں ہے۔ اب ظاہر ہے اس راڈش سے ہی معلوم کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ میں رات کو راڈش کی رہائش گاہ پر گیا اور اسے بے ہوش کر کے میں نے اسے کرسی سے باندھ کر ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کی تو اس نے مجھے بتایا کہ جانسن گرانڈ ہوٹل کے مینجر رچمنڈ کا کوڈ نام ہے۔ رچمنڈ حساس اسلحے کے کاروبار میں ملوث ہے اور غیر ممالک

سے انتہائی حساس اسلحہ منگوا کر ملک کے مختلف علاقوں میں سپلائی کرتا ہے۔ چونکہ شمالی علاقوں میں ملٹری ایسے اسلحے کو مانیٹر کرتی ہے اور راڈش کے شمالی علاقوں کے سرداروں سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں اس لئے رچمنڈ نے راڈش کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن راڈش نے اسے ملکی سلامتی کا مسئلہ سمجھ کر انکار کر دیا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے میک اپ میں اس سے پوچھ گچھ کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ پھر''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کے برتن اور بسکٹس کی پلیٹ میز پر رکھ دی۔ ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ چونکہ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی اس لئے سلیمان بغیر کوئی بات کئے خالی ٹرالی ایک طرف کھڑی کر کے باہر چلا گیا۔

''باس۔ میں نے اس رچمنڈ کو جا کر گھیرا تو اس نے بڑی مشکل سے زبان کھولی کہ شمالی علاقوں میں ایک علاقے راپوشی کے سردار زمان خان نے انتہائی حساس ترین اسلحے کی بھاری کھیپ بھاری معاوضہ پر اس شرط پر منگوائی ہے کہ راستے میں اس کی چیکنگ نہ ہو اور نہ ہی کسی دوسرے سردار کو اس بارے میں علم ہو سکے اس لئے

رچمنڈ نے راڈش کی خدمات حاصل کرنا چاہیں لیکن راڈش کے انکار پر اس نے فاسٹ کلب کے روڈی کے ذریعے یہ کھیپ پہنچانے کی بکنگ کی۔ روڈی کا بھی اسلحے کا دھندہ ہے اور اس کے بھی وہاں کے سرداروں سے تعلقات ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ سب کچھ تو تم بتا رہے ہو مگر یہ بتاؤ کہ سپلائی کا کیا ہوا۔ ابھی ہونی ہے یا ہو چکی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ حساس اسلحے کی بھاری کھیپ راپوشی پہنچ چکی ہے اور سردار زمان خان نے اسے وصول بھی کر لیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کیا شامل ہے اس اسلحے میں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ اس اسلحے میں میگا پاور کی بارودی سرنگیں، میگا پاور کے وائرلیس چارجر بم اور اندھیرے میں دور تک مار کرنے والی رائفلیں شامل ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میں نقشہ لے آتا ہوں تاکہ درست طور پر معلوم ہو سکے کہ راپوشی کہاں واقع ہے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود ایک رول شدہ نقشہ نکال کر اس نے اسے کھولا اور پھر اسے میز پر پھیلا دیا۔ ٹائیگر بھی عمران کے ساتھ ہی نقشے پر جھک گیا۔ عمران نے جیب سے ایک بال پوائنٹ نکال کر شمالی علاقوں میں واقع راپوشی کو مارک

کرنے کے بعد اس کے گرد دائرہ لگا دیا۔

''یہ علاقہ انتہائی حساس ہے کیونکہ یہ کافرستان کی سرحد سے ملحق ہے لیکن اس اسلحے کا استعمال کہاں ہوسکتا ہے''...... عمران نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ یہ اسلحہ وہاں ذخیرہ کیا جا رہا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن کیوں۔ وجہ''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میرا خیال ہے باس کہ ہمیں وہاں جا کر اس علاقے کا تفصیلی تجزیہ کرنا چاہئے۔ پھر ہی اس بارے میں معلوم ہو سکے گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن تم لوگ وہاں کس حیثیت سے جا کر تجزیہ کرو گے۔ وہاں کسی اجنبی کو سوائے محدود تفریحی مقامات کے اور کہیں آنے جانے ہی نہیں دیا جاتا اور اگر وہ جائے تو اس کی نگرانی کی جاتی ہے اور معمولی سا شک پڑنے پر اس کی لاش بھی غائب کر دی جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''پھر آپ جیسے کہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ وہاں کوئی نہ کوئی سازش بہرحال پرورش پا رہی ہے ورنہ اس انداز میں ایسا اسلحہ منگوانے کی بظاہر کوئی ضرورت نہیں تھی''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں چیف کو اس بارے میں اطلاع دیتا

ہوں۔ پھر چیف خود ہی وہاں کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرے گا اور کوئی سازش سامنے آئی تو اس کی بیخ کنی بھی کرائے گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سلام کر کے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی کیونکہ ٹائیگر نے جو خیال ظاہر کیا تھا وہ عمران کو بھی درست محسوس ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں سرسلطان۔ جس مبہم اطلاع کے بارے میں آپ سے پہلے بات ہوئی تھی اس بارے میں تفصیلی اطلاع ملی ہے کہ شمالی علاقوں میں راپوشی علاقے کے سردار زمان خان نے انتہائی حساس اسلحہ جس میں میگا پاور کی بارودی سرنگیں، میگا پاور کے وائرلیس چارجر بم اور اندھیرے میں دور تک مار کرنے والی رائفلوں کی بھاری کھیپ شامل ہے۔ اس شرط پر منگوایا ہے کہ

شمالی علاقوں کے کسی بھی سردار کو اس کا علم نہ ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں موجود ملٹری کی مانیٹرنگ سے بھی یہ بچ کر آئے اور ایسا ہو چکا ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں واقعی کوئی سازش ہو رہی ہے''...... سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''ان علاقوں کے سرداروں کے لئے حکومتی سطح پر کیا ضابطہ اخلاق ہے۔ میرا مطلب ہے کہ انہیں کون کنٹرول کرتا ہے اور کس انداز میں''...... عمران نے کہا۔

''وزارت داخلہ ہی کرتی ہے اور کون کر سکتا ہے''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وزارت داخلہ میں ان سرداروں کے خاص آدمی موجود ہوں گے اس لئے وہاں سے بات لیک آؤٹ ہو جائے گی۔ وہاں چیکنگ کا کوئی اور راستہ بتائیں''...... عمران نے کہا۔

''تم فلیٹ سے ہی بات کر رہے ہو''...... سرسلطان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''جی ہاں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلومات کر کے تمہیں خود فون کرتا ہوں''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ سلیمان اس دوران چائے کے خالی

برتن ٹرالی میں رکھ کر لے گیا تھا۔ عمران رسیور رکھ کر ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

''کیا ہوا صاحب۔ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہوگئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران کے کانوں میں سلیمان کی آواز پڑی تو وہ جو نقشے پر جھکا ہوا تھا بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''ہاں۔ ایک بڑی الجھن سامنے آئی ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر راپوشی میں حساس اسلحہ کی کھیپ کے بارے میں بتا دیا۔

''تو آپ وہاں جا کر معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں''۔ سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن وہاں اجنبی افراد آزادی سے ادھر ادھر نہیں جا سکتے۔ ان کی نگرانی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ اس سردار کے مہمان بن کر وہاں پہنچ جائیں''۔ سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ یہ سردار خود اس معاملے میں ملوث ہے اور وہ اس قدر محتاط ہے کہ دوسرے سرداروں کو بھی اس کا علم نہیں ہونے دینا چاہتا تو وہ کیسے ہمارے سامنے کھل سکے گا اور پھر سردار کے علاقے میں مہمان بن کر تو ہماری نقل و حرکت اور بھی محدود ہو جائے گی''۔ عمران نے جواب دیا۔

''یہ علاقہ کافرستان کی سرحد سے ملحق ہے تو لامحالہ اس اسلحے کا تعلق کافرستان سے بھی ہو سکتا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ اسلحہ زیادہ آسانی سے کافرستان سے ہی لایا جا سکتا تھا۔ یہ کوئی اور چکر ہو سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہر سردار کے مخالف بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی مخالف کو اپنے ساتھ شامل کر لیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ وری گڈ۔ یہ واقعی درست لائحہ عمل ہے''...... عمران نے کہا تو سلیمان مسرت بھرے انداز میں مڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے سارا مسئلہ ہی حل کر دیا ہو۔ عمران اس کے جانے کے بعد خاموش بیٹھا اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی بجنے پر وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔ سلیمان کی تجویز کی وجہ سے چونکہ ایک لائحہ عمل سامنے آ گیا تھا اس لئے عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی سنجیدگی خود بخود دور ہو گئی تھی۔

''کیا ہوا۔ کیا کوئی لائحہ عمل سمجھ میں آ گیا ہے تمہیں''۔ سر سلطان نے کہا۔ وہ چونکہ عمران کے مزاج شناس تھے اس لئے انہیں معلوم

تھا کہ عمران کی سنجیدگی اس وقت ہی دور ہو سکتی ہے جب اس پر موجود بوجھ دور ہو گیا ہو۔

''سلیمان نے ایک لائحہ عمل بتایا ہے۔ جو مجھے پسند آیا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سلیمان نے۔ لیکن سلیمان کا ان معاملات سے کیا تعلق ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب آغا سلیمان پاشا ہی تو اصل ایکسٹو ہیں۔ باقی میں اور طاہر اس کے سامنے واقعی زیرو ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ اصولاً غلط ہے۔ انتہائی اہم ملکی معاملات کو اس طرح عام لوگوں کے سامنے نہیں آنا چاہئے''...... سر سلطان نے اپنے اصولوں کے تحت مجبور ہونے کی وجہ سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آہستہ بولیں جناب۔ وہ عام لوگوں کی صف میں نہیں آتا۔ اماں بی کا لاڈلا ہے اور اماں بی مجھ سے زیادہ اس کی بات مانتی ہیں اور آپ تو جانتے ہیں کہ اگر اماں بی تک یہ بات پہنچ گئی کہ آغا سلیمان پاشا کو عام آدمی کہا جا رہا ہے تو پھر وہ کچھ ہو جائے گا جس کا تصور بھی خاص آدمی نہیں کر سکتے''...... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا لائحہ عمل بتایا ہے اس نے''...... سر سلطان نے پوچھا تو عمران نے مخالف سردار والی تجویز دوہرا دی۔

''ہونہہ۔ واقعی یہ بہترین لائحہ عمل ہے۔ حیرت ہے کہ نہ مجھے اس کا خیال آیا اور نہ تمہیں''...... سرسلطان نے کہا۔

''جناب۔ خاص معاملات میں خاص لوگ ہی درست لائحہ عمل بنا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کی بنا پر ایک اور اہم بات سامنے آئی ہے کہ سردار زمان خان سے پہلے وہاں اس کا چچا رئیس خان سردار تھا۔ ایک سال پہلے وہ فوت ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے ہیں۔ ایک تو تعلیم حاصل کرنے کے لئے گریٹ لینڈ گیا اور پھر وہیں سیٹل ہو گیا لیکن دوسرا بیٹا جس کا نام جہاں خان ہے وہ وہیں راونشی میں ہی رہتا ہے لیکن وہ ایک حادثے میں دونوں ٹانگوں سے معذور ہو گیا تھا اس لئے وہیل چیئر پر رہتا ہے۔ سابقہ سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت نے جہان خان کو معذور قرار دے کر سردار زمان خان کا نام بطور سردار تجویز کیا اور پھر حکومت سے اس کی باضابطہ اجازت لے کر اسے سردار نامزد کر دیا گیا اور ابھی تک اس کے خلاف وزارت داخلہ میں کوئی منفی رپورٹ موجود نہیں ہے۔ ویسے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ سردار جہان خان نے سردار زمان خان کی نامزدگی پر باقاعدہ احتجاج بھی کیا تھا لیکن اس کا احتجاج مسترد کر دیا گیا''...... سرسلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ مخالف سردار تو یہی معذور سردار جہاں

خان ہی ہو سکتا ہے لیکن معذور ہونے کی وجہ سے اس کی نقل و حرکت تو محدود ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''اس کے مہمان بن کر تم وہاں جا سکتے ہو''...... سرسلطان نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اس سردار زمان خان کی نامزدگی میں سابقہ سیکرٹری داخلہ نے دلچسپی لی ہے تو لامحالہ اس چوہدری شوکت کے ذاتی تعلقات اس سے ہوں گے اور چوہدری شوکت جس طرح پاکیشیا میں منشیات کی تنظیم کی سرپرستی کر رہا تھا اسی طرح اس نے یقیناً سردار زمان خان کے ساتھ بھی کوئی نہ کوئی غیر قانونی کام کیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہو سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیوں بتائے گا۔ تمہیں وہاں خود ہی جانا ہو گا''...... سرسلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس سردار جہاں خان سے ہمارا رابطہ کس طرح ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وزارت داخلہ میں شمالی علاقوں کا باقاعدہ ایک سیکشن ہے جس کا انچارج راحت علی ہے۔ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہے اور اس کا اب تک کا ریکارڈ بے داغ ہے اور وہ خود بھی شمالی علاقوں کا ہی رہنے والا ہے۔ میں نے اسے تمہارے بارے میں بتا دیا ہے۔ تم اس سے میرا حوالہ دے کر رابطہ کر لو۔ وہ بہتر انداز میں تمہارا کام کرا دے گا''...... سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور اللہ حافظ کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر وہ واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈائری کھول کر اسے چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نگاہیں چند لمحوں کے لئے جم سی گئیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل اینٹی نارکوٹکس ایجنسی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل رانا صاحب اپنے آفس میں بیٹھے لڈو کھیل رہے ہیں یا کیرم"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"چلیں۔ آپ ان سے میری براہ راست بات کرا دیں۔ میں خود ہی پوچھ لوں گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے ایک جھٹکے دار لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"رانا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آپ کی مترنم آواز کی مالکہ پی اے نے آپ کو میرا نام مع ڈگریاں پہنچایا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر میں اپنا تعارف کرا دوں"...... عمران نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے رانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ بے حد غصے میں تھی۔ کہہ رہی تھی کہ آپ اس سے پوچھ رہے ہیں کہ میں دفتر میں بیٹھا لڈو کھیل رہا ہوں یا کیرم اور اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ ڈگریوں کی وجہ سے اس نے کال ملوا دی ہے"۔ دوسری طرف سے رانا نے ہنستے ہوئے کہا۔ عمران کا چونکہ چوہدری حشمت، اس کے بیٹے چوہدری نثار اور سابقہ سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت کی وجہ سے رانا کے ساتھ کافی رابطہ رہا تھا اور پھر سرسلطان نے جن الفاظ میں عمران کا تعارف رانا سے کرایا تھا تب سے رانا اس سے خاصا بے تکلف ہو گیا تھا اور عمران تو ملک کے صدر سے بھی تکلف سے بات نہ کر سکتا تھا تو وہ رانا کو کہاں بخشنے والا تھا۔

"چلو شکر ہے میری ڈگریوں نے کسی پر تو اثر کیا۔ ویسے آپ کی یہ پی اے واقعی دلیر خاتون ہے ورنہ تو خواتین ڈگریاں سن کر بدک جاتی ہیں کہ کسی مفلس سے واسطہ پڑ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ بہرحال فرمائیں کیسے کال کی ہے"...... رانا نے کہا۔

"سابقہ سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت سے ملاقات کرنی

ہے''...... عمران نے کہا۔

''ان کی عدالت نے ضمانت لے لی ہے اور اب وہ اپنی ذاتی رہائش گاہ پر ہیں''...... رانا نے جواب دیا۔

''کہاں ہے ان کی ذاتی رہائش گاہ''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پتہ بتا دیا گیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے فون نمبر بھی بتا دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''ایک پتہ نوٹ کرو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رانا کا بتایا ہوا پتہ دوہرا دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہاں سابقہ سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت رہتا ہے۔ اس کا حلیہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنا۔ جوانا کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ پہلے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا ورنہ وہاں بے گناہ ملازم مارے جا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چوہدری شوکت کا حلیہ بھی بتا

دیا۔ وہ ایک بار اس سے نارکوٹکس ایجنسی کے آفس میں مل چکا تھا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جب وہ بلیک روم میں پہنچ جائے تو مجھے کال کرنا۔ میں فلیٹ میں خود موجود ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

شمالی علاقے راپوشی کا سردار زمان خان لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ بھی خاصا بڑا اور رعب دار تھا۔ چہرے پر سفید اور کالی چھوٹی سی داڑھی تھی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ کچھ زیادہ ہی بڑا اور چوڑا لگتا تھا۔ وہ اپنے ڈیرے پر بنے ہوئے ایک آفس نما کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر فون موجود تھا اور سردار زمان خان اس طرح فون کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کی کال کا شدت سے انتظار ہو۔ اس کے سامنے کافی کی پیالی رکھی ہوئی تھی اور وہ رک رک کر اس پیالی سے کافی سپ کر رہا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''سردار زمان خان بول رہا ہوں'' ...... سردار زمان خان نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

''رمیش بول رہا ہوں سردار'' ...... دوسری طرف سے ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

''بڑی دیر کر دی تم نے فون کرنے میں۔ میں یہاں انتظار میں بیٹھا سوکھتا رہا ہوں'' ...... سردار زمان خان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب جو معلومات ہمیں چاہئیں تھیں وہ دیر سے ملی ہیں''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا طے ہوا ہے'' ...... سردار زمان خان نے کہا۔

''سردار۔ آپ کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن'' ...... دوسری طرف سے رمیش لیکن کہنے کے بعد خاموش ہو گیا تو سردار زمان خان چونک پڑا۔

''لیکن کیا'' ...... سردار زمان خان نے چونک کر پوچھا۔

''لیکن آپ کو کھیپ ازخود کافرستان کی حدود کے اندر پہنچانی ہو گی۔ ہمارا کوئی آدمی آپ کے علاقے میں نہیں آئے گا'' ...... رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ کوئی اجنبی آدمی یہاں نظر نہ آئے لیکن معاوضہ کیسے ملے گا''۔ سردار زمان خان نے کہا۔

''معاوضے کا جو طریقہ آپ نے بتایا ہے وہ منظور کر لیا گیا ہے۔ آپ کھیپ کے بارے میں اطلاع دیں گے۔ اس کا معاوضہ گریٹ لینڈ کے مرکزی بینک میں آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کرا

دیا جائے گا اور آپ کو اطلاع دے دی جائے گی۔ آپ بینک سے تصدیق کر کے ہی ہمیں ڈلیور کر دیں گے''...... رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ٹھیک ہے۔ پھر میں کام کا آغاز کر دیتا ہوں''...... سردار زمان خان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن ایک بات کا آپ نے ہر صورت میں خیال رکھنا ہو گا کہ اس بارے میں کسی کو معمولی سا شبہ بھی نہیں پڑنا چاہئے۔ خاص طور پر آپ کے مخالف سردار جہان خان کو ورنہ یہ بات حکومت کے نوٹس میں آ گئی تو سارا کھیل ختم ہو جائے گا''...... رمیش نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ یہ میرا کام ہے۔ مجھے صرف اس کی سپلائی کا مسئلہ تھا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ دھات جہاں موجود ہے وہاں میرا اپنا خصوصی اڈا ہے اور یہ ایسی جگہ ہے جہاں کوئی رخ نہیں کرتا''...... سردار زمان خان نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''لیکن وہاں بہرحال مشینری پہنچانی ہو گی اور مشینری کام بھی کرے گی''...... رمیش نے کہا تو سردار زمان خان بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ اگر میں اس طرح کھلے عام مشینری منگوا لوں تو کیا یہ کام ہو سکتا ہے۔ میں نے خصوصی انداز میں اسلحے کی ایک کھیپ منگوائی ہے۔ اس کھیپ کے ساتھ مشینری بھی آ گئی ہے اور کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکا اور جہاں تک مشینری کے چلنے کی

بات ہے تو یہ مشینری کوئی آواز پیدا نہیں کرتی اس لئے تمام کام انتہائی سکون اور خاموشی سے ہو جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی''...... سردار زمان خان نے کہا۔

''اور اس اسلحے کا آپ نے کیا کیا''...... رمیش نے چونک کر پوچھا۔

''کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... سردار زمان خان نے بھی چونک کر پوچھا۔

''اگر یہ اسلحہ چیک ہو گیا تو سارے معاملات ہی اوپن ہو جائیں گے''...... رمیش نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اسلحہ میں نے شوگران کی ایک پارٹی کو فروخت کر دیا ہے اور اسلحہ وہاں پہنچ بھی گیا ہے اور کسی کو معلوم تک نہیں ہو سکا''...... سردار زمان خان نے جواب دیا۔

''او کے۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو آپ نے مجھ سے ضرور رابطہ کرنا ہے۔ ویسے پہلی کھیپ کب تک تیار ہو جائے گی''۔ رمیش نے کہا۔

''کل سے کام شروع ہو گا تو ایک ہفتے میں پہلی کھیپ تیار ہو جائے گی''...... سردار زمان خان نے کہا۔

''اور آپ کا کیا اندازہ ہے کہ کتنی کھیپس وہاں سے مل سکیں گی''...... رمیش نے پوچھا۔

''میرا نہیں بلکہ ماہرین کا اندازہ ہے کہ یہاں سے ایک ہزار

کھیپس آسانی سے نکل آئیں گی اور وہ بھی انتہائی اچھی اور خالص حالت میں۔ شاید بعد میں ملاوٹ والا مال بھی مل جائے لیکن اتنا تو بہرحال بہترین کوالٹی کا مال ہوگا''...... سردار نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں''...... رمیش نے کہا۔

''او کے۔ پھر بات ہو گی''...... سردار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گل زیب بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سردار بول رہا ہوں گل زیب''...... سردار زمان خان نے رعب دار لہجے میں کہا۔

''حکم سردار''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

''معاملات طے ہو گئے ہیں۔ تم کل سے کام شروع کرا دو لیکن چاروں طرف سے نگرانی کا انتظام بھی تمہیں کرنا ہوگا۔ اس معاملے کی بھنک بھی کسی کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہئے''...... سردار زمان خان نے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کام شروع کرا کر مجھے اطلاع دینا اور کوئی بھی خاص بات ہو

تو بھی فوری اطلاع دینا۔ تمہیں تمہارا مکمل حصہ ملے گا''...... سردار نے کہا۔

''ہم تو آپ کے غلام ہیں سردار۔ یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ اپنے غلاموں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی''...... گل زیب نے جواب دیا تو سردار زمان خان نے اطمینان بھرے انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے ساتھ ساتھ اطمینان کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر ماسک میک اپ موجود تھا کیونکہ وہ ایک بار اپنے اصل چہرے میں سابقہ سیکرٹری داخلہ چوہدری شوکت سے مل چکا تھا۔ چوہدری شوکت کو جوزف اور جوانا نے اس کی ذاتی رہائش گاہ سے بے ہوش کر کے اغوا کیا تھا اور پھر جوزف نے عمران کو فلیٹ پر فون کر کے کارروائی مکمل ہونے کی اطلاع دی تو عمران کار لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا۔ چوہدری شوکت بھاری جسم اور چوڑے چہرے کا مالک تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اس وقت گلہری کی دم کی طرح سائیڈ پر لٹکی ہوئی تھیں اور وہ راڈز میں جکڑا ہوا بے ہوش پڑا تھا۔ عمران اس کے سامنے موجود کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

''اسے اینٹی گیس سے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جوانا سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک روم میں صرف

جوانا موجود تھا کیونکہ جوزف باہر نگرانی کر رہا تھا۔ ویسے عمران کی آمد کے بعد رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام آن کر دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود جوزف باہر موجود تھا۔ جوانا نے الماری سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور چوہدری شوکت کے قریب آ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ چوہدری شوکت کی ناک سے لگا کر اس نے چند لمحوں بعد بوتل ہٹا لی اور اس کا ڈھکن لگا کر وہ مڑا اور بوتل اس نے واپس الماری میں رکھ دی۔

''کوڑا بھی ہاتھ میں لے لو''...... عمران نے کہا تو جوانا نے الماری میں موجود ایک خوفناک شکل کا کوڑا نکالا اور الماری بند کر کے وہ واپس عمران کی کرسی کی سائیڈ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد چوہدری شوکت نے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ وہ اب انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کہاں موجود ہے۔ پھر اس کی نظریں جوانا اور عمران پر پڑیں تو اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم۔ تم کون ہو اور میں کہاں ہوں''...... چوہدری شوکت نے رک رک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام چوہدری شوکت ہے اور تم سابقہ سیکرٹری داخلہ

ہو"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ میں تو اپنی رہائش گاہ پر تھا۔ پھر میں یہاں کیسے آ گیا اور یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے"...... چوہدری شوکت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ چوہدری خاندان کے افراد تو انتہائی محب وطن اور باغیرت ہوتے ہیں۔ بہت کم لوگ ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو جرائم پیشہ ہوں اور تم تو اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو اور پھر وزارت داخلہ میں طویل عرصہ گزار چکے ہو۔ حکومت نے تمہیں بیورو کریسی کا اعلیٰ ترین عہدہ بھی دیا تھا اس کے باوجود تم ان چوہدریوں کی سرپرستی کرتے رہے جو ملک میں منشیات کا زہر پھیلا رہے ہیں۔ میرا مطلب چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار سے ہے۔ کیا حکومت کی طرف سے تمہیں اس خزانے سے جس میں عوام کے خون پسینے کی کمائی سے حاصل کیا گیا پیسہ جمع ہوتا ہے الاؤنسز، سہولیات، بہت بڑی مالیت میں تنخواہ اور دیگر سہولیات نہیں دی جا رہی تھیں۔ بحیثیت سیکرٹری داخلہ تمہارا کام ملک میں امن و امان قائم رکھنا اور ملک کو جرائم سے پاک کرنا تھا لیکن تم خود مجرموں کے ساتھی بن گئے۔ کیوں"...... عمران کا لہجہ تلخ سے تلخ تر ہوتا چلا گیا۔

"یہ مجھ پر الزام ہے۔ چوہدری حشمت اور اس کا بیٹا چوہدری نثار میرے قریبی عزیزوں میں سے ہیں۔ انہیں ان کے ڈیرے

سے اغوا کر لیا گیا تو مجھے اطلاع ملی اور ساتھ ہی مجھے بتایا گیا کہ پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا بیٹا عمران بھی اغوا کرنے والوں کے ساتھ تھا تو میں نے پولیس سے رابطہ کیا اور سر عبدالرحمٰن کو بھی اس بارے میں بتایا لیکن پھر اچانک صدر صاحب کی طرف سے مجھے فوری طور پر برطرف کر کے جبری ریٹائر کر دیا گیا اور مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ بڑی مشکل سے میں نے ضمانت کرائی ہے۔ میں نے کسی منشیات کی تنظیم کی کبھی سرپرستی نہیں کی۔ اگر چوہدری حشمت اور اس کا بیٹا منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث تھے تو مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا"...... چوہدری شوکت نے اپنی بے گناہی پر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن چوہدری حشمت اور چوہدری نثار نے جو بیانات اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کو دیئے ہیں ان میں انہوں نے تمہیں واضح طور پر ملوث کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ بیانات ان سے زبردستی لئے گئے ہیں۔ وہ عدالت میں لازماً سچ بول دیں گے لیکن تم کون ہو اور یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا تمہارا تعلق حکومت سے ہے"...... چوہدری شوکت نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا تعلق حساس اسلحہ ڈیل کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے"...... عمران نے جواب دیا تو چوہدری شوکت چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"حساس اسلحہ لیکن میرا اس سے کیا تعلق"...... چوہدری شوکت

نے کہا۔

''تعلق ہے تو تمہیں تمہاری رہائش گاہ سے یہاں لایا گیا ہے۔ تمہاری وجہ سے ہماری تنظیم کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم نے یہاں جھوٹ بولا تو تمہاری شخصیت اور حیثیت کا قطعی کوئی خیال نہیں رکھا جائے گا۔ اس دیو کے ہاتھ میں کوڑا تم دیکھ رہے ہو۔ یہ چند لمحوں میں تمہاری کھال ادھیڑ دے گا اور پھر تمہاری لاش بھی کسی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی جائے گی اور کسی کو اس بارے میں کبھی علم نہ ہو سکے گا کہ تم کہاں غائب ہو گئے ہو۔ اگر تم سچ بول دو تو تمہیں یہاں سے بے ہوش کر کے دوبارہ تمہاری رہائش گاہ پر پہنچا دیا جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میرا واقعی اسلحے سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... چوہدری شوکت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''شمالی علاقوں میں کافرستان کی سرحد سے ملحق ایک علاقہ ہے راپوشی۔ تم نے وہاں سابقہ سردار کے فوت ہو جانے پر اس کے ٹانگوں سے معذور بیٹے سردار جہاں خان کو سردار نامزد کرانے کی بجائے ذاتی دلچسپی لے کر سردار زمان خان کو سردار بنایا اور سردار زمان خان ہمارا مستقل گاہک تھا۔ وہ انتہائی حساس اسلحہ ہم سے لیتا تھا لیکن اب ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس نے تمہارے کہنے پر حساس اسلحے کی ایک بڑی کھیپ ایک دوسری تنظیم کے ذریعے منگوائی ہے۔

اس طرح ہماری تنظیم کو بہت بڑا مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''مجھے تو اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں اور نہ میرا ایسے کاموں سے کوئی تعلق رہا ہے۔ چونکہ سردار جہاں خان معذور آدمی تھا اس لئے حکومت کی بہتری کے لئے میں نے سردار زمان خان کو سردار نامزد کرا دیا تھا''...... چوہدری شوکت نے کہا۔

''اب اگر تم جھوٹ بولنے پر تل ہی گئے ہو تو بھگتو۔ جوانا۔ اس کی کھال ادھیڑ دو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں پہلے چوہدری شوکت اور بعد میں جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوڑے کو بڑے خوفناک انداز میں ہوا میں چٹخایا اور جارحانہ انداز میں آگے بڑھ گیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ''...... چوہدری شوکت نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ تربیت یافتہ آدمی نہیں تھا اور پھر اس کی ساری عمر کرسی پر بیٹھ کر احکامات دینے میں گزری تھی اس لئے کوڑے کی آواز اور جوانا جیسے آدمی کے جارحانہ انداز نے ہی اس کو انتہائی خوفزدہ کر دیا تھا۔

''وہیں رک جاؤ جوانا۔ اب جیسے ہی یہ جھوٹ بولے گا میں تمہیں اشارہ کر دوں گا پھر تم نے اس کی کھال ادھیڑ دینی ہے۔ اگر

یہ اپنے ساتھ خود ہمدردی نہیں رکھتا تو ہمیں اس سے ہمدردی کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں جو کچھ جانتا ہوں سچ بتا دیتا ہوں لیکن تم مجھے ہلاک نہ کرنا بے شک قانون کے حوالے کر دینا''...... چوہدری شوکت نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ہمیں کیا ضرورت ہے تمہیں قانون کے حوالے کرنے کی۔ ہم تمہیں واپس تمہاری رہائش گاہ پر پہنچا دیں گے لیکن تمہیں ہر قیمت پر سچ بولنا پڑے گا۔ ہڈیاں تڑوا کر بھی اور بغیر ہڈیاں تڑوائے بھی''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''سردار زمان خان اسلحہ منگواتا رہتا ہے۔ مجھے جب اس بارے میں خفیہ اطلاع ملی تو اس وقت وہ سردار بھی نہیں تھا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے بھاری رقم ہر ماہ دینے کی آفر کر دی۔ میں بھاری رقومات کا جواء کھیلنے کا عادی ہوں اس لئے مجھے بھاری رقم کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اس لئے میں نے اس سے باقاعدہ ماہانہ رقم طے کر لی جو مجھے باقاعدگی سے ملتی رہی۔ پھر اس علاقے کا بڑا خان فوت ہو گیا تو سردار زمان خان کو میں نے اپنی پوسٹ کی وجہ سے سردار نامزد کرا دیا۔ اس سے بدلے میں مجھے ماہانہ ڈبل معاوضہ ملنے لگا۔ باقی مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ یہ اسلحہ کس تنظیم سے منگواتا ہے اور کس سے نہیں''...... چوہدری شوکت نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''اس اسلحے کا سردار زمان خان کیا کرتا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ اسے شوگران کے کسی گروپ کو فروخت کر دیتا ہے۔ بھاری منافع پر''...... چوہدری شوکت نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''شوگران۔ لیکن شوگران کی سرحد تو راپوشی سے کافی دور ہے جبکہ کافرستان کی سرحد قریب ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بھی اس سے ایک بار یہ بات کی تھی۔ اس نے بتایا کہ ان پہاڑی علاقوں میں ایسے خفیہ راستے موجود ہیں جہاں سے اسلحہ باحفاظت اور بغیر کسی مداخلت کے شوگران پہنچ جاتا ہے اور اسے بھاری منافع مل جاتا ہے۔ شوگران میں حکومت کے خلاف گروپس ہیں جو یہ اسلحہ منگواتے رہتے ہیں۔ بڑے طویل عرصے سے یہ کام ہو رہا ہے''...... چوہدری شوکت نے جواب دیا۔

''کیا تم اس کی تصدیق کرا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تصدیق۔ وہ کیسے۔ اب تو میں سیٹ سے بھی ہٹ چکا ہوں۔ اب تو وہ میرے ساتھ بات ہی نہیں کرے گا''...... چوہدری شوکت نے کہا۔

''اس کے پاس فون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس نے خصوصی طور پر سیٹلائٹ کا کنکشن لے رکھا ہے''...... چوہدری شوکت نے جواب دیا۔

''یہ خصوصی نمبر تم نے اسے دلوایا ہو گا''...... عمران نے کہا تو

چوہدری شوکت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"کیا نمبر ہے فون کا"...... عمران نے پوچھا تو چوہدری شوکت نے نمبر بتا دیا۔
"تم اس سے فون پر بات کرو اور اسے کہو کہ اگر اس نے اسے طے شدہ معاوضہ نہ دیا تو وہ اس کے بارے میں حکومت کو اطلاع دے دے گا۔ اس طرح وہ نہ صرف جیل پہنچ جائے گا بلکہ سرداری سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ جو ہو گا سو ہو گا لیکن میں تمہارے حکم کی تعمیل ضرور کروں گا"...... چوہدری شوکت نے کہا۔
"تم نے اس سے اس انداز میں بات کرنی ہے کہ یہ بات کنفرم ہو جائے کہ وہ اسلحہ شوگران کے گروپ کو فروخت کرتا ہے"...... عمران نے کہا تو چوہدری شوکت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور جوانا کو اشارہ کیا تو وہ خنجر جیب میں ڈال کر اور کوڑا وہیں فرش پر رکھ کر آگے بڑھا اور عمران کے ہاتھ سے فون پیس لے کر دوبارہ چوہدری شوکت کے قریب آ کر اس نے رسیور چوہدری شوکت کے کان سے لگا دیا۔ کچھ وقت تک گھنٹی بجتی رہی تھی اور پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔
"یس۔ سردار زمان خان بول رہا ہوں"...... ایک سخت اور

تحکمانہ آواز سنائی دی۔
"دارالحکومت سے چوہدری شوکت بول رہا ہوں سردار۔ تم نے میری رقم نہیں بھجوائی۔ کیوں"...... چوہدری شوکت نے بڑے رعونت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم اب فارغ ہو چکے ہو چوہدری شوکت اس لئے اب یہ رقم نئے آدمی کو مل سکتی ہے تمہیں نہیں"...... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ تحکمانہ اور سخت لہجے میں کہا گیا۔
"ٹھیک ہے۔ پھر میں اگر حکومت تک یہ بات پہنچا دوں کہ تم انتہائی حساس اسلحہ راپوشی منگوا کر شوگران پہنچاتے ہو تو تمہارا کیا خیال ہے حکومت اس پر کارروائی نہیں کرے گی اور پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے"...... چوہدری شوکت نے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری چوہدری شوکت۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ تم بے فکر رہو۔ اس ہفتے کے اندر میں دارالحکومت خود آ رہا ہے اور تمہیں مل کر پوری رقم دے دوں گا اور آئندہ بھی رقم تمہیں ملتی رہے گی"...... سردار زمان خان نے کہا۔
"تمہیں معلوم ہے کہ میں اب کہاں رہتا ہوں"...... چوہدری شوکت نے کہا۔
"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اب اپنی ذاتی رہائش گاہ میں شفٹ ہو چکے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا"...... چوہدری شوکت

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے رسیور ہٹا کر اسے کریڈل پر رکھا اور پھر فون لا کر اس نے تپائی پر رکھ دیا۔

''اسے ہاف آف کر کے کسی ویران جگہ پر ڈال دینا''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور پھر عمران جیسے ہی مڑا اس کے کانوں میں چوہدری شوکت کی چیخ کی آواز پڑی لیکن وہ اطمینان سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اس لئے چوہدری شوکت کو زندہ چھوڑ دیا تھا کہ سردار زمان خان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اسے مستقل رقم دینے کی بجائے ختم کر دینے کا پروگرام بنا چکا ہے اور ویسے بھی اس بات کے کنفرم ہونے پر کہ سردار زمان خان صرف اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث ہے اس کی اس معاملے میں دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔ اب اس نے صرف سرسلطان کو اطلاع دینی تھی۔ پھر سرسلطان خود ہی سارا کام نمٹا لینے کے ماہر تھے۔

بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''چیف۔ پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں علاقہ راپوشی ہے۔ اس کا سردار جس کا نام زمان خان معلوم ہوا ہے اس سردار کو پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں باقاعدہ کافرستان نے ہلاک کرایا ہے''...... ناٹران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ عمران نے اسے سردار زمان خان کے بارے میں بتایا تھا

اور عمران نے یہیں دانش منزل کے فون پر سرسلطان کو بھی اس کے بارے میں رپورٹ دے دی تھی کہ سردار زمان خان حساس اسلحہ اپنے علاقے میں منگوا کر شوگران کے کسی گروپ کو فروخت کر دیتا ہے اور سرسلطان نے کہا تھا کہ وہ اس معاملے کو خود ہینڈل کر لیں گے اور اب ناٹران اس سردار زمان خان کی پاکیشیا میں ہلاکت کی بات کر رہا تھا۔

''یہاں پاکیشیائی دارالحکومت میں کیسے اسے کافرستان نے ہلاک کرا دیا اور تمہیں کیا معلوم ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خصوصی سیکشن کا انچارج جس کا نام رمیش ہے خفیہ طور پر پاکیشیا گیا ہے اور وہاں کچھ روز گزار کر واپس آیا ہے تو میں نے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ رمیش تو پاکیشیا سے واپس آ کر ایکریمیا چلا گیا ہے۔ وہاں اس کا کافی طویل سرکاری دورے کا پروگرام ہے۔ البتہ اس کے ایک خاص آدمی کو میں نے اغوا کرایا اور پھر اس سے معلوم ہوا کہ پاکیشیا کے شمالی علاقہ جات کے ایک علاقے راپوشی کا سردار زمان خان کافرستان کے کسی منصوبے کے آڑے آ رہا تھا اس لئے سرکاری طور پر اسے ہلاک کرانے کا فیصلہ کیا گیا اور یہ رمیش اس سلسلے میں پاکیشیا گیا تھا اور وہاں اس سردار زمان خان کو ہلاک کرا کر وہ واپس آیا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''سردار زمان خان ان کے کس پراجیکٹ کے آڑے آ رہا تھا۔

یہ بھی تمہیں معلوم ہونا چاہئے تھا''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں اس سلسلے میں کام کر رہا ہوں چیف۔ لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو اطلاع دے دوں''...... ناٹران نے کہا۔

''یہ سردار زمان خان حساس اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث تھا۔ وہ اسلحہ وہاں راپوشی منگوا کر شوگران کے کسی گروپ کو فروخت کرتا تھا۔ اس سلسلے میں عمران نے اپنے طور پر کام بھی کیا تھا اور پھر عمران کی رپورٹ پر میں نے سرسلطان کو بریف بھی کر دیا تھا لیکن کافرستان کے ساتھ تو اس کا کوئی تعلق سامنے نہیں آیا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''میں معلوم کرتا ہوں چیف کہ اصل صورت حال کیا ہے''۔ ناٹران نے کہا۔

''جلد از جلد معلوم کر کے رپورٹ دو''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ فرمائیں سر''...... پی اے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد

سرسلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آپ فون محفوظ کر کے دانش منزل کال کریں''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ فون محفوظ ہے''...... سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''طاہر بول رہا ہوں سرسلطان۔ سردار زمان خان کے بارے میں مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ یہاں دارالحکومت میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے''...... بلیک زیرو نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ مجھے تو اطلاع نہیں ملی کیونکہ وہ وزارت داخلہ کے تحت آتا ہے''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس سلسلے میں کام کرنے کا عمران صاحب سے وعدہ کیا تھا اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے عمران نے تفصیلی رپورٹ دی تھی اور میں نے وزارت داخلہ کے سیکرٹری عبدالجبار خان کو اس بارے میں تفصیل بتا کر انہیں ہدایات دے دی تھیں۔ یقیناً انہوں نے اس سلسلے میں

مناسب اقدامات کئے ہوں گے۔ جہاں تک سردار زمان خان کے ہلاک ہونے کا تعلق ہے تو بہرحال ایسے حادثات ہوتے رہتے ہیں''۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ یہ حادثہ نہیں تھا بلکہ اسے حادثہ ظاہر کیا گیا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیوں ایسا ہوا ہے اور تم اس بارے میں اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو''...... سرسلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہ اطلاع مجھے کافرستان سے دی گئی ہے۔ وہاں کی ملٹری انٹیلی جنس کے کسی سیکشن کا رمیش نامی آدمی پاکیشیا آیا اور پھر واپس چلا گیا اور تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ یہاں دارالحکومت میں سردار زمان خان کی ہلاکت کے سلسلے میں آیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کافرستان والوں کو کیا ضرورت تھی اسے ہلاک کرانے کی''۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہی بات تو معلوم کرنا تھی۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ نے ایسے کیا اقدامات کئے ہیں جن کی وجہ سے کافرستان کو اس حد تک جانا پڑا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم تم عمران سے کہو کہ وہ سیکرٹری داخلہ سے بات

کر لے‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’لیس سر‘‘...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو بلیک زیرو نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

’’ایکسٹو‘‘...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’کوئی خاص بات ہو گئی ہے طاہر‘‘...... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔

’’ہاں عمران صاحب۔ ناٹران کی کال آئی ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناٹران کی رپورٹ دوہرا دی اور پھر سر سلطان سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بھی بتا دیا۔

’’لیکن سردار زمان خان تو شوگران کے کسی گروپ کو اسلحہ سپلائی کرتا تھا۔ پھر کافرستان کو اسے ہلاک کرانے کی کیا ضرورت پڑ گئی‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر وہاں کا چکر لگا آؤں تاکہ اصل صورت حال سامنے آ سکے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’تم کس حیثیت سے وہاں جاؤ گے‘‘...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

’’حکومت پاکیشیا کے نمائندے کی حیثیت سے یا وزارت داخلہ کی طرف سے‘‘...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں سیکرٹری داخلہ عبدالجبار خان سے بات کرتا ہوں تاکہ یہ بھی معلوم ہو سکے کہ انہوں نے وہاں کیا اقدامات کئے ہیں اور تمہارے لئے خصوصی کاغذات بھی منگوا لوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’شکریہ عمران صاحب‘‘...... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’خالی شکریہ سے کام نہیں چلے گا۔ میرے لئے تمہیں وہاں سے کوئی خصوصی تحفہ لانا ہو گا‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

’’آپ بتا دیں تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ آپ خصوصی تحفہ کسے کہتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’یہی تو تمہارے ذوق کا امتحان ہو گا۔ اس سے معلوم ہو گا کہ تم خوش ذوق واقع ہوئے ہو یا۔ بس اس کے بعد میں مزید کوئی لفظ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ پھر میں سرے سے تحفے سے ہی محروم ہو جاؤں گا۔ اللہ حافظ‘‘...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل سیکشن کا سربراہ کرنل ملیراج اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ملیراج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ملیراج بول رہا ہوں''...... کرنل ملیراج نے صرف اپنا نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ اس خصوصی سیکشن کو خفیہ رکھنے کے لئے اس آفس کو کافرستان ماؤنٹین سروے آفس کا نام دیا گیا تھا اور آفس کے تحت کافرستان میں واقع تمام پہاڑوں کا سروے کیا جا رہا تھا تا کہ جدید اور بین الاقوامی انداز کا نقشہ تیار کیا جا سکے جس میں ہر قسم کی معلومات موجود ہوں۔ جن کی بین الاقوامی سطح پر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

یہ دو منزلہ بلڈنگ تھی جو مہرہ روڈ پر واقع تھی۔ ملیراج اس کا

ڈائریکٹر تھا اور یہاں سوائے ملیراج کے باقی تمام عملہ واقعی سروے کا ہی کام کرتا تھا۔

''پرائم منسٹر آفس سے کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل ملیراج نے کہا۔

''ہیلو۔ سپیشل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''یس۔ ملیراج بول رہا ہوں سروے آفس سے''...... کرنل ملیراج نے کہا۔

''پرائم منسٹر صاحب نے ایک گھنٹے بعد سپیشل میٹنگ کال کی ہے۔ آپ بھی تشریف لے آئیں''...... دوسری طرف کہا گیا۔

''میں حاضر ہو جاؤں گا''...... کرنل ملیراج نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا اور کرنل ملیراج نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ پرائم منسٹر ہاؤس کے سپیشل میٹنگ ہال میں پہنچ چکا تھا لیکن اس کے علاوہ اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا اور کرنل ملیراج کو معلوم تھا کہ سپیشل میٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ پرائم منسٹر صاحب اس سے خصوصی طور پر کوئی بات ڈسکس کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے تو کرنل ملیراج نے اٹھ کر انہیں باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھیں کرنل"...... ادھیڑ عمر پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل ملیراج نے کہا لیکن اس وقت تک وہ کرسی پر نہ بیٹھا جب تک کہ پرائم منسٹر صاحب اپنی مخصوص کرسی پر نہ بیٹھ گئے۔

"کرنل ملیراج۔ راپوشی میں ایم مشن کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے"...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

"جناب۔ راپوشی کے سردار زمان خان کو پاکیشیا دارالحکومت میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کرا دیا گیا ہے اور اب اس کی جگہ حکومت پاکیشیا نے معذور سردار جہاں خان کو سردار نامزد کر دیا ہے۔ سردار جہاں خان چونکہ معذور ہیں اس لئے ان کی نقل و حرکت بے حد محدود ہے اس لئے اب میگانم کی اس کان پر کافرستان نے مکمل قبضہ کر لیا ہے اور راپوشی کے نئے سردار جہاں خان کو اس کا علم تک نہیں ہے۔ اس طرح کافرستان تمام میگانم خاموشی سے حاصل کر لے گا اور پاکیشیا میں کسی کو بھی اس کی خبر تک نہ ہو سکے گی"...... کرنل ملیراج نے کہا۔

"لیکن وہاں اس ہلاک ہونے والے سردار کے آدمی بھی تو ہوں گے۔ ان کا کیا ہوا"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"سردار زمان خان نے اسے حکومت پاکیشیا سے خفیہ رکھنے اور اس کی تمام قیمت خود وصول کرنے کی غرض سے دارالحکومت سے خصوصی ماہرین منگوائے ہوئے تھے جبکہ اس کا ایک آدمی گل زیب

وہاں کا انچارج تھا لیکن سردار زمان خان کو اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ گل زیب دراصل ہمارا آدمی ہے۔ چنانچہ وہاں کام اسی انداز میں ہو رہا ہے اور حاصل ہونے والی دھات خصوصی باکسز میں براہ راست خفیہ راستے سے کافرستان پہنچ رہی ہے۔ البتہ کافرستان اس کی قیمت کی ادائیگی سے بچ گیا ہے اور اسے یہ انتہائی قیمتی اور نایاب دھات مفت مل رہی ہے اور اس سے کافرستان آسانی سے بین الابراعظمی میزائل سازی کے بھی قابل ہو جائے گا۔ اس طرح اسے پاکیشیا پر مکمل دفاعی برتری حاصل ہو جائے گی"...... کرنل ملیراج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس علاقے کے لوگوں کو تو ظاہر ہے وہاں ہونے والی اس کان کنی کا علم ہو گا۔ تو کیا یہ خبر اس نئے سردار تک نہیں پہنچ جائے گی"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ جہاں سے یہ دھات دستیاب ہوئی ہے وہ انتہائی دشوار گزار اور آبادی سے ہٹ کر علاقہ ہے اور دھات کے نکالنے میں ایسی مشینری استعمال نہیں ہوئی جس سے آواز یا لرزش پیدا ہو اور سردار زمان حان کے ساتھ سودا بازی ہوتے ہی ہم نے اپنی سرحد سے اس کان تک مخصوص سرنگ بھی نکالی تھی جس کا علم سوائے اس ہلاک ہونے والے سردار کے اور کسی کو نہیں تھا اور جو لوگ وہاں کام کر رہے ہیں وہ راپوشی نہیں جاتے۔ ان کی تمام ضرورتیں کافرستانی علاقے سے ہی پوری کر دی جاتی ہیں۔

جب یہ دھات مکمل طور پر نکل کر کافرستان پہنچ جائے گی تو ان کو بھی ہلاک کر کے یہاں کافرستان کی کسی غار میں ڈال دیا جائے گا۔ اگر ان کے لواحقین انہیں تلاش بھی کریں گے تو راپوشی میں کریں گے۔ یہاں کا تو انہیں خیال بھی نہیں آئے گا''...... کرنل ملیراج نے کہا۔

''لیکن یہ سرنگ تو سامنے آ جائے گی''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''سر۔ یہ سرنگ صرف دو طویل قدرتی کریکس کو آپس میں جوڑ کر بنائی گئی ہے جسے اگر بند کر دیا جائے تو کسی کو معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ ایسا راستہ موجود بھی تھا یا نہیں''...... کرنل ملیراج نے جواب دیا۔

''اب کتنا عرصہ مزید لگے گا اس کام میں''...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

''جناب۔ جس رفتار سے کام ہو رہا ہے اور جتنی یہ دھات ٹریس کی گئی ہے اس سے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ مزید لگے گا''...... کرنل ملیراج نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اس دھات کی مقدار اس قدر زیادہ ہے''۔ پرائم منسٹر نے چونک کر پوچھا۔

''جناب۔ یہ دھات ایک سو پاؤنڈ مقدار میں ہی مل جائے تو کافرستان کی میزائل سازی کا کام دس سال تک چل سکتا ہے اور پاکیشیا میں یہ دھات ایک ہزار پاؤنڈ مقدار میں دستیاب ہوئی

ہے''...... کرنل نے جواب دیا۔

''اب تک کتنی مقدار پہنچ چکی ہے''...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

''جناب۔ ابھی تو صرف پہلی کھیپ پچاس پونڈ پہنچی ہے''۔ کرنل ملیراج نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ یہ ساری باتیں اس لئے میں نے معلوم کی ہیں کہ صدر مملکت اس سلسلے میں بے حد پریشان ہیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے بے حد خطرہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر اس معاملے کی بھنک بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں میں پڑ گئی تو معاملات خراب ہو جائیں گے اس لئے تو انہوں نے آپ سے براہ راست رابطہ بھی نہیں کیا۔ ان کا خیال ہے کہ پاکیشیا کے مخبران کی میٹنگز بھی چیک کرتے رہتے ہیں۔ اب میں تفصیل سے انہیں سب بتا دوں گا''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیس سر۔ ویسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس سارے سلسلے میں کوئی تعلق بنتا بھی نہیں''...... کرنل ملیراج نے کہا۔

''ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے لیکن صدر صاحب اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ آپ کام جاری رکھیں بلکہ کام میں تیزی پیدا کریں تاکہ جلد از جلد یہ پراجیکٹ مکمل ہو سکے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیس سر''...... کرنل ملیراج نے کہا تو پرائم منسٹر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی کرنل ملیراج بھی اٹھا اور اس نے انہیں

فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ پرائم منسٹر سر ہلاتے ہوئے دوبارہ اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جس سے وہ میٹنگ روم میں آئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد کرنل ملیراج بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کو راپوشی گئے چار روز ہو چکے تھے اور آج اس کی واپسی تھی اس لئے عمران دانش منزل کے عقبی خفیہ راستے سے یہاں پہنچا تھا ورنہ دانش منزل بند رہی تھی اور اس کے فون کا کنکشن عمران کے فلیٹ میں موجود سپیشل فون سے جوڑ دیا گیا تھا جہاں ضرورت پڑنے پر عمران کی عدم موجودگی میں سلیمان بطور ایکسٹو کال رسیو کر سکتا تھا لیکن تمام ممبران سوائے ایمرجنسی کے یا مشن کے دوران تو چیف کو فون کرتے تھے ورنہ عام حالات میں وہ فون نہیں کرتے تھے اور ان دنوں چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا فورسٹارز کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے ان چار روز میں سپیشل فون پر کوئی کال نہیں آئی تھی۔ البتہ عمران نے اب دانش منزل پہنچ کر فون کا لنک فلیٹ سے ختم کر دیا تھا۔ رابطہ جوڑنے اور ختم کرنے کا سسٹم دانش منزل میں ہی

موجود تھا اس لئے عمران جب بھی یہاں آتا تھا تو وہ فون کا لنک فلیٹ سے ختم کر دیتا تھا اور جب یہاں سے جاتا تھا تو لنک دوبارہ جوڑ دیتا تھا۔

آج صبح وہ ناشتے اور اخبارات کے مطالعے کے بعد یہاں پہنچ گیا تھا اور پھر بلیک زیرو کا فون آ گیا کہ وہ فلائٹ کے ذریعے راپوشی سے واپس آ رہا ہے اس لئے عمران اس کے انتظار میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن روم میں رک رک کر سیٹی بجنے ن آواز چندلمحوں کے لئے سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ مخصوص آلارم بتا رہا تھا کہ عقبی خفیہ راستہ کھولا گیا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ آنے والا بلیک زیرو ہوگا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو جو میک اپ میں تھا اندر داخل ہوا اور پھر سلام دعا کے بعد بلیک زیرو واش روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو میک اپ واش کرنے کے ساتھ ساتھ وہ لباس بھی تبدیل کر چکا تھا۔

''میں چائے بنا لاؤں'' ...... بلیک زیرو نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔

''ارے۔ کیا ہوا۔ کیا راپوشی میں تمہیں پینے کے لئے چائے بھی نہیں ملی'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے

سامنے رکھی اور دوسری لے کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیسی رہی راپوشی کی سیر'' ...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے فطرت کا تمام حسن ان علاقوں میں اکٹھا کر رکھا ہے۔ اس قدر خوبصورت علاقے شاید ہی دنیا میں کہیں ہوں'' ...... بلیک زیرو نے بھی چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا پر رحمت ہے۔ صرف سیر ہی ہوئی ہے یا کوئی خاص بات بھی معلوم ہوئی ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ میں نے پورے راپوشی کا دورہ کیا ہے۔ بے شمار لوگوں سے ملاقات بھی کی ہے۔ سردار زمان خان اور اس کے آدمیوں کو بھی چیک کر لیا ہے لیکن وہاں کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو سکی'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سردار زمان خان کی ہلاکت کے بعد وہاں کیا صورت حال ہے'' ...... عمران نے پوچھا۔

''اسے قدرتی ایکسیڈنٹ سمجھا جا رہا ہے۔ پورے علاقے میں کسی کو بھی کوئی شک نہیں پڑا۔ ویسے وہاں یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا کہ سردار زمان خان کی وہاں شہرت بے داغ ہے۔ اسے کبھی کسی غیر ملکی سے ملتے بھی نہیں دیکھا گیا۔ اب حکومت نے سردار جہاں خان کو سردار نامزد کر دیا ہے۔ وہ بھی انتہائی عقل مند اور محب

وطن شخص ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن پھر کافرستان کو اس کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ وہ سردار زمان خان کو یہاں اس انداز میں ہلاک کرائے اور بھی ملٹری انٹیلی جنس کے ذریعے''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ سلسلہ اس حساس اسلحے کی سپلائی کا ہے۔ شاید شوگران کا وہ گروپ جو سردار زمان خان کے ذریعے اسلحہ لے رہا تھا وہ پہلے کافرستانی حکومت سے اسلحہ لیتا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ حکومت اس طرح اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث نہیں ہوا کرتی۔ کوئی نجی تنظیم ہوتی تو اور بات تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''بہرحال میں نے اپنے طور پر بے حد کام کیا ہے لیکن کسی قسم کی کوئی مشکوک بات یا کوئی مشکوک آدمی سامنے نہیں آیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ بات تو بہرحال مسلمہ ہے کہ سردار زمان خان اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث تھا اور ظاہر ہے یہ کام وہ اکیلا تو نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں اس کا پورا گروپ ہو گا۔ تم نے اس گروپ کو ٹریس کیا''...... عمران نے کہا۔

''جی عمران صاحب۔ لیکن اس بارے میں حکومت کو بھی تمام معلومات مل چکی ہیں۔ سر سلطان نے شاید شوگران حکومت کو اس

سلسلے میں الرٹ کر دیا اور پاکیشیا کے سیکرٹری داخلہ نے سردار جہاں خان کو بھی اس بارے میں بریف کر دیا تھا اور پھر دونوں کی مشترکہ کوشش سے اس گروپ کا انچارج پکڑا گیا۔ اسے شوگران حکومت نے اپنے سرحدی گاؤں سے گرفتار کیا اور پھر اس نے اپنے تمام گروپ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ یہ گروپ شوگران کے سرحدی گاؤں میں ہی رہتا تھا۔ البتہ چار آدمی راپوشی میں رہتے تھے۔ گاؤں والا گروپ تو شوگرانیوں نے گرفتار کر لیا اور ان کا کورٹ مارشل کر کے انہیں موت کی سزا دے دی جبکہ باقی چار افراد سردار جہاں خان نے گرفتار کر لئے اور پھر قبیلے کے جرگے نے ان کو موت کی سزا دے دی اور اس سزا پر وہیں جرگے میں ہی عمل درآمد کر دیا گیا اور اس سارے معاملے کی مکمل رپورٹ بھی سیکرٹری داخلہ کو بھجوا دی گئی۔ شوگرانی حکومت نے اپنی کارروائی مکمل کر کے سردار جہاں خان کو بتائی تو انہوں نے رپورٹ سر سلطان کو بھجوا دی''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''اس کی تفصیل تمہیں کس سے معلوم ہوئی''...... عمران نے پوچھا۔

''سردار جہاں خان سے۔ میں اس سے حکومت کے نمائندے کے طور پر ملا تھا''...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ سردار زمان خان سوائے اس اسلحے کی

اسمگلنگ کے اور کسی کام میں ملوث نہیں تھا اور اب تو وہ معاملہ بھی ختم ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص رپورٹ''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ اس رمیش کو تلاش کر لیا گیا ہے اور پھر اس سے خصوصی طور پر پوچھ گچھ کی گئی جس پر اس نے صرف اتنا بتایا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس میں ایک خصوصی سیکشن سے اس کا تعلق ہے اور یہ سیکشن حساس اسلحے کی دشمن ممالک کی سپلائی کو چیک کرتا ہے اور ان کے سیکشن کو اطلاع ملی تھی کہ سردار زمان خان شوگران کے ایک گروپ جسے رائزنگ سن کہا جاتا ہے کو حساس اسلحہ سپلائی کر رہا ہے اور رائزنگ سن نامی اس گروپ کا تعلق کافرستان کے ایک نجی گروپ سے ہے اور اسلحہ گھوم پھر کر اس کافرستانی گروپ کے پاس پہنچ جاتا ہے اور اس کافرستانی گروپ نے کافرستان کے ایک پرائم منسٹر کو خودکش حملے میں ہلاک کر دیا تھا۔ چونکہ کافرستان میں اسلحے کی اسمگلنگ کی انتہائی سختی سے چیکنگ ہوتی ہے حتیٰ کہ سیٹلائٹ مانیٹرنگ بھی کی جاتی ہے اس لئے اسلحہ پاکیشیا سے شوگران اور پھر

شوگران سے کافرستان پہنچایا جاتا ہے اس لئے اس سپلائی کو روکنے کے لئے سردار زمان خان کو ہلاک کیا گیا ہے''...... ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ رمیش سچ بول رہا تھا''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''یس چیف۔ جس حالت میں اس نے یہ سب کچھ بتایا ہے اس حالت میں وہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب رمیش کی کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور لاش برقی بھٹی میں ڈال دی گئی ہے''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

''ہم خواہ مخواہ دماغ سوزی کرتے رہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میری تو سیر ہو گئی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

کافرستان کے صدر اپنے مخصوص آفس میں موجود تھے کہ سامنے پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سمجھ گئے کہ پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے کال ہے۔ پرائم منسٹر نرائن داس ڈیڑھ سال قبل پرائم منسٹر منتخب ہوئے تھے اور صدر صاحب نے دوران ورکنگ یہ محسوس کر لیا تھا کہ پرائم منسٹر صاحب انتہائی ذہین آدمی ہیں اس لئے ان کے درمیان ورکنگ ریلیشن شپ بے حد اچھی جا رہی تھی۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... صدر نے باوقار لہجے میں کہا۔

''نرائن داس بول رہا ہوں جناب۔ سپیشل رپورٹ کے لئے مجھے کہاں حاضر ہونا پڑے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر مملکت بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ پرائم منسٹر نے ہاٹ لائن پر بات کرنے کے باوجود اپنے پرائم منسٹر ہونے کا حوالہ تک نہ دیا تھا

کیونکہ صدر مملکت نے انہیں اس بارے میں خصوصی تاکید کی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں باوجود انتہائی کوشش کے راز لیک آؤٹ ہو جاتے تھے۔ خاص طور پر پاکیشیا اس سلسلے میں بہت آگے تھا اس لئے صدر صاحب نے انہیں خصوصی تاکید کی تھی کہ وہ فون پر چاہے وہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہی کیوں نہ ہوں ایسی کوئی بات نہ کریں جو ملکی سلامتی کے راز کے زمرے میں آتی ہو۔ البتہ صدر صاحب نے پریذیڈنٹ ہاؤس کے گیسٹ ایریئے میں ایک تہہ خانہ کو خصوصی طور پر تیار کرا لیا تھا۔ وہاں ایسی جدید ترین مشینری نصب کی گئی تھی کہ کسی صورت میں بھی وہاں ہونے والی بات چیت کو چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اور اس تہہ خانے کا مخصوص لاک تھا جسے صرف صدر صاحب ہی کھول سکتے تھے۔

''آپ آ جائیں۔ پھر بات ہو جائے گی''...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں پرائم منسٹر کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ اٹھے اور اپنے آفس سے نکل کر پہلے میٹنگ روم میں گئے اور پھر وہاں سے پرائم منسٹر کو ساتھ لے کر وہ اس خصوصی تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ تمام حفاظتی انتظامات آن کرنے کے بعد صدر صاحب کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہاں۔ اب بتائیں کیا سپیشل رپورٹ ہے اور کس کے بارے میں ہے''...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میگانم کے بارے میں رپورٹ ہے جناب"...... پرائم منسٹر نے کہا تو صدر صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کے بارے میں علم ہو گیا ہے"...... صدر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ وہ تو وہ کسی کو بھی کانوں کان خبر نہیں ہوئی اور پراجیکٹ مکمل بھی ہو چکا ہے۔ وہاں سے تمام میگانم نکل کر کافرستان پہنچ بھی چکی ہے۔ گو اس کی مقدار اندازے سے خاصی کم رہی ہے لیکن یہ بھی اتنی ہے کہ کافرستان آئندہ سو سالوں تک بین الابراعظمی میزائل سازی میں خودکفیل ہو گیا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا تو صدر صاحب کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات بھی ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو یہ آپ کی دانش مندی، معاملہ فہمی اور ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے۔ ویری گڈ۔ آپ نے واقعی ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ کافرستان صدیوں آپ پر فخر کرتا رہے گا"...... صدر نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کی مہربانی ہے جناب کہ آپ میرے بارے میں ایسے پرخلوص جذبات رکھتے ہیں۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ آپ کی سربراہی کی وجہ سے یہ سب کچھ ممکن ہوا ہے"...... پرائم منسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی مقدار ملی ہے"...... صدر نے پوچھا۔

"اندازہ ایک ہزار پاؤنڈ کا تھا لیکن وہاں سے صرف پانچ سو پونڈ میگانم ملی ہے۔ اب وہاں کچھ نہیں ہے۔ یہ پانچ سو پاؤنڈ میگانم سپیشل باکسز میں پیک ہو کر سپیشل سٹور میں موجود ہے۔ میرے اور کرنل ملیراج کے علاوہ کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ ان سرخ رنگ کے خصوصی دھات کے باکسز میں کیا ہے اور اب میں آپ کو بتا رہا ہوں"...... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ریڈ باکسز ٹھیک ہے۔ جن لوگوں نے یہ کام کیا ان کا کیا ہوا"...... صدر نے کہا۔

"اسے ہر لحاظ سے خفیہ رکھنے کے لئے ان سب کا خاتمہ کرنل ملیراج کے ذریعے خاموشی سے کرا دیا گیا ہے اور کرنل ملیراج کو انتہائی زہریلے سانپ نے اتفاقاً ڈس لیا ہے"...... پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدر بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"مطلب یہ کہ اب یہ بات میرے اور آپ کے درمیان ہے۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ اسے کہتے ہیں کارکردگی۔ ویری گڈ"...... صدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ سب آپ کی سرپرستی کا نتیجہ ہے جناب"...... پرائم منسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے تو اس بارے میں تفصیلات کا علم نہیں تھا اور مجھے شدید خدشہ تھا کہ اگر یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی تو پورا پراجیکٹ ہی ختم ہو جائے گا لیکن آپ نے کمال ذہانت سے

ایسی شاندار منصوبہ بندی کی ہے کہ آخری لمحے تک کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ گڈ شو۔ لیکن اب یہ میگانم دھات کہاں موجود ہے''...... صدر نے پوچھا۔

''سپر سٹور میں جناب''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیکن اب اسے استعمال کرنے کے لئے کیا کیا جائے گا۔ کیا منصوبہ بندی کی جائے''...... صدر نے پوچھا۔

''یہ دھات بین الابراعظمی میزائلوں کی تیاری میں استعمال ہوتی ہے کیونکہ اس دھات کا ایندھن انہیں ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک آسانی سے پہنچا دیتا ہے ورنہ دوسرا کوئی بھی ایندھن یہ کام نہیں کرسکتا۔ اس ایندھن میں ایسی بھرپور طاقت ہے کہ میزائل کم سے کم وقت میں دوسرے براعظم میں موجود ٹارگٹ تک پہنچ جاتا ہے اور کوئی میزائل شکن سسٹم اس کی بے پناہ رفتار کی وجہ سے اسے کریش نہیں کرسکتا ورنہ دوسرے کیمیائی ایندھن انہیں منزل تک تو لے جاتے ہیں لیکن ان کی سپیڈ بے حد کم ہوتی ہے اس لئے وہ راستے میں موجود میزائل شکن نظام کے تحت کریش ہو جاتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''حیرت ہے۔ آپ تو کسی میزائل اتھارٹی سائنس دان کی طرح اس معاملے کو جانتے ہیں''۔ صدر نے توصیف بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے اس سلسلے میں بے حد پڑھا بھی ہے اور اتھارٹی سائنس دانوں سے ڈسکشن بھی کی ہے''...... پرائم منسٹر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو''...... صدر نے کہا۔

''میں نے بہت غور و فکر اور مشورے کے بعد کافرستان کے انتہائی محفوظ پہاڑی علاقے سنگروز میں ان میزائلوں کی تیاری اور ان کی مشینی ٹیسٹنگ کے لئے جگہ کا انتخاب کیا ہے اور خفیہ طور پر کارمن کی ایک ایسی کمپنی سے رابطہ بھی کر لیا ہے جو ایسی لیبارٹریاں تیار کراتی ہے اور ان میں مشینری نصب کراتی ہے۔ یہ کمپنی پوری دنیا میں ایسے کاموں کے لئے مشہور ہے۔ بظاہر اسے عام میزائل بنانے والی لیبارٹری قائم کرنے کا ٹھیکہ دیا جائے گا۔ ایسے عام میزائل تمام ممالک بناتے ہیں اور یہ کمپنی ہی ان میزائلوں کی لیبارٹری تیار کراتی ہے۔ البتہ ان سے خفیہ طور پر یہ بات طے کر لی جائے گی کہ بین الابراعظمی میزائلوں کی لیبارٹری تیار کی جائے۔ اس طرح یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی۔ جب سب کام مکمل ہو جائے گا تو پھر ہم اسے اوپن کر دیں گے۔ اس طرح براعظم ایشیاء میں کافرستان سب پر برتری حاصل کر لے گا''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''میزائلوں کی تیاری کے لئے کافرستان میں سائنس دان ہیں یا باہر سے حاصل کئے جائیں گے''...... صدر نے کہا۔

''ایکریمیا کی سوٹر کمپنی میں کام کرنے والے کافرستانی سائنس دان ڈاکٹر ٹھاکر سے میری بات ہو چکی ہے۔ وہ وہاں بین

الابراعظمی سیکشن کے انچارج ہیں۔ وہ کافرستان کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ باقی انتظامات وہ خود کرلیں گے''...... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وری گڈ۔ آپ نے تو تمام منصوبہ بندی بھی کر لی ہے۔ وری گڈ''...... صدر نے انتہائی تحسین بھرے لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر کا چہرہ بے اختیار پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''بے حد شکریہ جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ جیسے اس میگانم دھات کے حصول کے بارے میں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی اسی طرح میزائل لیبارٹری اور میزائل بھی تیار ہو جائیں گے اور کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے گا''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب مجھے واقعی یقین ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مسلسل ہوشیار رہنا ہے''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ احتیاطی تدابیر تو بہرحال کی جائیں گی''...... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اس پراجیکٹ کی تمام رپورٹس تیار کر کے آپ مجھے بھجوا دیں۔ میں ان کی منظوری دے دوں گا''...... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... پرائم منسٹر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ٹائیگر سن ٹاپ کلب کے ہال میں داخل ہوا تو ایک کونے میں بیٹھے ہوئے لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ یہ رچرڈ تھا۔ منشیات کی اسمگلنگ ریکٹ کا خاص آدمی۔ چونکہ وہ انڈر ورلڈ کے معاملات میں اکثر غیر ممالک میں آتا جاتا رہتا تھا اور اس کے تعلقات بھی ایسی بین الاقوامی تنظیموں سے رہتے تھے جو منشیات اور اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث رہتی تھیں اس لئے ٹائیگر نے اس کے ساتھ خاصے تعلقات بنا رکھے تھے لیکن رچرڈ آج اسے کافی عرصے بعد نظر آیا تھا۔ اس نے بھی ٹائیگر پر نظر پڑتے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ رچرڈ اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''بڑے عرصے بعد نظر آ رہے ہو۔ کیا کہیں دور چلے گئے

تھے“...... رسمی اور استقبالیہ فقروں کے بعد ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو رچرڈ ہنس پڑا۔

”ہاں۔ بزنس کے سلسلے میں دو ماہ کافرستان رہا ہوں“...... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دو ماہ۔ کیوں۔ ایسا کون سا بزنس تمہارے ہاتھ آ گیا ہے جس کی وجہ سے تمہیں دو ماہ کافرستان رہنا پڑا ہے۔ کیا وہاں کوئی نمائش لگا رکھی تھی تم نے“...... ٹائیگر نے کہا تو رچرڈ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں نے وہاں حساس اسلحے اور منشیات کی نمائش لگا رکھی تھی“...... رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اور دو ماہ وہاں رہ کر تم کیا کر سکتے ہو۔ عام حالات میں تو تم زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کہیں ٹھہرتے ہو“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر پہنچ گیا تو ٹائیگر نے اسے اپنے لئے ایپل جوس اور رچرڈ کے لئے شراب کی بوتل لانے کا کہہ دیا۔

”ارے۔ مہمان تم میرے ہو اور آرڈر بھی تم دے رہے ہو“...... رچرڈ نے کہا۔

”ہم دونوں ایک دوسرے کے مہمان ہیں۔ جوس تمہاری طرف سے اور شراب میری طرف سے“...... ٹائیگر نے کہا تو رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے بتایا نہیں کہ تم دو ماہ وہاں کیا کرتے رہے ہو“۔ ٹائیگر

نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”کیا کرو گے پوچھ کر۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا بزنس کیا ہے“...... رچرڈ نے کہا۔

”اس لئے تو پوچھ رہا ہوں کیونکہ تمہارے دو ماہ وہاں ٹھہرنے کا مطلب تو یہی ہے کہ تم اس بزنس سے ہٹ کر کچھ کرتے رہے ہو“...... ٹائیگر نے کہا تو رچرڈ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تمہاری یہی ذہانت تو مجھے حیران کر دیتی ہے۔ تم عام سی باتوں سے بڑے بڑے نتیجے نکال لیتے ہو اور یہ نتیجے ہوتے بھی درست ہیں“...... رچرڈ نے کہا۔

”میں تمہاری فطرت جانتا ہوں رچرڈ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اسلحہ اور منشیات کے سلسلے میں تم دو ماہ کسی دوسرے ملک میں رک ہی نہیں سکتے۔ یقیناً کوئی اور دھندہ ہی ہو گا اور میں اس دھندے کے بارے میں پوچھ کر صرف اپنا تجسس دور کرنا چاہتا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا اور اسی لمحے ویٹر نے آ کر ٹرے میں رکھا ہوا ایپل جوس کا بڑا گلاس اٹھا کر ٹائیگر کے سامنے رکھا اور ٹرے میں موجود غیر ملکی شراب کی ایک بڑی بوتل اٹھا کر اس نے رچرڈ کے سامنے رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”میں تمہیں اس لئے بتا دیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تم یہ بات کسی طرح بھی لیک آؤٹ نہیں کرو گے۔ ویسے اس میں ایک پہلو تمہارے فائدے کا بھی ہے۔ اگر تم لمبی رقم کمانا چاہو تو کما سکتے

ہو''...... رچرڈ نے بوتل کھولتے ہوئے بڑے بیزہ لہجے میں کہا۔

''کیا کوئی خاص بات ہے جو تم اس قدر پراسرار بن رہے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اور تم نے یہ بات کر کے مجھے واقعی چوکنا کر دیا ہے۔ یہاں کھلے عام یہ بات نہیں ہونی چاہئے''...... رچرڈ نے کہا۔

''تو آؤ سپیشل روم میں چلتے ہیں۔ معاوضہ میں دوں گا کیونکہ تم نے میرے فائدے کی بات کی ہے۔ شاید فائدہ پہنچ ہی جائے''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر کاؤنٹر پر گئے۔ شراب کی بوتل رچرڈ کے ہاتھ میں تھی جبکہ ٹائیگر نے جوس آدھے سے زیادہ پی لیا تھا۔ باقی اس نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر پر ایک بڑا نوٹ دے کر کاؤنٹر مین سے سپیشل روم کا پاس لیا اور چند لمحوں بعد وہ ایک سپیشل روم میں موجود تھے۔ ٹائیگر نے دروازہ بند کر کے حفاظتی نظام آن کر دیا جبکہ رچرڈ کرسی پر بیٹھ کر بوتل منہ سے لگائے لمبے لمبے گھونٹ لے رہا تھا۔

''سنو ٹائیگر۔ کافرستان اپنے سنگروز علاقے میں بین الابراعظمی میزائلوں کی ایک لیبارٹری خفیہ طور پر بنا رہا ہے''...... رچرڈ نے آگے کی طرف جھک کر بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس میں اس قدر پراسرار بننے کی کیا بات ہے۔ کئی ممالک

ایسے میزائل تیار کر چکے ہیں اور کئی تیار کرنے کے مراحل میں ہیں۔ یہ تو ہے ہی میزائلوں کا دور''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اصل بات کا علم ہی نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ عام میزائل نہیں ہیں۔ بین الابراعظمی میزائل ہیں جو کہ براعظم ایشیا میں صرف روسیاہ اور شوگران کے پاس ہیں اور کسی ملک کے پاس نہیں ہیں۔ دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ یہ میزائل دنیا کے سب سے تیز رفتار میزائل ہوں گے کیونکہ ان میں میگانم دھات کا ایندھن استعمال ہو گا''...... رچرڈ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹائیگر کے اس انداز میں ہنسنے پر غصہ آ گیا ہو۔

''حیرت ہے۔ تم تو ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے تم میزائل پر اتھارٹی سائنس دان ہو''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اس بار رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے یہ باتیں دو سائنس دانوں کے درمیان ہونے والی گفتگو میں سنی ہیں۔ اب میں تمہیں اصل بات بتاتا ہوں۔ جس پارٹی کے لئے میں کام کرتا ہوں وہ کارمن کی ہے۔ کارمن سے میرے چیف نے مجھے کال کر کے بتایا کہ کارمن سے ایک سائنس دان کو خفیہ طور پر کافرستان بھجوایا جا رہا ہے۔ لازماً کارمن ایجنٹ اسے ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے اور ہم نے وہاں اس کی اس وقت تک حفاظت کرنی ہے جب تک ایکریمیا سے آنے والے ایک کافرستانی سائنس دان ڈاکٹر ٹھاکر کی اس سے ملاقات نہ ہو

جائے۔ چنانچہ میں یہاں سے کارمن گیا اور وہاں سے اس سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر پیٹرسن تھا، کو ساتھ لے کر اسلحے کی اسمگلنگ کرنے والے خصوصی ذرائع کی مدد سے کافرستان پہنچا اور پھر وہاں ایک کوٹھی میں ڈاکٹر پیٹرسن کو خفیہ طور پر رکھا گیا۔ اس کی وہاں تمام ضروریات میں پوری کرتا تھا۔ پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی وہاں پہنچا۔ وہ ڈاکٹر ٹھاکر تھا۔ اس نے مخصوص کوڈ بتائے تو میں اسے اندر لے گیا۔ پھر میں جب شراب لے کر ان کے پاس گیا تو وہ دونوں یہی باتیں کر رہے تھے جو میں نے تمہیں بتائی ہیں۔ میں نے گلاسوں میں شراب ڈال کر انہیں دی اور پھر میں دروازے کے پاس ہی رک گیا۔ پھر وہ ڈاکٹر ٹھاکر واپس چلا گیا تو مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس ڈاکٹر پیٹرسن کو واپس اسی راستے سے کارمن پہنچا دوں۔ چنانچہ میں نے اسے وہاں پہنچایا اور پھر یہاں پاکیشیا آ گیا اور مجھے یہاں آئے ہوئے آج تیسرا روز ہے''...... رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ خفیہ باتیں تو وہ ٹرانسمیٹر یا محفوظ فون پر بھی کر سکتے تھے۔ پھر اس انداز کے انتظامات کا کیا مطلب ہوا''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ کافرستان کا سب سے بڑا قومی راز ہے۔ اسے کسی طرح بھی فون یا ٹرانسمیٹر پر اوپن نہ کیا جا سکتا تھا''...... رچرڈ نے کہا۔

''قومی راز۔ کیا مطلب۔ ایسے میزائل اڈے اور لیبارٹریاں تو

بنتی رہتی ہیں''...... ٹائیگر کو واقعی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ آخر رچرڈ کہنا کیا چاہتا ہے۔

''میگانم ایسی دھات ہے جو پوری دنیا میں نایاب ہے اور سیٹلائٹ سے بھی اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔ سپر پاورز کے ماہرین پوری دنیا میں سروے کرتے رہتے ہیں اور بڑی مشکل سے کہیں سے اس دھات کے چند اونس مل پاتے ہیں جو اس کی کئی سالوں کی ضرورت پوری کر دیتے ہیں۔ لیکن کافرستان کو یہ دھات پانچ سو پاؤنڈ مقدار میں مل گئی ہے اس لئے وہ اسے اپنے بین الابراعظمی میزائلوں میں ایندھن کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے اس کے میزائل پوری دنیا کے تمام بین الابراعظمی میزائلوں سے تیز رفتار بھی ہوں گے اور کوئی میزائل شکن نظام اس کی گرد کو بھی نہ چھو سکے گا۔ اس طرح کافرستان اگر چاہے تو پلک جھپکنے میں روسیاہ، شوگران اور ایکریمیا تک کو ان میزائلوں سے نشانہ بنا کر تباہ کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر پیٹرسن اس دھات کو ایندھن میں تبدیل کرنے کا ماہر ہے لیکن وہ مستقل طور پر کافرستان نہیں ٹھہر سکتا اس لئے اس کو اس انداز میں کافرستان پہنچایا گیا تھا۔ پھر ڈاکٹر ٹھاکر اور ڈاکٹر پیٹرسن میں بھاری معاوضے پر معاہدہ ہو گیا کہ ابھی ڈاکٹر پیٹرسن واپس کارمن چلا جائے گا اور جب ضرورت پڑے گی تو ڈاکٹر ٹھاکر اس کے دوست کی حیثیت سے کارمن آ کر اس سے ملاقات کرے گا اور اس ٹاسک میں پیدا ہونے والی رکاوٹیں دور کرنے کے لئے اس

سے مدد حاصل کرے گا''...... رچرڈ نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس میں میرا فائدہ کہاں سے نکل آیا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہاں کی میزائل لیبارٹری میں ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر مجید۔ کافرستان اسے خفیہ طور پر اغوا کرا کر اپنی لیبارٹری میں رکھنا چاہتا ہے اور یہ کام انہوں نے ایکریمیا کے ایک سینڈیکیٹ کے ذمے لگایا ہے تاکہ کسی کو کافرستان پر شک نہ پڑ سکے اور اس سینڈیکیٹ نے کارمن میں میرے چیف سے بات کی ہے۔ میرے چیف نے مجھے کہا ہے کہ میں اس دوران یہاں پاکیشیا میں کسی ایسے آدمی کو ٹریس کروں جو یہ کام ماہرانہ انداز میں کرسکتا ہو۔ اب جب تم اچانک نظر آئے تو مجھے خیال آ گیا کہ تم یہ کام بہترین انداز میں کر سکتے ہو۔ تمہیں لمبا معاوضہ دلا دوں گا۔ بولو''...... رچرڈ نے کہا۔

''اس کے لئے پہلے اس ڈاکٹر کو ٹریس کرنا پڑے گا۔ اس میں کچھ وقت لگ سکتا ہے''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم بکنگ کر لو۔ آدھا معاوضہ دلا دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ پچیس پرسنٹ میرا کمیشن ہوگا''...... رچرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں کل چیف کے پاس جا کر بات کروں گا۔ مجھے

یقین ہے کہ دو لاکھ ڈالرز معاوضہ طے کرا لوں گا''...... رچرڈ نے کہا۔

''اوکے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا سائنس سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر تمہیں اس دھات کے بارے میں اور اس کی خصوصیات کے بارے میں کیسے معلوم ہوا''...... ٹائیگر نے کہا تو رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈاکٹر پیٹرسن میرا دوست بن چکا ہے۔ واپسی پر میں نے اس سے پوچھا تو اس نے مجھے یہ ساری تفصیل بتائی ورنہ مجھے تو اس کی الف بے بھی معلوم نہیں ہو سکتی تھی''...... رچرڈ نے جواب دیا۔

''کیا تم نے ڈاکٹر پیٹرسن سے یہ پوچھا تھا کہ اتنی بڑی مقدار میں یہ دھات کافرستان کے ہاتھ کیسے لگی''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اصل میں یہ دھات خاص قسم کے شہاب ثاقب سے ملتی ہے اور خالص حالت میں عام سے آلات سے نکالی جا سکتی ہے۔ یہ دھات پاکیشیا کے علاقے راپوشی سے ملی ہے۔ وہاں کے کسی سردار نے اس کا سودا کافرستان سے خطیر دولت کے عوض کیا تھا اور کسی کو پتہ بھی نہ چل سکا۔ اب کافرستان اس دھات کا مالک ہے''...... رچرڈ نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''راپوشی کے سردار کو کیسے اس دھات کا علم ہوا۔ سردار کوئی سائنس دان تو نہیں ہوگا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ تو ہوا ہو گا۔ بہرحال اب چلیں۔ میں تمہاری بات کروں گا چیف سے''...... رچرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رچرڈ سے علیحدہ ہو کر ٹائیگر بھی کلب سے باہر آیا اور پارکنگ سے کار لے کر عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ اب جلد از جلد عمران تک یہ بات پہنچانا چاہتا تھا۔

جوانا نے کار ایکریمین ہوٹل کی وسیع و عریض پارکنگ میں روکی۔ یہ ہوٹل شہر سے دور مضافات میں بنایا گیا تھا اور چونکہ اس ہوٹل کا اندرونی اور بیرونی ماحول مکمل طور پر ایکریمین رکھا گیا تھا اس لئے جوانا کو یہ ہوٹل بے حد پسند تھا اور وہ اکثر یہاں آتا رہتا تھا۔ یہاں آتے ہوئے ہی اس کی کار ایک بوڑھی عورت سے ٹکرائی تھی اور پھر اس بوڑھی عورت سے اسے دیہات کے چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار کے مظالم کا علم ہوا تھا اور پھر جوانا نے سنیک کلرز کے تحت جوزف اور ٹائیگر کے ساتھ مل کر وہاں کارروائی کی تھی۔ انہوں نے چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار کو اس کے ڈیرے سے اٹھا لیا تھا۔

جوانا تو انہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن ٹائیگر نے اسے سمجھایا تھا یہ دونوں بڑی حیثیت کے لوگ ہیں۔ عام غنڈے اور بدمعاش نہیں

ہیں کہ ان کی ہلاکت پر حکومت چشم پوشی کر جائے گی۔ یہ بظاہر معزز اور صاحب حیثیت لوگ ہیں اس لئے پہلے انہیں اٹھا کر رانا ہاؤس لے جایا جائے اور پھر وہاں ان سے ان کے جرائم کے بارے میں معلومات اور ثبوت اکٹھے کر کے انہیں حکومت کے حوالے کر دیا جائے تو اس طرح لاٹھی بھی بچ جائے گی اور سانپ بھی مر جائے گا لیکن جوانا نے جب ٹائیگر کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو ٹائیگر نے عمران کو ٹرانسمیٹر پر کال کر دی اور عمران نے جوانا کو روک دیا اور وہ خود بھی وہاں پہنچ گیا اور پھر عمران نے بھی وہی بات کی جو ٹائیگر نے کی تھی۔ اس طرح دونوں چوہدری رانا ہاؤس پہنچ گئے۔ وہاں جب یہ معلومات ملیں کہ وہ منشیات اسمگلنگ کرنے والی ایک تنظیم کے سرپرست ہیں تو اس کے ثبوت اکٹھے کئے گئے۔

اس دوران سیکرٹری وزارت داخلہ چوہدری شوکت کو عمران کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے سر عبدالرحمن سے شکایت کی اور سر عبدالرحمن نے سر سلطان کو کہا کہ وہ عمران کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس دوران چونکہ چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار نے سیکرٹری وزارت داخلہ کے منشیات کی تنظیم کا سرپرست ہونے کے ثبوت مہیا کر دیئے تھے اس لئے عمران نے سر سلطان سے کہا اور سر سلطان نے صدر مملکت سے کہہ کر سیکرٹری وزارت داخلہ چوہدری شوکت کو فوری طور پر برطرف کر کے جبری ریٹائر کر دیا جبکہ عمران ان دونوں چوہدریوں کو پولیس کے اعلیٰ حکام

کے ذریعے اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کی تحویل میں دے دیا اور انہوں نے دونوں چوہدریوں کے ساتھ ساتھ چوہدری شوکت کو بھی گرفتار کر لیا۔ چوہدری شوکت کی عدالت نے ضمانت لے لی کیونکہ اس کی براہ راست منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث ہونے کی کوئی واضح شہادت اور ثبوت موجود نہیں تھے۔ البتہ چوہدری حشمت اور اس کے بیٹے چوہدری نثار کی ضمانت منظور نہیں ہوئی تھی۔

جوانا کو اس معاملے میں عمران اور ٹائیگر سے صرف یہ گلہ تھا کہ ان دونوں کی وجہ سے یہ سانپ اس کے ہاتھوں ختم ہونے سے بچ گئے تھے اور اسے یقین تھا کہ یہ اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے آخرکار بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ظاہر ہے وہ عمران کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا اس لئے اس نے اس معاملے کو بھول جانے پر ہی اکتفاء کیا۔ البتہ اب وہ ایکریمین ہوٹل میں کبھی کبھار ہی جاتا تھا کیونکہ اسے وہاں جاتے ہوئے اس مقام پر جہاں وہ بوڑھی عورت اس کی کار سے ٹکرائی تھی جس کی بیٹی کو دونوں چوہدریوں نے اغوا کر کے بے آبرو کرتے ہوئے اعلانیہ ہلاک کر دیا تھا یہ تمام معاملہ یاد آ جاتا تھا اور جوانا کا موڈ آف ہو جاتا تھا لیکن اب چونکہ اس واقعے کو کافی وقت گزر چکا تھا اس لئے اب وہ پہلے والی کیفیت نہ رہی تھی۔

جوانا آج تقریباً دو ہفتوں بعد یہاں آیا تھا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ ہوٹل

کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ ہوٹل کے مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ اچانک اس کی نظریں ہوٹل کے مین گیٹ سے باہر آتے ہوئے ایک آدمی پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ہوٹل سے باہر آنے والے اس آدمی کو جوانا بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ ایکریمین تھا اور اس کا نام سوبرز تھا۔ سوبرز حساس اسلحے کے کاروبار سے منسلک تھا اور ایکریمیا کی کسی اسلحہ اسمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم سے نہ صرف منسلک تھا بلکہ اس کے کسی سیکشن کا چیف بھی تھا۔ سوبرز اس کا خاصا گہرا دوست تھا اور اب جوانا کو جب بھی ایکریمیا جانے کا موقع ملتا تھا وہ موقع نکال کر اس سے مل لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اچانک سوبرز کو یہاں ہوٹل سے باہر آتے دیکھ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک گیا تھا۔ اسی لمحے سوبرز کی نظریں بھی جوانا پر پڑیں تو وہ بھی بے اختیار اچھل پڑا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف اس طرح بڑھے جیسے لوہا مقناطیس کی طرف بڑھتا ہے۔

"تم۔ تم اچانک کہاں سے ٹپک پڑے ہو۔ تم نے مجھے کیوں کال نہیں کیا"...... انتہائی گرمجوشانہ مصافحے کے بعد جوانا نے شکایت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے تمہارا فون نمبر گم ہو گیا تھا۔ کل ہی آیا ہوں یہاں اور اچھا ہوا تم سے ملاقات ہو گئی"...... سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سوبرز خاصے جاندار جسم کا مالک تھا لیکن بہرحال جوانا، جوانا ہی تھا۔

"کیا تم اس ہوٹل میں ٹھہرے ہو"...... جوانا نے پوچھا۔

"ہاں۔ آؤ"...... سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو شاید کہیں جا رہے تھے"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ دارالحکومت میں ایک آدمی سے ملنا تھا۔ پھر مل لوں گا۔ آؤ"...... سوبرز نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ کمرہ انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ فرنیچر سے لے کر کمرے میں دیواروں پر لگی ہوئی تصویروں سمیت سب کچھ ایکریمین تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ ہوٹل ایکریمیا میں واقع ہو۔

"اب بتاؤ کیا پیو گے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے شراب چھوڑ دی ہے"...... سوبرز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنے لئے شراب اور میرے لئے ہاٹ کافی منگوا لو"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوبرز نے فون کا رسیور اٹھا کر روم سروس والوں کو آرڈر کر دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میں اکثر سوچتا ہوں کہ کیا کوئی انسان اس قدر بھی بدل سکتا ہے۔ ارے ہاں۔ جس ماسٹر نے تمہیں اس قدر تبدیل کر دیا ہے اس سے تو ملواؤ مجھے۔ میں بھی دیکھوں کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے"...... سوبرز نے کہا۔

"کیا کرو گے مل کر۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اصل ایکریمیا کو بھول کر میری طرح ایکریمین ہوٹل تک ہی محدود ہو کر رہ جاؤ"...... جوانا

نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوبرز بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ویٹرس ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ وہ ایکریمین نژاد تھی اور اس نے ایکریمین لباس ہی پہن رکھا تھا۔

''کمال ہے۔ ان لوگوں نے واقعی یہاں چھوٹا ایکریمیا بنا رکھا ہے''...... سوبرز نے ویٹرس کے جانے کے بعد کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں اتنی دور سے یہاں آتا ہوں۔ یہاں آ کر مجھے واقعی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں پاکیشیا کی بجائے ایکریمیا میں ہوں''...... جوانا نے کہا۔

''تو پھر تم ایکریمیا آ جاؤ۔ کیا تمہارا ماسٹر تمہیں روکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مجھے ملواؤ اس سے۔ میں تمہیں اس سے اجازت لے دیتا ہوں''...... سوبرز نے شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''ماسٹر کی طرف سے کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے لیکن میں خود اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا لیکن تم یہاں کیسے آئے ہو۔ مجھے بتاؤ کیا سلسلہ ہے۔ کیا اسلحے کی اسمگلنگ کا چکر ہے''...... جوانا نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ یہ کام تو میں نے کافی عرصہ پہلے چھوڑ دیا تھا۔ اب تو میں ایک بہت بڑے سینڈیکیٹ سے متعلق ہوں اور اس کا ایریا چیف ہوں۔ یہ سینڈیکیٹ بہت اونچے اور بین الاقوامی جرائم

کے لئے کام کرتا ہے۔ اسلحہ اور منشیات تو اس کے لئے بہت چھوٹی سی بات ہے''...... سوبرز نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ ایسا کون سا کام ہو سکتا ہے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بس یوں سمجھو جیسے ایکریمیا کے صدر کو اغوا کرنے کا کام ہو''...... سوبرز نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ اغوا کرنے کا دھندہ کرتا ہے یہ سینڈیکیٹ لیکن یہ تو گھٹیا سا کام ہے''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بڑے بڑے لوگوں کا اغوا پیشہ وارانہ قتل، بڑے بڑے حکومتی راز چوری کرنا، ایسے ہی بڑے بڑے کام کرتا ہے یہ سینڈیکیٹ۔ ایسے کام جن کے اثرات ملکوں پر پڑتے ہیں افراد پر نہیں''۔ سوبرز نے کہا۔

''تو تم یہاں کسی بڑے آدمی کو اغوا کرنے آئے ہو۔ کیوں''۔ جوانا نے کہا تو سوبرز بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ بات نہیں۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں ایریا چیف ہوں اور چیف خود کام نہیں کرتے دوسروں سے کراتے ہیں''...... سوبرز نے کہا۔

''تو تم یہاں کسی ایسے آدمی کی تلاش میں آئے ہو جو تمہارا یہ کام کر سکے''...... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ ایسے ہی سمجھ لو"...... سوبرز نے ٹالنے والے انداز میں جواب دیا۔

"اغوا کسے کرانا ہے۔ کیا کوئی سیاسی شخصیت ہے یا حکومت کا رکن ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"ارے چھوڑو اسے۔ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ یہ تو بزنس ہے ہوتا رہے گا۔ تم اپنی سناؤ"...... سوبرز نے یکلخت موضوع تبدیل کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اب اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا اور جوانا نے بھی مزید کوئی بات نہ کی۔

"اوکے۔ اگر تم نے اکیلے دارالحکومت جانا ہے تو آؤ میں تمہیں لے چلتا ہوں۔ جہاں کہو گے ڈراپ کر دوں گا اور ہاں۔ تم یہاں کتنے روز ٹھہرو گے"...... جوانا نے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد پوچھا۔

"اب کل جاؤں گا۔ تم بیٹھو۔ کہاں جا رہے ہو۔ رات کو تو یہاں بڑے خوبصورت فنکشن منعقد ہوتے ہیں"...... سوبرز نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں تو یہاں صرف ایک آدھ گھنٹہ کے لئے آتا ہوں۔ مجھے ان فنکشنز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"...... جوانا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سوبرز اسے ہوٹل کے مین گیٹ تک چھوڑنے آیا جبکہ جوانا اس سے مل کر اور دوسرے روز آنے کا کہہ کر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کے ذہن میں بہرحال سوبرز کی آمد اور کسی بڑی شخصیت کے اغوا کا معاملہ مسلسل گھوم رہا تھا۔ پارکنگ میں پہنچ

کر اسے خیال آیا کہ وہ اس سوبرز کو جبراً اغوا کر کے رانا ہاؤس لے جائے اور اس سے معلومات حاصل کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ اس لئے بدل دیا کہ اس طرح معاملات اوپن ہو سکتے تھے۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کار سڑک کی ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور ڈیش بورڈ کو کھول کر اس میں موجود ایک چھوٹا لیکن جدید ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جوانا کالنگ۔ اوور"...... جوانا نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ جوزف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ میں ایکریمین ہوٹل کے قریب سڑک کے کنارے کار میں موجود ہوں۔ ایکریمین ہوٹل میں میری ملاقات ایک پرانے ایکریمین دوست سوبرز سے ہوئی ہے۔ اس کا تعلق کسی جرائم پیشہ سینڈیکیٹ سے ہے اور وہ یہاں کسی بہت بڑی شخصیت کو اغوا کرانے کا ٹاسک لے کر آیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھنے کی کوشش کی لیکن وہ ٹال گیا۔ اب میں نے سوچا ہے کہ جا کر اسے جبراً اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آؤں تاکہ اس سے اس بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تم سے پوچھ لوں کیونکہ تم اجنبی افراد کی رانا ہاؤس میں آمد کو

پسند نہیں کرتے۔ اوور‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’اس سے وہیں ہوٹل میں ہی پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی۔ اوور‘‘۔ جوزف نے پوچھا۔

’’نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں تفصیلی پوچھ گچھ کرنا پڑے۔ اوور‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’تمہاری کار کی عقبی سیٹ کے نیچے زیرو بٹن گن موجود ہے اور ساتھ ہی اس کا سکرین آپریٹس بھی موجود ہے۔ تم زیرو بٹن اپنے دوست کے کمرے میں فائر کر دو اور پھر چاہے وہیں رک کر اس کو چیک کرتے رہو یا چاہے یہاں رانا ہاؤس آ جاؤ اس طرح کم از کم پہلے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کا ٹارگٹ کون ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ٹارگٹ یہاں کا کوئی مجرم ہو اور ہم خواہ مخواہ الجھتے رہیں۔ اگر کوئی ایسا نام آیا جو باس کے نقطہ نظر سے خطرناک ہو سکتا ہے تو پھر اسے وہاں سے اغوا بھی کیا جا سکتا ہے۔ اوور‘‘...... جوزف نے جواب دیا۔

’’میری کار کی عقبی سیٹ کے نیچے۔ لیکن مجھے تو آج تک بتایا ہی نہیں گیا۔ سائیڈ سیٹ کے نیچے تو باکس موجود ہے عقبی سیٹ کے نیچے کیسے بن گیا اور کب۔ اوور‘‘...... جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ کار اس کے استعمال میں کافی عرصہ سے تھی لیکن آج تک اسے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ عقبی سیٹ کے نیچے بھی خفیہ باکس بنایا گیا ہے۔

’’یہ باس کا کام ہے۔ مگر اس سے پہلے تمہیں بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ اوور‘‘...... جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

’’اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ واقعی یہ زیادہ مناسب اور محفوظ طریقہ ہے۔ اوور اینڈ آل‘‘...... جوانا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے دوبارہ ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر کار سے اتر کر اس نے اس کا عقبی دروازہ کھولا اور عقبی سیٹ کو اٹھایا لیکن سیٹ فکسڈ تھی۔

’’کیا مطلب۔ کیا جوزف نے غلط بیانی کی ہے۔ یہ تو فکسڈ ہے‘‘...... جوانا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسے معلوم تھا کہ جوزف غلط بیانی کرنے کا عادی نہیں ہے اس لئے اس نے عقبی سیٹ کی چیکنگ شروع کر دی اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ عقبی طرف سیٹ سے اندرونی طرف سے ایک ابھری ہوئی جگہ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس ابھری ہوئی جگہ کو دبایا تو سیٹ کے نیچے موجود خانہ کھٹاک کی آواز سے کھل گیا اور جوانا یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس خانے میں انتہائی جدید ترین آلات موجود تھے۔ چند لمحوں بعد جوانا اس خانے میں سے زیرو بٹن گن اور اس کا ریموٹ کنٹرول سٹائل کا آپریٹس، جس پر سکرین بھی موجود تھی باہر نکال چکا تھا۔ اس نے ابھری ہوئی جگہ کو ایک بار پھر دبایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ خانہ بند ہو گیا۔

’’حیرت ہے۔ یہ کار میرے استعمال میں رہتی ہے اور اس کے

بارے میں علم جوزف کو ہے''...... جوانا نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے گن اور اس کا آپریٹس سائیڈ سیٹ پر رکھا اور کار موڑ کر دوبارہ ایکریمین ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اس زیرو بٹن کے بارے میں علم تھا۔ یہ انتہائی چھوٹا سا بٹن ہوتا ہے جو بالکل شفاف اور نرم ہوتا ہے۔ اسے چھوٹی سی پسٹل نما گن سے فائر کیا جا سکتا ہے اور یہ فرش، فرنیچر یا کسی بھی چیز سے چپک جاتا ہے۔ چونکہ شفاف ہوتا ہے اس لئے خاص طور پر چیک کئے بغیر نظر نہیں آتا اور اس زیرو بٹن کی خاصیت ہے کہ وہ سو مربع گز کے دائرے میں ہونے والی تمام گفتگو کو بھی آپریٹس پر نشر کر دیتا ہے اور سو گز کے دائرے میں ہونے والی ہر حرکت کو بھی اس کے آپریٹس کی سکرین پر دیکھا جا سکتا ہے اور یہ آپریٹس زیرو بٹن سے ایک کلومیٹر کے فاصلے تک کام کرتا ہے۔ یہ انتہائی جدید ترین ایکریمین ایجاد تھی اور عمران نے اسے خصوصی طور پر حاصل کر کے رانا ہاؤس میں رکھوایا تھا اور اس کی خصوصیات کے بارے میں عمران نے جوزف اور جوانا کو بھی بتا دیا تھا تا کہ اس کی عدم موجودگی میں اگر انہیں اسے استعمال کرنا پڑے تو وہ آسانی سے اسے استعمال کر سکیں اس لئے جوانا کو بھی اس کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔ البتہ یہ بات اسے معلوم نہ تھی کہ زیرو بٹن گن اور اس کا آپریٹس اس کی کار میں بھی رکھ دیا گیا ہے۔ ہوٹل ایکریمین پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور یہ

دونوں چیزیں اٹھا کر اس نے انہیں جیب میں ڈالا اور کار لاک کر کے اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور پھر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا رخ اب سوبرز کے کمرے کی طرف تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن کی ہول سے اندر روشنی دکھائی دے رہی تھی جس سے جوانا سمجھ گیا کہ سوبرز بھی واپس آ گیا ہے بلکہ کمرے میں ہی موجود ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر گیلری میں کسی کو نہ پا کر اس نے جیب سے زیرو بٹن گن نکال کر اس کا دہانہ کی ہول پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور جوانا نے ہاتھ واپس کھینچ کر گن کو جیب میں ڈالا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ راہداری کے آخر میں موجود سیڑھیوں سے نیچے اتر کر وہ چکر کاٹ کر دوبارہ پارکنگ میں آ گیا۔ اس نے پارکنگ بوائے کو کارڈ اور پارکنگ فیس دی اور کار کا لاک کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے دارالحکومت کی طرف جانے کی بجائے مخالف سمت میں آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر تھوڑی دور آ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور جیب سے زیرو بٹن کا آپریٹس نکال کر اسے آن کر دیا تو اس پر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور سکرین پر سوبرز کے کمرے کا اندرونی منظر نظر آنے لگا۔ کمرے میں سوبرز کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ آہستہ آہستہ شراب پینے میں مصروف تھا۔ البتہ اس

کی نظریں بار بار سامنے موجود فون پر اس طرح پڑ رہی تھیں جیسے اسے کسی فون کال کا انتظار ہو اور پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجنے کی آواز آپریٹس سے نکلی اور اس کے ساتھ ہی جوانا نے سکرین پر دیکھا کہ سوبرز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ہے۔

''یس۔ سوبرز بول رہا ہوں''...... سوبرز کی آواز سنائی دی۔

''رچرڈ بول رہا ہوں سن ٹاپ سے۔ آپ نے فون کیا تھا لیکن میں ایک ضروری کام گیا ہوا تھا اور ابھی واپس آیا ہوں تو مجھے آپ کا ریکارڈ شدہ پیغام ملا اس لئے فون کال کر رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ گو آواز نسبتاً ہلکی تھی لیکن بہرحال سنائی دے رہی تھی۔

''میں نے اس لئے فون کیا تھا مسٹر رچرڈ کہ آپ نے کیا اقدام کئے ہیں۔ میں جلد از جلد اس کام کو نمٹا کر واپس جانا چاہتا ہوں''...... سوبرز نے کہا۔

''اس سلسلے میں ایک خصوصی آدمی کو ہائر کر لیا گیا ہے جناب۔ وہ انتہائی تیز آدمی ہے لیکن بہرحال اسے اس سائنس دان کو ٹریس کرنے اور پھر اسے اغوا کرنے میں کچھ وقت تو لگ ہی جائے گا''...... رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

''کتنا وقت لگ جائے گا''...... سوبرز نے پوچھا۔

''دو ہفتے بھی لگ سکتے ہیں اور ایک ماہ بھی لگ سکتا ہے''۔ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت طویل عرصہ ہے۔ پھر میں واپس چلا جاتا ہوں۔ میں تو اس لئے یہاں آ گیا تھا کہ کام فوری ہو جائے گا اور میں اس سائنس دان کو مطلوبہ پارٹی کے حوالے کر کے فارغ ہو جاؤں گا''...... سوبرز نے کہا۔

''جناب۔ اصل کام صرف اس سائنس دان کو ٹریس کرنے کا ہے۔ یہاں لیبارٹریوں کی انتہائی سخت حفاظت کی جاتی ہے لیکن جس آدمی کو میں نے ہائر کیا ہے وہ ایسے کاموں کا ماہر ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ جلد از جلد یہ کام کر دے گا لیکن بہرحال عرصے کا حتمی تعین نہیں کیا جا سکتا''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون ہے وہ آدمی۔ کیا تم اسے مجھ سے ملوا سکتے ہو''...... سوبرز نے کہا۔

''جناب۔ وہ آدمی سامنے نہیں آتا اس لئے مجبوری ہے۔ آپ یہاں رہیں، گھومیں پھریں، تفریح کریں۔ جیسے ہی کام ہو گا میں آپ کو اطلاع کر دوں گا''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ انتہائی پسماندہ سا ملک ہے۔ یہاں کھلے عام شراب تک نہیں پی جا سکتی اس لئے میں واپس جا رہا ہوں۔ تم مجھے میرے کلب کے فون پر کال کر دینا۔ میں چارٹرڈ طیارے سے آ جاؤں گا لیکن یہاں غیر معینہ عرصے تک میں نہیں رہ سکتا''۔ سوبرز نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی''...... رچرڈ نے کہا تو سوبرز نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا تو جوانا نے آپریٹس کو آف کیا اور اسے جیب میں ڈال کر اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے بیک کیا اور ایک بار پھر ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سوبرز کسی سائنس دان کو اغوا کرانا چاہتا ہے اس لئے اس نے فوری طور پر سوبرز کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے جانے اور اس سے پوری معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ ہوٹل پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں لے جانے کی بجائے سائیڈ گلی میں روکی اور پھر سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس نے نیچے موجود باکس میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر سیٹ بند کر کے وہ کار سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر وہ سوبرز کے کمرے کے دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے راہداری میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیب سے گیس پسٹل نکال کر اس نے پسٹل کا دہانہ کی ہول پر رکھا اور دوبارہ ٹریگر دبا دیا۔ کٹاک کٹاک کی آوازیں سنائی دیں تو جوانا پیچھے ہٹ گیا اور گیس پسٹل جیب میں ڈال کر وہ فائر ڈور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ڈور کا لاک ہٹایا اور ایک بار پھر سیڑھیاں چڑھ کر وہ راہداری میں آ گیا۔ اس نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور اس کی مدد سے اس نے چند لمحوں میں سوبرز کے

کمرے کا لاک کھول لیا۔ دروازے کو دھکیل کر وہ اندر داخل ہوا۔ البتہ اس نے سانس روک لیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کمرہ بند ہونے کی وجہ سے گیس کے اثرات باوجود اس کے وقت گزرنے کے ابھی تک موجود ہوں گے۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور سائیڈ سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ایگزاسٹ فین چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ دروازے کے قریب ہی رک گیا۔ اس نے سانس ابھی تک روکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ آہستہ سانس لیا اور جب گیس کی بو اسے محسوس نہ ہوئی تو اس نے زور سے سانس لیا اور آگے بڑھ گیا۔ سوبرز کرسی سمیت نیچے فرش پر گرا ہوا تھا۔ اس نے ایگزاسٹ فین کا بٹن آف کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے زیرو بٹن کو ٹریس کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ دروازے کے کی ہول کے سامنے ایک الماری پر اسے چپکا ہوا نظر آ گیا۔ اس نے اسے اتارا اور جیب میں سے اس کی گن نکال کر اس نے اس کا عقبی حصہ کھولا اور زیرو بٹن کو جو بالکل چھوٹا سا تھا، اس کے لئے بنے ہوئے مخصوص خانے میں ڈال کر گن بند کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش پڑے سوبرز کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ راہداری خالی تھی۔ وہ تیزی سے باہر آیا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور تیزی سے دوڑتا ہوا فائر

ڈور والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سیڑھیاں اتر کر فائر ڈور کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور ایک بار پھر باہر جھانکا۔ اس کی کار تو موجود تھی لیکن کوئی آدمی یہاں موجود نہ تھا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولا اور بے ہوش سوبرز کو عقبی سیٹ کے سامنے نیچے ڈال کر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر اس نے کار کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اب وہ اس سوبرز سے رانا ہاؤس میں سب کچھ اگلوا لے گا اور پھر یہ معلومات وہ ماسٹر عمران کو منتقل کر دے گا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور سامنے چائے کی پیالی رکھی ہوئی تھی جسے وہ رک رک کر گھونٹ گھونٹ پی رہا تھا۔

''سلیمان'' ...... اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''جی صاحب'' ...... چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز دروازے سے سنائی دی۔

''کیا تمہیں اب چائے بنانے کا کورس کرانا پڑے گا۔ یہ نیم کا عرق یا جوشاندہ تو ہو سکتا ہے بہرحال یہ چائے نہیں ہے۔ اسے اٹھا کر لے جاؤ اور چائے لے کر آؤ'' ...... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر بڑے سخت سے لہجے میں کہا۔

''جی صاحب۔ سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور عمران کے

چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے کہا کچھ نہیں اور کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ سلیمان نے چائے کی پیالی اٹھائی اور تیزی سے واپس مڑ گیا تو عمران ہلکے سے مسکرا دیا لیکن جب کافی دیر گزر گئی اور سلیمان واپس نہ آیا تو عمران نے ایک بار پھر اسے اونچی آواز میں آواز دی۔

''جی صاحب''...... چند لمحوں بعد سلیمان کی مؤدبانہ آواز دروازے پر سنائی دی۔

''چائے کیوں نہیں لے آئے ابھی تک''......عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں چائے لینے ہی جا رہا تھا صاحب کہ آپ نے بلوا لیا''......سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کہاں سے لینے جا رہے تھے''...... عمران نے کتاب ہٹا کر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''شوگران جانے کا پروگرام ہے''......سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''شوگران۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے''......عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''سنا ہے کہ چائے پینے کا ذوق صرف شوگرانیوں کو ہے اس لئے وہ چائے بنانے کے فن میں بھی ماہر ہوں گے''...... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

''ارے۔ ارے سنو۔ ایک منٹ۔ ایک منٹ''......عمران نے بے تاب سے لہجے میں کہا۔

''سوری جناب۔ میرا وقت بے حد قیمتی ہے۔ میں آپ کی طرح فارغ اور بے کار آدمی نہیں ہوں''......سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران نے بے اختیار ٹپٹا کر کتاب رکھ دی۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''یہ اس وقت کون آ گیا''......عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے سلیمان کے قدموں کی آواز راہداری میں ابھری۔

''میں دروازہ کھول کر شوگران جا رہا ہوں۔ آپ جانیں اور آپ کے مہمان''...... سلیمان نے دروازے کے سامنے ایک لمحے کے لئے رکتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

''تمہیں اب شوگران پہنچانا ہی پڑے گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''باس ہیں''...... دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''ہاں''......سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب۔ کیا تم کہیں جا رہے ہو''...... ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''ہاں۔ فی الحال میں بڑی بیگم صاحبہ کے پاس کوٹھی جا رہا ہوں۔ پھر وہاں سے شوگران جاؤں گا''...... سلیمان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''شوگران۔ کیوں''...... ٹائیگر کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''چائے بنانے کا فن سیکھنے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''کمال ہے۔ تم جیسی چائے بناتے ہو اس کا تصور بھی شوگرانی نہیں کر سکتے۔ تمہارے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پی کر تو محسوس ہوتا ہے کہ چائے کسے کہتے ہیں''...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''لیکن صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں چائے کی بجائے نیم کا عرق اور جوشاندہ بناتا ہوں''...... سلیمان کی رو دینے والی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ باس اس لئے ایسا کہتے ہیں کہ تمہارے فن کو نظر نہ لگ جائے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر سٹنگ روم میں داخل ہوا اور اس نے سلام کیا۔

''بیٹھو۔ تم نے سلیمان سے یہ کیوں کہا ہے کہ وہ چائے اچھی بناتا ہے''...... عمران نے جان بوجھ کر غصیلی آواز میں کہا۔

''تاکہ کم از کم مجھے تو چائے مل جائے''...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا تاکہ سلیمان نہ سن لے اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس

پڑا۔

''آج تم اس وقت بغیر اطلاع کے کیسے ٹپک پڑے۔ کیا تمام چائے کے ہوٹل بند ہو چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میرے پاس ایک انتہائی اہم اطلاع ہے اور میں یہ فون پر نہیں بتانا چاہتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران سنجیدہ ہو گیا۔

''کیا اطلاع ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا تو ٹائیگر نے رچرڈ سے ملنے اور اس سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی جس میں میگانم دھات کا ذکر تھا۔

''میگانم۔ یہ کون سی دھات ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے لئے بھی یہ نیا نام ہے۔ بہرحال رچرڈ نے یہی نام لیا ہے اور اس کے بقول یہ دھات بین الابراعظمی میزائل ایندھن کے طور پر استعمال کی جاتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ میرے شاگرد ٹائیگر نے مجھے ایک اہم اطلاع دی ہے کہ کافرستانی پاکیشیا کے کسی سائنس دان ڈاکٹر مجید کو اغوا کرانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ان کے بارے میں

جانتے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر مجید میزائل سازی میں خاصے معروف سائنس دان ہیں لیکن کافرستان انہیں کیوں اغوا کرانا چاہتا ہے۔ ان کے تو اپنے پاس میزائل سازی میں بڑے بڑے نامور سائنس دان موجود ہیں۔ ڈاکٹر مجید تو ان کے مقابلے میں جونیئر ہیں''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ میگانم دھات کے بارے میں جانتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''میگانم۔ یہ کون سی دھات ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔ تم نے کیا امتحان لینا شروع کر دیا ہے''...... سرداور نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس میگانم دھات کے سلسلے میں ہی ڈاکٹر مجید کو کافرستان والے اغوا کرانے کے درپے ہیں۔ میرے لئے بھی یہ نیا نام تھا اس لئے میں نے آپ سے پوچھا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ میگانم دھات بین الابراعظمی میزائلوں کے ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''کیا بات ہے جناب''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر مجید ایکریمیا میں بین الابراعظمی میزائل ساز لیبارٹری میں طویل عرصہ تک کام کرتے رہے ہیں۔ پھر وہ پاکیشیا مستقل طور

پر شفٹ ہو گئے۔ چونکہ پاکیشیا ایسے میزائل نہیں بناتا اس لئے وہ یہاں عام میزائل سازی سے منسلک ہو گئے ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''ڈاکٹر مجید صاحب کا فون نمبر کیا ہے۔ میں ان سے خود بات کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ تم کہاں سے فون کر رہے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''اپنے فلیٹ پر موجود ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں ابھی کال کرتا ہوں تمہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی موجود تھی اس لئے سلیمان نے خاموشی سے چائے کے برتن اور سنیکس کی پلیٹیں میز پر رکھیں اور خالی ٹرالی کو ایک طرف کھڑی کر کے وہ واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''داور بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر مجید سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے میگانم کے بارے میں بتایا ہے کہ یہ جدید ترین دھات دنیا بھر میں انتہائی نایاب ہے۔ خصوصی ساخت کے شہاب ثاقبوں میں سے اس دھات کے صرف چند اونس دستیاب ہوئے ہیں۔ اس دھات

میں اس قدر توانائی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے سپر پاورز کو اس کی تلاش ہے کہ اگر یہ قدرے بڑی مقدار میں مل جائے تو اس سے بین البراعظمی میزائلوں کا ایندھن بنایا جا سکتا ہے۔ یہ ایندھن میزائلوں کو اس سپیڈ سے چلا سکتا ہے کہ پلک جھپکانے میں یہ میزائل ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح یہ میزائل ہر قسم کے میزائل شکن نظام سے بھی بچ سکتے ہیں۔ ویسے انہوں نے بتایا ہے کہ یہ دھات چونکہ غیر ارضی ہے اس لئے باوجود کوشش کے معدنیات ٹریس کرنے والے سیٹلائٹ سے بھی اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دھات کے بارے میں سوائے خاص لوگوں کے عام طور پر کسی کو معلومات نہیں ہیں۔ ڈاکٹر مجید چونکہ اس دھات والے شعبے میں کام کرتے رہے ہیں اس لئے انہیں اس بارے میں بھی علم تھا اور وہ اس پر کام بھی کر چکے ہیں''۔۔۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر مجید صاحب کو کافرستان اغوا کرانا چاہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس کے پاس میگانم دھات موجود ہے اور وہ اس دھات سے بین البراعظمی میزائل تیار کر کے سپر پاورز کی صف میں شامل ہو جائے گا''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ظاہر ہے لیکن اگر یہ دھات کافرستان سے دستیاب ہوئی ہے تو یہ اصولاً ان کی ملکیت ہے''۔۔۔ سرداور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ڈاکٹر مجید کی حفاظت کا خصوصی بندوبست کر دیں۔ پھر جو ہو گا بہر حال چیک ہو جائے گا''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''تو تم اب ڈاکٹر مجید سے بات نہیں کرو گے''۔۔۔ سرداور نے پوچھا۔

''نہیں۔ جو کچھ میں نے ان سے معلوم کرنا تھا وہ آپ نے معلوم کر لیا ہے۔ اب صرف ان کی حفاظت باقی رہ گئی ہے۔ ظاہر ہے وہ آپ زیادہ اچھے انداز میں کرا سکتے ہیں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''او کے''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''باس۔ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ دھات کافرستان والوں نے کہاں سے حاصل کی ہے''۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

''چیف کو رپورٹ دے دوں گا۔ وہ خود ہی ساری معلومات کر لے گا''۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جوانا بول رہا ہوں ماسٹر''۔۔۔ دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ جوانا عام طور پر اسے فون نہیں کرتا تھا۔

''چلو شکر ہے تمہیں بھی بولنا آ گیا ہے''۔۔۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''ماسٹر۔ بولنا تو مجھے آپ نے سکھایا ہے ورنہ میں تو زبان کی بجائے ہاتھ چلانے کا عادی تھا''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ اب مجھے ہی بھگتنا پڑے گا۔ بولو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر۔ یہاں ایک کلب ہے سن ٹاپ۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر رچرڈ نام کا آدمی ہے۔ وہ یہاں کے ایک سائنس دان ڈاکٹر مجید کو اغوا کرا کر ایکریمیا بھجوانا چاہتا ہے اور یہ کام اسے ایکریمیا کے ایک سینڈیکیٹ نے دیا ہے اور اس سینڈیکیٹ کا آدمی جس کا نام سوبرز ہے یہاں آیا ہوا ہے تاکہ ڈاکٹر مجید کو ساتھ لے جائے اور ماسٹر اس رچرڈ نے یہ کام ٹائیگر کے ذمے لگایا ہے اور اسے بھاری معاوضہ بھی ادا کیا ہے''...... جوانا نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ ہونے کی وجہ سے وہ بھی جوانا کی تمام باتیں سن رہا تھا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوانا نے ہوٹل ایکریمین میں سوبرز سے ملاقات سے لے کر اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنے اور پھر اس سے پوچھ گچھ کے بعد جوزف کے ساتھ سن ٹاپ کلب سے رچرڈ کے اغوا اور پھر رانا ہاؤس میں اس سے پوچھ گچھ کرنے کی

پوری تفصیل بتا دی۔

''ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ سنیک کلرز بھرپور انداز میں حرکت میں آ گئی ہے لیکن ان دونوں کا کیا ہوا۔ میرا مطلب ہے سوبرز اور رچرڈ کا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دونوں ابھی زندہ ہیں۔ میں نے تو انہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن جوزف اڑ گیا۔ اس کا خیال ہے کہ شاید آپ ان سے مزید پوچھ گچھ کریں''...... جوانا نے جواب دیا۔

''جوزف کے سر پر واقعی وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ رہتا ہے اس لئے وہ سمجھ داری سے کام لیتا ہے۔ ٹائیگر میرے پاس موجود ہے۔ وہ پہلے ہی مجھے ڈاکٹر مجید کے بارے میں بتا چکا ہے۔ میں ٹائیگر کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ اس سوبرز سے اس سینڈیکیٹ کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کر سکے کیونکہ رچرڈ کو تو صرف احکامات ملے ہیں جبکہ سوبرز اصل آدمی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''تم رانا ہاؤس جا کر اس سوبرز سے تمام معلومات حاصل کرو اور پھر ان دونوں کا خاتمہ کر دینا''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جب عمران کے کانوں میں بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز پڑی تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ سوپر فیاض بول رہا ہوں"..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"از فلیٹ سوپر فیاض کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب"۔ دوسری طرف سے ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض کا سرکاری فلیٹ ہے جس پر میں نے بائی فورس قبضہ کر رکھا ہے لیکن بظاہر یہ قبضہ دوستانہ ہے"..... عمران نے جواب دیا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ میرے لئے کوئی حکم ہے"..... ناٹران نے پوچھا۔

"حکم تو تمہیں چیف دے سکتا ہے۔ میں تو اتنے بڑے ایجنٹ صاحب کے سامنے دست بستہ عرض ہی کر سکتا ہوں"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ بے شک جوتے مار لیا کریں لیکن ایسی باتیں نہ کیا کریں۔ میں تو آپ کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا"..... اس بار ناٹران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں صرف حکم کی بجائے نادر شاہی حکم صادر کر دیتا۔ بہرحال ایک چھوٹا سا کام ہے۔ اگر تم

کر دو تو مجھے چیف کی طرف سے ایک چھوٹا سا چیک ملنے کا سکوپ بن جائے گا"..... عمران نے کہا۔

"آپ حکم تو کریں"..... ناٹران نے کہا۔

"ایک انتہائی نایاب دھات ہے جسے میگانم کہا جاتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرداور سے ملنے والی اس بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

"یہ دھات کافرستان کے پاس خاصی مقدار میں ہے اور وہ بین الابراعظمی میزائل بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس دھات کی معمولی سی مقدار بھی انتہائی قیمتی ہے جبکہ جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ان کے پاس خاصی بڑی مقدار میں موجود ہے۔تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ دھات کہاں سے دستیاب ہوئی ہے"..... عمران نے کہا۔

"کہاں سے کیا مطلب ہوا عمران صاحب"..... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اگر تو یہ دھات کافرستان سے دستیاب ہوئی ہے تو ان کی ملکیت ہے اور وہ جو چاہیں اس سے کرتے رہیں لیکن اگر یہ دھات انہوں نے کہیں سے چوری کی ہے تو پھر یہ دھات ہم بھی حاصل کر سکتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ چاہے یہ کافرستان سے ہی کیوں نہ دستیاب ہوئی ہو اسے بہرحال پاکیشیا پہنچنا چاہئے"..... ناٹران نے

کہا۔

''نہیں۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔ ایسی صورت میں کوئی اور حل سوچا جائے گا لیکن بے اصولی اچھی نہیں ہوتی''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کام شروع کر دیتا ہوں''..... نائران نے کہا۔

''کام اس رفتار سے کرنا کہ میزائل بنانے سے پہلے کام مکمل ہو جائے''..... عمران نے کہا تو نائران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو جلد اطلاع مل جائے گی''۔ نائران نے کہا۔

''میں اگر موجود نہ ہوں تو چیف کو رپورٹ دے دینا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا یہ چیف کا کام ہے''..... نائران نے چونک کر پوچھا۔

''چیف کا ہوتا تو وہ خود تمہیں کال کرتا۔ میں کیوں اتنی لمبی کال کا خرچ برداشت کرتا لیکن چیف کا تعلق شاید قوم جنات سے ہے کہ جتنا چاہے اس سے کوئی بات خفیہ رکھو اسے کہیں نہ کہیں سے اطلاع مل جاتی ہے اس لئے میں تمہارے بعد چیف کو باقاعدہ رپورٹ دوں گا کہ میں نے تمہیں کال کر کے یہ کام بتایا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکا میں یہ کام

کر لوں گا''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھنے کی بجائے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو کا مطلب ہے کہ دو بار سابقہ کیونکہ ایکس سابقہ کو کہتے ہیں جیسے ایکس چپڑاسی اور ایکسٹو کا مطلب ہوا کہ تم ڈبل ایکس ہو''..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ وہ اصل بات بتا دیں جس کے لئے آپ نے فون کیا ہے کیونکہ آپ سے باتوں میں تو جیتا ہی نہیں جا سکتا''..... بلیک زیرو نے اس بار اصل لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے ٹائیگر کی فلیٹ پر آمد سے لے کر نائران کو فون کرنے تک پوری تفصیل بتا دی۔

''نائران کا خیال درست ہے عمران صاحب۔ ہمیں یہ دھات ضرور حاصل کرنی چاہئے۔ یہ کافرستان والے بھی تو ایسے کام کرتے رہتے ہیں''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ بات سر سلطان کو نہ کہہ دینا۔ ان کی اصول پسندی پر ایسی ضرب لگے گی کہ وہ پورے سیٹ اپ سے ہی دستبردار ہو جائیں گے''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

راپوشی کے سردار جہاں خان اپنے ڈیرے کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ساتھ ہی ایک جدید انداز کی وہیل چیئر بھی موجود تھی جس میں باقاعدہ بیٹری سے چلنے والی موٹر لگی ہوئی تھی۔ یہ وہیل چیئر انہوں نے خصوصی طور پر اپنی مرضی کے مطابق ایکریمیا سے تیار کرائی تھی اور اسی وہیل چیئر کی بدولت وہ اس طرح کام کرتے اور ادھر ادھر آتے جاتے تھے جیسے ان کی ٹانگیں سرے سے مفلوج ہی نہ ہوں۔ اس وقت وہ اپنے خاص کمرے میں ایک آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر موجود تھے۔ میز پر ایک سیٹلائٹ فون موجود تھا۔ سامنے میز پر ایک کاغذ تھا اور سردار جہاں خان بڑے غور سے اس کاغذ کو پڑھنے میں مصروف تھے لیکن ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ اس خط کو کئی بار پڑھ چکے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اسے اس طرح بار بار پڑھ

رہے تھے جیسے اسے زبانی یاد کر لینا چاہتے ہوں۔ پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جہاں زیب خان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''سردار جہاں خان بول رہا ہوں۔ جہاں زیب خان میرے پاس آ جاؤ۔ ابھی اسی وقت''...... سردار جہاں خان نے قدرے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''خیریت سردار۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو بلا رہا ہوں''...... سردار جہاں خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے عام سا لیکن خاصے قیمتی کپڑے کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کا چہرہ بڑا اور بھاری سا تھا۔ جہاں زیب خان راپوشی کا ہی رہنے والا تھا لیکن وہ کم عمری میں ہی ایک غیر ملکی سیاح کے ساتھ ایکریمیا چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے اس کی واپسی اٹھارہ بیس سالوں کے بعد ہوئی تھی۔ وہاں اس نے نہ صرف تعلیم مکمل کی تھی بلکہ محنت مزدوری اور بعد ازاں کاروبار کر کے خاصی دولت کما لی تو پھر وہ ایکریمیا سے واپس مستقل طور پر راپوشی آ گیا تھا۔

یہاں اس نے سیاحوں کے لئے ایک چھوٹا لیکن جدید انداز کا ہوٹل بنایا ہوا تھا اور اس ہوٹل کی وجہ سے وہ پہلے سے زیادہ خوشحال ہو گیا تھا۔ جہاں زیب خان کی شادی سردار جہاں خان کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی تھی اس لئے وہ ایک لحاظ سے سرداروں کا ہم پلہ بن گیا تھا۔ جہاں زیب خان، سردار جہاں خان سے عمر میں چھوٹا تھا لیکن سردار جہاں خان کے راپوشی میں سب سے زیادہ تعلقات اسی سے تھے۔ سردار جہاں خان کے لئے وہیل چیئر بھی اس نے ایکریمیا سے بنوائی تھی اس لئے سردار جہاں خان بھی اس کی چھوٹے بھائیوں کی طرح قدر کرتا تھا۔

''کیا ہوا سردار۔ کیا خاص بات ہو گئی ہے''..... جہاں زیب خان نے سلام کے بعد قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ سردار جہاں خان نے اسے جس انداز میں بلوایا تھا اور اب بھی سردار جہاں خان کے چہرے پر جس طرح الجھن کے تاثرات نمایاں تھے اس نے جہاں زیب خان کو چونکا دیا تھا۔

''بیٹھو''..... سردار جہاں خان نے کہا اور پھر سامنے پڑا ہوا کاغذ اٹھا کر اس نے جہاں خان کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ کیا ہے''..... جہاں زیب خان نے کاغذ لیتے ہوئے پوچھا۔

''پہلے اسے پڑھ لو پھر بات ہو گی''..... سردار جہاں خان نے کہا تو جہاں زیب خان نے کاغذ پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ کاغذ پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے

چلے جا رہے تھے۔

''یہ تو کسی دھات میگانم کے بارے میں ہے۔ کسی ماہر معدنیات کی تحریر لگتی ہے''..... جہاں زیب خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور یہ کاغذ سردار زمان خان کے ایک خصوصی باکس کے خفیہ خانے سے ملا ہے''..... سردار جہاں خان نے کہا۔

''سردار زمان خان کے باکس کے خفیہ خانے سے۔ لیکن سردار زمان خان کا معدنیات سے کیا تعلق''..... جہاں زیب خان نے کہا۔

''تم نے اس کاغذ میں پڑھا نہیں کہ یہ دھات جس کا نام میگانم لکھا گیا ہے انتہائی قیمتی دھات ہے اور اس کی بھاری مقدار یہاں راپوشی میں موجود ہے''..... سردار جہاں خان نے کہا

''لیکن کہاں ہے۔ یہ تو اس کاغذ میں نہیں لکھا ہوا''..... جہاں زیب خان نے کہا۔

''اس لئے تو تمہیں بلایا ہے۔ سردار زمان خان کا خاص آدمی افضل خان ہے اور جب سردار زمان خان ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوا تو افضل خان بھی راپوشی چھوڑ کر دارالحکومت چلا گیا۔ تمہیں اس کے بارے میں یقیناً معلوم ہو گا کیونکہ تمہارا ہوٹل بزنس کی وجہ سے اس سے رابطہ ہے''..... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ہاں۔ وہ ہوٹل کے لئے سپلائی بھجواتا ہے لیکن آپ اس سے

کیا چاہتے ہیں''...... جہاں زیب خان نے کہا۔

''اسے یہاں بلاؤ۔ ہم اسے باقاعدہ حصہ دیں گے۔ وہ سردار زمان خان کا دست راست تھا اس لئے اسے اس بارے میں پوری تفصیل معلوم ہو گی''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''اور مجھے کیا ملے گا''...... جہاں زیب خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چوتھا حصہ افضل خان کا اور باقی میں سے آدھا تمہارا اور آدھا میرا''...... سردار جہاں خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ سردار۔ آپ واقعی دریا دل ہیں۔ افضل خان یہاں ہوٹل میں ہی موجود ہے۔ وہ صبح آیا تھا۔ وہ اپنی بیٹی سے ملنے آیا ہوا ہے۔ میں اسے ساتھ لے آتا ہوں''...... جہاں زیب خان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہاں لے آنے سے پہلے اس سے اس بارے میں کوئی بات نہ کرنا''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس معاملے کو ٹاپ سیکرٹ رکھنا ہو گا ورنہ حکومت پاکیشیا سب کچھ لے جائے گی''...... جہاں زیب خان نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو سردار جہاں خان نے خط اٹھا کر اسے تہہ کر کے اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور جہاں زیب خان کے ساتھ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے عام مقامی لباس پہن رکھا

تھا۔ یہ افضل خان تھا۔ افضل خان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سردار جہاں خان کو سلام کیا اور پھر وہ جہاں زیب خان کے ساتھ میز کی سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم نے افضل خان سے کوئی بات کی ہے''...... سردار جہاں خان نے جہاں زیب خان سے پوچھا۔

''نہیں سردار۔ ویسے بھی باہر بات کرنا مناسب نہ تھا''۔ جہاں زیب خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون سی بات سردار''...... افضل خان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کاغذ دیکھو افضل خان''...... سردار جہاں خان نے جیب سے کاغذ نکال کر افضل خان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو افضل خان نے کاغذ لیا اور پڑھنا شروع کر دیا۔

''یہ آپ کو کہاں سے ملا ہے''...... افضل خان نے کاغذ پڑھنے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ یہ دھات کہاں ہے۔ تم سردار زمان خان کے بہت قریب رہے ہو اس لئے تمہیں معلوم ہو گا اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے اس سلسلے میں ایک بات طے کی ہے کہ اس دھات کو حاصل کر کے سپر پاورز کو فروخت کیا جائے گا۔ ظاہر ہے یہ دھات اربوں روپوں میں فروخت ہو گی۔ اس کا چوتھا حصہ تمہارا اور باقی ماندہ رقم میرے اور جہاں زیب خان کے درمیان نصف نصف

تقسیم ہو گی۔ اس طرح تم کروڑوں روپے کے مالک بن جاؤ گے''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''میں یہ تو نہیں جانتا کہ یہ دھات کہاں ہے۔ البتہ یہ مجھے معلوم ہے کہ سردار زمان خان کو اس دھات کے بارے میں کسی ماہر معدنیات نے بتایا تھا''...... افضل خان نے کہا۔

''چلو یہ بتا دو۔ پھر بھی تمہارا حصہ قائم رہے گا''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ایکریمیا کا ایک ماہر معدنیات جس کا نام مارٹن رچرڈ تھا سیاحت کے لئے یہاں آیا تھا۔ سردار زمان خان نے اسے اپنا مہمان بنا لیا تھا اور پھر ان دونوں کے درمیان بڑی گہری دوستی ہو گئی تھی۔ یہ ماہر معدنیات دو ماہ تک یہاں رہا تھا اور اس نے راپوشی کے پورے علاقے کی سیر کی تھی اور تصاویر بھی بنائیں تھیں''...... افضل خان نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ یقیناً یہ خط اسی مارٹن رچرڈ کا لکھا ہوا ہو گا۔ لیکن اس نے یہ کیوں لکھا ہو گا جبکہ وہ ساری باتیں زبانی بھی بتا سکتا تھا''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''اس خط میں سردار جہاں خان کا نام تو نہیں لکھا ہوا اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ خط اس سیاح نے کسی اور آدمی کے نام لکھا ہو لیکن سردار زمان خان کے ہاتھ لگ گیا ہو۔ ویسے یہ لکھا ہوا واقعی کسی ایکریمین کا ہے کیونکہ اس میں الفاظ کی ساخت ایکریمین ہے''۔

جہاں زیب خان نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہرحال افضل خان بتائے گا کہ یہ ماہر معدنیات کہاں ہے''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''وہ اچانک واپس چلا گیا تھا۔ بغیر کسی پروگرام کے حالانکہ مجھے اس نے بتایا تھا کہ ابھی اس کا یہاں ایک ماہ اور رہنے کا پروگرام ہے لیکن پھر سردار زمان خان نے مجھے بتایا کہ وہ اچانک واپس چلا گیا ہے اور ہاں۔ یہ بھی مجھے یاد آ گیا ہے کہ اس ماہر معدنیات کے واپس جانے کے دس بارہ روز بعد دو ایکریمین اسے تلاش کرتے ہوئے یہاں آئے تھے اور پھر وہ سردار زمان خان سے مل کر واپس چلے گئے''...... افضل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ایکریمیا میں اس کا پتہ جانتے ہو''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس کا ولنگٹن میں اپنا پرائیویٹ آفس ہے اور وہ حکومت ایکریمیا کو معدنیات کے سلسلے میں ماہرانہ مشورے بھی دیتا رہتا ہے۔ اس کا آفس اس کے ذاتی کمرشل پلازہ رچرڈ پلازہ میں ہے اور اس کی کمپنی کی نام رچرڈ انٹرنیشنل ہے اور وہ پوری دنیا کی لیبارٹریوں اور فیکٹریوں کو ہر قسم کی معدنیات سپلائی کرنے کے لئے ٹھیکے لیتا رہتا ہے۔ ارے ہاں۔ ایک منٹ۔ اس نے مجھے اپنا فون نمبر بھی بتایا تھا۔ ایک منٹ۔ مجھے یاد کرنے دو''...... افضل خان نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر

لیں۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک جھٹکے سے ں کھولیں تو اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''مجھے یاد آ گیا ہے اس کا فون نمبر کیونکہ اس میں نمبروں کی سیٹنگ ایسی ہے جو مجھے یاد رہ گئی تھی'' ...... افضل خان نے کہا اور نمبر بتا دیا۔

''میں معلوم کرتا ہوں'' ...... سردار جہاں خان نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے پہلے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ یہ دارالحکومت کی انکوائری تھی۔

''انکوائری پلیز'' ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں راپوشی سے بول رہا ہوں اور یہاں سے اکریمیا کے دارالحکومت ونگٹن فون کرنا چاہتا ہوں۔ رابطہ نمبر دے دیں''۔ سردار جہاں خان نے کہا۔

''ہولڈ کریں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں'' ...... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس'' ...... سردار جہاں خان نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ سردار جہاں خان نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جہاں زیب خان اور

افضل خان دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ سردار جہاں خان نے نمبر پریس کرنے کے بعد آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''رچرڈ انٹرنیشنل'' ...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا کے علاقے راپوشی سے بول رہا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے یہاں مارٹن رچرڈ آئے تھے۔ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نام سردار جہاں خان ہے اور میں راپوشی کا سردار ہوں'' ...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''اوہ جناب۔ کیا آپ نئے سردار بنے ہیں'' ...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں۔ کیوں'' ...... اس بار حیران ہونے کی باری سردار جہاں خان کی تھی۔

''جناب۔ مارٹن رچرڈ راپوشی سے واپس آتے ہوئے پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ ان کا چہرہ اس حد تک بگڑ گیا تھا کہ کوئی انہیں شناخت نہ کر سکا اور ان کی لاش کو وہاں پولیس نے دفن کر دیا۔ پھر یہاں سے ان کے بھائی ان کے بارے میں معلوم کرنے گئے تو راپوشی کے سردار نے انہیں بتایا کہ وہ یہاں سے دارالحکومت گئے تھے اور وہاں سے واپس اکریمیا چلے گئے ہوں گے لیکن چونکہ وہ اکریمیا نہیں پہنچے تھے اس لئے پاکیشیائی دارالحکومت میں اکریمین سفارت خانے سے رابطہ کیا گیا اور پھر انکوائری کے بعد ان کی موت کے بارے میں معلوم

ہوا۔ ان کے سامان سے ان کی پرسنل ڈائری مل گئی تھی جس سے یہ بات کنفرم ہوگئی کہ وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ پھر وہ سردار صاحب بھی ایکریمیا افسوس کرنے آئے تھے اور چونکہ میں مارٹن رچرڈ صاحب کی پرسنل سیکرٹری ہوں اس لئے میری بھی سردار صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ افسوس کر کے واپس چلے گئے تھے۔ چونکہ ان کی آواز آپ سے مختلف تھی اور آپ کو اس بارے میں کچھ معلوم نہ تھا اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ نئے سردار بنے ہیں''...... دوسری طرف سے پوری تفصیل بتا دی گئی۔

''اوہ اچھا۔ اس تفصیل بتانے کا شکریہ''...... سردار جہاں خان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب کیا کیا جائے''...... سردار جہاں خان نے رسیور رکھ کر ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا خیال ہے اس بارے میں گل زیب کو معلوم ہو گا۔ کافرستانی گل زیب کو''...... اچانک افضل خان نے کہا تو سردار جہاں خان اور جہاں زیب خان دونوں چونک پڑے۔

''کافرستانی گل زیب۔ کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو''...... دونوں نے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک کافرستانی نژاد آدمی جو مسلمان تھا اچانک راپوشی میں سردار زمان خان کے مہمان کے طور پر نظر آنے لگا تھا۔ وہ سردار

زمان خان کے بے حد قریب تھا۔ میں چونکہ سردار زمان خان کا ساتھی تھا اس لئے میری بھی اس سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ پھر وہ واپس چلا گیا اور اس کے بعد نظر نہیں آیا''...... افضل خان نے کہا۔

''تو اب وہ کہاں ہے''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ البتہ ایک بار اس نے مجھے بتایا تھا کہ سلامت خان اس کے پاس کافرستان میں بطور مہمان کئی روز رہ چکا ہے''...... افضل خان نے کہا۔

''سلامت خان۔ اس سے تو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ وہ ویسے بھی اون کے بزنس کے لئے کافرستان آتا جاتا رہتا ہے۔ جہاں زیب خان تم جا کر اسے تلاش کر کے لے آؤ''...... سردار جہاں خان نے کہا تو جہاں زیب خان اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی بھی تھا۔ یہ سلامت خان تھا۔ اون کا مقامی تاجر۔ اس نے سردار جہاں خان کو سلام کیا تو سردار جہاں خان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''سلامت خان۔ سردار زمان خان کا ایک کافرستانی دوست تھا گل زیب۔ سنا ہے کہ تم کافرستان میں اس کے مہمان رہ چکے ہو''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ہاں سردار۔ میں دو روز اس کا مہمان رہا ہوں۔ وہ اچانک

مجھے بارڈر پر ہی مل گیا تھا اور پھر اصرار کر کے مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا''...... سلامت خان نے جواب دیا۔

''اس کا پتہ کیا ہے اور اس کا فون نمبر بھی بتا دو۔ مجھے اس سے ضروری کام ہے''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''وہ تو فوت ہو چکا ہے سردار''...... سلامت خان نے کہا تو سردار جہاں خان کے ساتھ ساتھ جہاں زیب خان اور افضل خان بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''فوت ہو چکا ہے۔ کیا مطلب''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''میں دو ماہ پہلے کافرستان گیا تو اس سے ملنے گیا۔ وہاں پتہ چلا کہ گل زیب کا کسی ہوٹل میں غنڈوں سے جھگڑا ہو گیا تھا اور اسے گولی مار دی گئی تھی''...... سلامت خان نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو عجیب بات ہے۔ جس کے بارے میں معلوم کرو وہی فوت ہو چکا ہے''...... سردار جہاں خان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اور کون فوت ہوا ہے سردار''...... سلامت خان نے چونک کر پوچھا۔

''یہاں ایک ماہر معدنیات آیا تھا۔ وہ بھی فوت ہو چکا ہے''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں تو اسے نہیں جانتا''...... سلامت خان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم دونوں جا سکتے ہو''...... سردار جہاں خان نے کہا تو افضل خان اور سلامت خان اٹھے اور سلام کر کے واپس چلے گئے۔

''اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آ رہی''...... سردار جہاں خان نے جہاں زیب خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سردار۔ میرے دل میں خیال آ رہا ہے کہ یہ سب کوئی پراسرار کارروائی ہے۔ ماہر معدنیات ہلاک ہو گیا۔ یہ گل زیب ہلاک ہو گیا اور خود سردار زمان خان بھی ہلاک ہو گیا''...... جہاں زیب خان نے کہا تو سردار جہاں خان چونک پڑا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میرے خیال میں یہ اس قیمتی دھات کا چکر ہے۔ ایسے معاملات میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے''۔ سردار جہاں خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا سردار''...... جہاں زیب خان نے چونک کر پوچھا۔

''مجھے خیال آیا ہے کہ میں سردار زمان خان کی ہلاکت کے بارے میں پوری انکوائری کراؤں''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ہاں۔ ضرور ہونی چاہئے۔ شاید کوئی ایسی بات سامنے آ جائے جس سے ہم دونوں کما سکیں''...... جہاں زیب خان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے اجازت۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے ضرور بتائیں''۔ جہاں زیب خان نے اٹھتے ہوئے کہا اور سردار جہاں خان نے اثبات میں سر ہلا دیا تو جہاں زیب خان سلام کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا تو سردار جہاں خان نے وہیل چیئر کو کرسی کے قریب کیا اور پھر تھوڑی سی کوشش سے وہ کرسی سے وہیل چیئر پر بیٹھ گیا۔ پھر وہیل چیئر خودبخود چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سردار جہاں خان اپنی رہائش گاہ کے علیحدہ حصے میں پہنچ گیا جہاں پہلے سردار جہاں خان کی رہائش تھی۔ یہ کاغذ بھی اسے وہیں سے ملا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ اسے یہاں کی مزید تلاشی لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ مزید کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے وہ یہ دھات حاصل کر کے اربوں کھربوں کما سکے اور پھر تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ دیوار میں نصب سیف کھول چکا تھا۔ سیف خالی تھا۔

سردار جہاں خان پہلے بھی کئی بار اس سیف کو چیک کر چکا تھا۔ سردار زمان خان کی وفات کے بعد اس کے بیوی بچے یہاں سے سب کچھ نکال کر لے گئے تھے اس لئے وہ شروع سے ہی خالی تھا لیکن سردار جہاں خان کو اچانک ایک خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس سیف میں کوئی خفیہ خانہ موجود ہو اور پھر واقعی وہ سیف کا ایک خفیہ خانہ تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اسے کھولا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس میں ایک ڈائری موجود تھی۔ اس نے ڈائری اٹھا کر اسے کھولا۔ یہ سردار زمان خان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی

ڈائری تھی۔ وہ صفحے پلٹتا رہا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی گئیں۔ یہاں سیکرٹری وزارت داخلہ چوہدری شوکت کے بارے میں لکھا ہوا تھا کہ کس طرح سردار زمان خان نے اسے بھاری رشوت دے کر اپنے آپ کو راوپشی کا سردار نامزد کرا لیا تھا۔ سردار زمان خان نے اس معاملے کی پوری تفصیل لکھی تھی۔

سردار جہاں خان نے ڈائری کو مزید پڑھنا شروع کر دیا اور پھر ایک صفحے پر پہنچتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ یہاں ماہر معدنیات مارٹن رچرڈ کے بارے میں درج تھا۔ وہ مسلسل ڈائری پڑھتا رہا اور جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔ آخر میں ڈائری خالی تھی اور اس کے ساتھ سردار جہاں خان کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ ڈائری کے مطابق تمام میگانم دھات نکال کر گل زیب کے ذریعے حکومت کافرستان کو فروخت کر دی گئی تھی اور اس کی تمام رقم ایکریمیا کے سنٹرل بینک میں جمع کر دی گئی تھی جس کی رسید سردار زمان خان کو بھجوا دی گئی تھی۔ ڈائری کے اندرونی کور میں وہ رسید بھی موجود تھی۔ یہ ایک ارب ڈالرز کی رسید تھی۔

ڈائری میں درج تھا کہ اسے پاکیشیا کے دارالحکومت میں بلوایا گیا ہے تاکہ اس اکاؤنٹ کی چیک بک اسے دی جا سکے۔ اس کے بعد ڈائری خالی تھی۔ سردار جہاں خان بے اختیار کانپ اٹھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیا ہوا ہے۔ کافرستان حکومت نے بجائے چیک بک

دینے کے کسی نہ کسی طرح سردار زمان خان کو ہی ہلاک کرا دیا کیونکہ چیک بک تو اسے یہاں بھی دی جا سکتی تھی اس کے لئے اسے دارالحکومت بلوانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ سردار جہاں خان نے سیف کا خفیہ خانہ بند کیا اور پھر سیف بند کر کے وہ واپس پلٹا۔ اب وہ اپنے خاص کمرے میں جا کر تفصیل سے ڈائری کو پڑھنا چاہتا تھا تاکہ ایک ارب ڈالرز کے بارے میں معلوم کر سکے کہ کیا وہ انہیں حاصل کر سکتا ہے یا نہیں۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ناٹران نے کوئی رپورٹ دی ہے اس میگانم دھات کے بارے میں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ میں نے خود اس سے بات نہیں کی کیونکہ آپ نے ذاتی طور پر اس کے ذمے یہ کام لگایا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں نے ابھی چند لمحے پہلے آپ کے فلیٹ پر کال کی ہے لیکن کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی تھی''۔ دوسری طرف سے ناٹران نے سلام کے بعد کہا۔

''سلیمان گاؤں گیا ہے اور میں تو ٹھہرا سدا کا سیلانی۔ تم سناؤ۔ کیا معلوم ہوا ہے اس دھات کے بارے میں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے لیکن یہاں تو اس معاملے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''کہاں سے معلومات حاصل کی ہیں''...... عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وزارت معدنیات سے۔ اس کے علاوہ وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی سے اور پھر خصوصی طور پر وزارت دفاع کے میزائل سیکشن سے لیکن کہیں سے یہ معلومات نہیں مل سکیں''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''نہ بھی ہو تم حکم سلطانی پر اسے کان سے پکڑ کر حاضر کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے اس بار اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے سرداور سے میگانم دھات کے بارے میں بات کی تھی''...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ہاں۔ کیوں''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''راپوشی کے سردار جہاں خان نے سیکرٹری وزارت داخلہ عبدالجبار خان سے بات کی ہے کہ راپوشی میں انتہائی قیمتی دھات میگانم موجود تھی جسے پہلے سردار زمان خان نے کافرستان کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت ایک ارب ڈالرز بھی انہوں نے نہیں دی۔ سردار نے درخواست کی ہے کہ سرکاری سطح پر کافرستان سے بات چیت کر کے یہ رقم اسے دلائی جائے تاکہ اس رقم کو راپوشی کی ترقی اور وہاں کے عوام کی خوشحالی پر خرچ کیا جا سکے۔ عبدالجبار خان نے مجھ سے بات کی تاکہ صدر صاحب سے اس بارے میں بات کی جا سکے۔ میں نے سوچا کے پہلے اس دھات کے بارے میں معلوم کیا جائے کہ کیا واقعی یہ اس قدر قیمتی دھات ہے۔ چنانچہ میں نے سرداور سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ دنیا کی سب سے قیمتی دھات ہے اور ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ تم نے ان سے اس بارے میں بات کی تھی اور انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ دھات

کافرستان میں موجود ہے اور کافرستان کی حکومت اس سلسلے میں یہاں سے کسی سائنس دان کو بھی اغوا کرانا چاہتی ہے۔ سرداور نے کہا کہ اگر یہ دھات پاکیشیا کی ملکیت ہے تو اسے پاکیشیا کو ملنا چاہئے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے''...... سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بات کی تھی کیونکہ چیف کو اطلاع ملی تھی کہ کافرستانی حکومت یہاں کے سائنس دان ڈاکٹر مجید کو اغوا کرانا چاہتی ہے تاکہ اس دھات سے فائدہ اٹھا سکے لیکن وہاں کافرستان میں چیف نے معلومات کرائی ہیں۔ وہاں تو کسی کو اس دھات کے بارے میں معلوم نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''سردار جہاں خان کے پاس اس کا باقاعدہ ثبوت موجود ہے۔ تم ایسا کرو کہ عبدالجبار خان سے بات کر کے اس سردار سے خود مل لو اور اگر واقعی یہ دھات پاکیشیا کی ہے اور پاکیشیا کی ترقی کے کام آ سکتی ہے تو پھر اسے واپس حاصل کرنا ضروری ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چیف کو رپورٹ دے دیتا ہوں۔ پھر چیف جیسے حکم دیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ چیف تم سے زیادہ محب وطن ہے۔ اللہ حافظ''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''تمہاری کارکردگی سامنے آ ہی گئی''...... عمران نے رسیور رکھ کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''میری کارکردگی۔ کیا مطلب''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''تم راپوشی گئے تھے۔ کیا رپورٹ تھی تمہاری اور اب یہ رپورٹ سامنے آئی ہے کہ یہ دھات راپوشی سے ملی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تو واقعی وہاں ہر جگہ معلومات کیں تھیں۔ سردار سے بھی ملا تھا لیکن کچھ معلوم نہ ہوا تھا''...... بلیک زیرو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اسی لئے تو کہتے ہیں کہ چیف ہونا اور بات ہوتی ہے اور ذہین ہونا اور بات ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری داخلہ''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے بڑے مرعوبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پی اے پر اس کی ڈگریوں کا رعب پڑ گیا ہے۔

''عبدالجبار خان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سیکرٹری داخلہ کی بھاری آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے ایک بار پھر پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم بار بار اپنی ڈگریاں کیوں دوہراتے رہتے ہو۔ کیا یہ کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

''جن کے پاس ڈگریاں نہ ہوں اور اس کے باوجود وہ اعلیٰ عہدے پر فائز ہوں ان کو بتانا پڑتا ہے کہ اس ملک میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ جن کے پاس ڈگریاں ہیں وہ بے کار پھر رہے ہیں۔ میری طرح''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے عبدالجبار خان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''بہت خوب۔ تم واقعی اچھا طنز کر لیتے ہو۔ مجھے ویسے سرسلطان نے بتا دیا تھا کہ تم مجھے کال کرو گے اس لئے میں تمہاری کال کا منتظر تھا''...... عبدالجبار خان نے کہا۔

''پہلے تو سردار کا فون نمبر بتا دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایک منٹ میں بتاتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فون نمبر بتا دیا گیا۔

''آپ سردار صاحب کو چیف آف سیکرٹ سروس کا ضروری تعارف کرا دیں اور اس کے بعد مجھ حقیر فقیر نمائندہ خصوصی چیف کا بھی تذکرہ کر دیں تاکہ میں ان سے فون پر تفصیل سے بات کر

سکوں اور وہ مجھ سے کوئی بات خفیہ نہ رکھیں''...... عمران نے کہا۔

''میں کہہ دیتا ہوں۔ تم نصف گھنٹے بعد انہیں فون کر لینا''۔ عبدالجبار خان نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کہ آپ کو خود راپوشی جا کر اس سردار سے ملنا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب وہاں میگانم دھات تو ملے گی نہیں اس لئے وہاں جا کر سیر کرنا وقت ضائع کرنا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر اور رابطہ نمبر دونوں وہ عبدالجبار خان سے پہلے ہی معلوم کر چکا تھا۔

''سردار جہاں خان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ تحکمانہ تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) نمائندہ خصوصی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''جی فرمایئے جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ارے۔ ارے۔ میں جناب نہیں ہوں اور نہ ہی اس قابل ہوں کہ آپ جیسے بڑے سردار کو کوئی فرمائش کر سکوں۔ البتہ چیف صاحب واقعی جناب بلکہ عالی جناب ہیں اور وہ فرمائشوں کی پوری

لسٹ بھی بھجوا سکتے ہیں۔ البتہ گزارش ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میگانم دھات راپوشی سے کافرستان پہنچائی گئی ہے اور اس کی قیمت ایکریمیا کے ایک بینک میں جمع کرائی گئی ہے''...... عمران کی زبان زیادہ دیر تک سنجیدہ نہ رہ سکتی تھی اس لئے وہ تیزی سے حرکت میں آ گئی۔

''سیکرٹری داخلہ عبدالجبار خان نے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد تو آپ بھی جناب بلکہ عالی جناب ہیں۔ جہاں تک آپ کے سوالوں کا تعلق ہے تو جناب مرحوم سردار زمان خان کی ذاتی ڈائری ان کے سیف کے ایک خفیہ خانے سے ملی ہے جس میں ساری تفصیل درج ہے۔ سردار زمان خان پاکیشیائی دارالحکومت میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ راپوشی میں ایسی کوئی دھات موجود ہے۔ البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک ایکریمین ماہر معدنیات مارٹن رچرڈ یہاں آئے تھے۔ وہ طویل عرصے تک سردار زمان خان کے مہمان رہے پھر اچانک یہاں سے چلے گئے اور وہ بھی روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے اور سردار زمان خان کا ایک خاص دوست گل زیب تھا جو کافرستانی تھا۔ وہ بھی کافرستان میں ایک کلب میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ البتہ مجھے یہ سب کچھ اچانک ڈائری ملنے پر معلوم ہوا ہے اور چونکہ یہ دھات راپوشی کی ملکیت تھی اس لئے اس کی قیمت وصول کرنے کا حق بھی سردار کو ہے تاکہ اس

بھاری رقم کو راپوشی کے عوام کی ترقی اور خوشحالی پر ہی خرچ کیا جا سکے اس لئے میں نے سیکرٹری داخلہ کو باضابطہ اطلاع دی ہے''۔ سردار جہاں خان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''جہاں سے یہ دھات برآمد ہوئی ہے کیا آپ کو وہ سپاٹ معلوم ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں جناب۔ یہاں کسی کو بھی سپاٹ معلوم نہیں ہے''۔ سردار نے جواب دیا۔

''آپ یہ ڈائری کسی کوریئر سروس کے ذریعے سیکرٹری داخلہ کو بھجوا دیں''...... عمران نے کہا۔

''یہاں راپوشی میں کوئی ایسی کوریئر سروس تو نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس ایک چھوٹا ٹو سیٹر جہاز ہے اور اس کے ذریعے یہ ڈائری فوری طور پر دارالحکومت بھجوائی جا سکتی ہے۔ ایک گھنٹے کے اندر یہ دارالحکومت پہنچ جائے گی''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ یہ ڈائری پیکٹ میں بند کر کے اور سیلڈ کر کے سیکرٹری داخلہ کو بھجوا دیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ رقم تو مل جائے گی نا''...... سردار جہاں خان نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''یہ کام حکومت کا ہے سردار جہاں خان۔ ہمارا نہیں اس لئے یہ بات آپ حکومت سے کر سکتے ہیں۔ ویسے ایک قانون مجھے معلوم ہے کہ ملک کے کسی بھی حصے میں اگر کوئی معدنیات دستیاب ہوتی

ہے تو وہ حکومت کی ملکیت ہوتی ہے۔ البتہ جہاں سے یہ معدنیات ملتی ہیں ان کے مالک کو مخصوص رائلٹی ملتی ہے اس لئے آپ کو بھی رائلٹی مل سکتی ہے لیکن حکومت پہلے یہ طے کرے گی کہ کیا واقعی یہ دھات موجود بھی تھی یا نہیں اور اگر تھی تو کیا یہ واقعی راپوشی سے دستیاب ہوئی تھی یا نہیں اور اگر راپوشی سے دستیاب ہوئی تھی تو پھر اسے کس طرح کافرستان سے واپس لایا جا سکتا ہے تاکہ اس دھات کو پورے ملک کے تحفظ اور سلامتی کے لئے استعمال کیا جا سکے اس لئے آپ ڈائری فوری بھجوا دیں تاکہ اس پر کام شروع ہو سکے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ آپ کو بھاری رقم بطور رائلٹی مل جائے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ جناب۔ میں ابھی ڈائری روانہ کر دیتا ہوں''۔ دوسری طرف سے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری داخلہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ عبدالجبار خان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سیکرٹری داخلہ کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میری سردار جہاں خان سے فون پر بات ہو گئی ہے۔ وہ ایک ڈائری کا پیکٹ اپنے مخصوص ٹو سیٹر جہاز کے ذریعے آپ کو بھجوا رہے ہیں۔ آپ یہ پیکٹ وصول ہوتے ہی فوری طور پر سرسلطان کو بھجوا دیں تاکہ وہ اسے چیف کو بھجوا سکیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی بہتر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''میں تو داخلہ خارجہ میں ہی گم ہو جاؤں گا اور پھر داخلہ خارجہ دونوں سے پہلے ان کے پی اے سے بھی بات کرنا ضروری ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ عمران صاحب۔ میں بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا

ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''بولو۔ تمہیں بولنے کی اجازت دی جاتی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''واہ۔ اس اجازت کی بھی کیا بات ہے۔ میں روز ہی اخبار میں پڑھتا تھا۔ کسی وزیر کا بیان، کسی گورنر کا بیان، کسی آپ جیسے اعلیٰ حاکم کا بیان کہ مجرموں کو کھل کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ سادہ لوح عوام کو لوٹنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور انہیں پڑھ کر میں سوچتا رہتا تھا کہ یہ سارے کام پہلے کیا اجازت سے ہوتے تھے جو اب اجازت نہیں دی جائے گی اور آج آپ نے جس طرح اجازت دی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی یہ سارے کام اجازت سے ہی ہوتے ہیں۔ البتہ یہ سرکار کی مرضی کہ جب چاہے اجازت دے اور جب چاہے نہ دے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''تم سے تو بات کرنا اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ خدا کی پناہ۔ نجانے کہاں کہاں کی باتیں تمہارے دماغ میں بھری رہتی ہیں''...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب کام ہی باتوں کا رہ گیا ہے۔ پوری قوم باتوں میں مصروف ہے۔ سڑکوں پر، ہوٹلوں میں، گلیوں میں، کچہریوں میں، تھانوں میں، گھروں میں، ٹی وی پر، ریڈیو میں حتیٰ کہ اب موبائل

فونز پر بھی ہر طرف باتیں ہو رہی ہیں۔ صرف باتیں، کارکردگی کا کہیں نام و نشان نہیں ہے''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

''تم بھی تو صرف باتیں ہی کر رہے ہو اور وہ بھی فضول۔ کام کی بات کرو ورنہ میں فون بند کر رہا ہوں''...... سرسلطان نے کہا۔

''وہ کیا محاورہ ہے کہ اگر باتوں سے پیٹ بھر سکتا تو آغا سلیمان پاشا کے نخرے کیوں اٹھاتا۔ بہرحال راپوشی کا سردار جہان خان ایک پیکڈ ڈائری سیکرٹری داخلہ کو بھجوا رہا ہے۔ وہ آپ کو بھجوا دیں گے۔ آپ اسے فوری طور پر میرے فلیٹ پر بھجوا دیں''۔ عمران نے کہا۔

''کب پہنچے گا یہ پیکٹ''...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سردار صاحب اپنے ٹو سیٹر طیارے پر اسے دارالحکومت سیکرٹری داخلہ کے پاس بھجوا رہے ہیں۔ ایک گھنٹے تک وہ سیکرٹری داخلہ تک پہنچے گا اور دس منٹ میں سیکرٹری خارجہ کے پاس اور سیکرٹری خارجہ کے ہاتھ چوم کر بیس منٹ میں سلیمان تک پہنچ جائے گا''...... عمران نے باقاعدہ حساب کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’سلیمان بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

’’علی عمران بول رہا ہوں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد سرسلطان کی طرف سے ایک پیکٹ فلیٹ پر پہنچایا جائے گا۔ تم فوراً اسے دانش منزل پہنچا دینا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اچھا صاحب‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

’’صرف ایک سیٹ اپ کو بچانے کے لئے کتنے فون کرنے پڑتے ہیں‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’آپ کے لئے چائے لے آؤں‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’چائے کی بجائے شربت توت سیاہ لے آؤ‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

’’توت سیاہ۔ مگر میں اتنی سیاہ رنگ کی چائے تو نہیں بناتا کہ آپ اسے توت سیاہ کہہ رہے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

’’تمہیں توت کے بارے میں علم نہیں۔ توت ایک درخت کا نام ہے۔ اس درخت کے پتوں پر ریشم کے کیڑوں کی پرورش ہوتی ہے۔ اس کے پھل کو توت بھی کہتے ہیں اور شہتوت بھی۔ اسی طرح اس کی ایک اور قسم بھی ہے جس کا پھل سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اسے

توت سیاہ کہا جاتا ہے اور ان سے طبی طور پر شربت تیار کیا جاتا ہے‘‘...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

’’لیکن چائے اور شربت توت سیاہ کا کیا تعلق‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’مسلسل بول بول کر میرا گلا بیٹھ گیا ہے اور شربت توت سیاہ طب میں گلے کے لئے اکسیر سمجھا جاتا ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

’’ٹھیک ہے۔ اس کی ایک بوتل منگوا کر رکھ لوں گا‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’شربتوں کی تو طب میں بے شمار ورائٹی ہے۔ کون کون سا منگواؤ گے اس لئے ٹھیک ہے چائے ہی لے آؤ‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

پھر تقریباً دو گھنٹے بعد جب عمران اور بلیک زیرو بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کہ یکلخت تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر بند ہو گئی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں سمجھ گئے کہ دانش منزل کے گیٹ کے ساتھ موجود مخصوص باکس میں کوئی چیز ڈالی گئی ہے جس کی وجہ سے یہ کاشن ہوا ہے۔ چونکہ یہاں ایسا سسٹم بنایا گیا تھا کہ باہر باکس میں ڈالی جانے والی چیز خودبخود آپریشن روم میں موجود بڑی سی آفس ٹیبل کے نچلے خانے میں پہنچ جاتی تھی اس لئے بلیک زیرو نے سب سے نچلی دراز کھولی اور اندر سے ایک پیکٹ نکال کر اس

نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے پیکٹ اٹھا کر دیکھا تو پیکٹ باقاعدہ سیلڈ تھا۔ اس نے میز سے پیپر کٹر اٹھایا اور پیکٹ کو ایک سائیڈ سے کاٹ کر کھول دیا۔ اندر ایک ڈائری موجود تھی۔ عمران نے ڈائری کو کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ پہلے تو وہ ڈائری کے صفحے پلٹتا رہا۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائری کے اس صفحے پر موجود تحریر کو غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر ڈائری کے آخری صفحے تک وہ اسے پڑھتا رہا اور آخر میں جب صفحے خالی آ گئے تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر دی اور اسے میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کیا معلوم ہوا عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس ڈائری سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ راپوشی سے میگانم دھات دریافت ہوئی ہے اور یہ دریافت ایکریمین ماہر معدنیات مارٹن رچرڈ کی تھی لیکن مارٹن رچرڈ کو پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہلاک کر دیا گیا۔ پھر ایک آدمی گل زیب کا ذکر ہے جس نے کافرستان کے ساتھ زمان خان کا سودا کرایا اور اس گل زیب نے اپنی نگرانی میں یہ دھات نکلوائی اور پھر اسے خصوصی دھات کے ڈبوں میں بند کر کے کافرستان بھجوا دیا اور ساتھ ساتھ سردار زمان خان کو رسید دیتا تھا۔ پانچ سو پاؤنڈ دھات اس جگہ سے ملی اور کافرستان پہنچ گئی۔ پھر اس سردار زمان خان کو کہا گیا کہ ایک

ارب ڈالر رقم ایکریمین کے ایک بینک میں جمع کرا دی گئی ہے اور وہ اس اکاؤنٹ کی چیک بک لینے پاکیشیا دارالحکومت کے ریڈ ہارس ہوٹل پہنچ جائے۔ اس کے بعد ڈائری کے صفحے خالی ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کافرستانیوں نے رقم بھی بچا لی اور دھات بھی حاصل کر لی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں اور یہ دھات جس کے چند اونس ہی انتہائی قیمتی ہیں پانچ سو پاؤنڈ تو بہت زیادہ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ دھات راپوشی میں ایسے ہی پڑی مل گئی ہو گی۔ لامحالہ یہ کسی دوسری دھات سے مرکب ہو گی۔ اسے نکالنا اور صاف کرنا خاصا طویل پراسس ہو گا اور راپوشی میں کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ یہ کیسے ممکن ہے جبکہ وہاں ہیوی مشین نے بھی کام کیا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سردار زمان خان نے ایک جگہ ماہر معدنیات کے بارے میں لکھتے ہوئے اشارہ کیا ہے کہ یہ دھات غیر ارضی ہے اور اس ماہر معدنیات کے مطابق یہ کائنات کے کسی نامعلوم سیارے سے آئی ہے اور شہاب ثاقب کے ذریعے یہاں پہنچی ہے۔ یہ خالص حالت میں ہوتی ہے اور ایک چھوٹی سی مشین کے ذریعے اسے شہاب ثاقب سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بہرحال جو بھی ہے اب یہ بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ یہ

دھات پاکیشیا کی ملکیت ہے اور کافرستان نے اسے چوری کیا ہے اس لئے اسے بہرحال واپس لانا چاہئے''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب واقعی ایسا ہونا چاہئے لیکن یہ دھات کہاں رکھی گئی ہو گی۔ یہ کیسے معلوم کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''ناٹران کو تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن اسے دوبارہ کوشش کرنے کے لئے کہا جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ کام انتہائی خفیہ طور پر کیا گیا ہے۔ گل زیب اس سارے معاملے کا اصل آدمی ہے۔ گو سردار جہاں خان نے بتایا ہے کہ اسے کسی کلب میں ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اگر اس کی رہائش گاہ کے بارے میں پتہ چل جائے تو شاید معاملات کو آگے بڑھایا جا سکے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سردار جہاں خان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سردار جہاں خان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ آپ۔ کیا ڈائری آپ تک پہنچ گئی ہے''...... سردار جہاں خان نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ نہ صرف میرے پاس بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچ گئی ہے۔ آپ نے فون پر بتایا تھا کہ گل زیب کو

کافرستان کے کسی کلب میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس گل زیب کے بارے میں مزید معلومات کہاں سے مل سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ تو مجھے معلوم ہیں کیونکہ گل زیب جس آدمی کا گہرا دوست تھا اس سے میں نے اس بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہیں لیکن اس دھات کی رقم مجھے کب ملے گی''...... سردار جہاں خان نے کہا۔

''جیسے ہی حکومت نے یہ بات کنفرم کی کہ واقعی یہ دھات کافرستان پہنچائی گئی ہے تو وہ آپ کو رائلٹی ادا کر دے گی لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس گل زیب کے بارے میں آپ مکمل معلومات ہمیں دیں''...... عمران نے کہا۔

''جی اچھا۔ ایک منٹ ہولڈ کریں۔ میں نے اپنی ڈائری میں اندراجات کئے ہوئے ہیں۔ میں اس میں سے دیکھ کر بتاتا ہوں''...... دوسری طرف سے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ ظاہر ہے عمران نے اسے بھاری رقم ملنے کی امید دلا دی تھی۔

''ہیلو''...... تھوڑی دیر بعد سردار جہاں کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے جواب دیا۔

''نوٹ کریں جناب۔ گل زیب کافرستانی دارالحکومت کی کرشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھاسی کا رہنے والا تھا۔ وہ کافرستان کی وزارت معدنیات کی انجینئرنگ برانچ کا انچارج تھا۔ وہ معدنی انجینئر تھا۔

بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے''...... دوسری طرف سے سردار جہاں خان نے کہا۔

''اس کا حلیہ وغیرہ کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے اسے ایک بار سردار جہاں خان کے ساتھ دیکھا تھا اس لئے حلیہ تو میں ذاتی یادداشت کی بناء پر بتا دیتا ہوں لیکن وہ تو ہلاک ہو چکا ہے۔ پھر آپ اس کے حلیئے کا کیا کریں گے''۔ سردار جہاں خان نے کہا۔

''چیف نے پوچھا ہے اس لئے میں نے آپ سے پوچھ لیا۔ ہو سکتا ہے کہ چیف اس کا کوئی خاکہ تیار کرا کر اس کی قبر کے کتبے پر لگوا دیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اچھا۔ بہرحال میں حلیہ بتا دیتا ہوں''...... سردار نے چیف کا نام سن کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ سیکرٹری داخلہ عبدالجبار خان نے لامحالہ اسے چیف آف سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا ہو گا اور پھر سردار جہاں خان نے تفصیل سے گل زیب کا حلیہ بتا دیا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ایک آدمی کا حلیہ نوٹ کرو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گل زیب کا حلیہ تفصیل سے دوہرایا جو سردار جہاں خان نے اسے بتایا تھا۔

''یس سر۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے''...... ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس آدمی کا نام گل زیب ہے۔ یہ کافرستانی دارالحکومت کی کرشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھاسی میں رہتا تھا۔ وزارت معدنیات کے ایک سیکشن کا انچارج تھا۔ اسے کسی کلب میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ آدمی پاکیشیا میں راپوشی کے سردار زمان خان کا دست راست رہا ہے اور جس دھات کے بارے میں تم معلومات حاصل نہیں کر سکے۔ اس نے یہ دھات راپوشی سے نکال کر کافرستان پہنچائی ہے اور پھر سیکریسی کی خاطر اسے راستے سے ہٹا دیا گیا لیکن اس کی رہائش گاہ سے اس کے بارے میں مزید معلومات مل سکتی ہیں اور اس کے آفس سے بھی۔ یہ بات حتمی طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ یہ دھات جو پانچ سو پونڈ ہے کسی خاص دھات کے ڈبوں میں بند کر کے کافرستان لے جائی گئی ہے اور کافرستان اس سے بین الابراعظمی میزائلوں کا ایندھن تیار کرنا چاہتا ہے اور ہم نے اس دھات کا ایک ذرہ بھی کافرستان میں نہیں چھوڑنا اس لئے تم جس قدر تیز رفتاری سے ہو سکے یہ کام کرو اور

پھر مجھے رپورٹ دو۔ میں اس مشن کے لئے عمران اور سیکرٹ سروس کی ٹیم فوری بھجوانا چاہتا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

ہوٹل شیرٹن کا وسیع و عریض ہال مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ تمام افراد کا تعلق پاکیشیا کے اعلیٰ طبقے سے تھا اور ہال میں مترنم نسوانی آوازیں اور ہلکے ہلکے قہقہے گونج رہے تھے۔ اعلیٰ ترین لباسوں میں ملبوس اور چمکتے ہوئے چہروں کے مالک مردوں اور عورتوں کو دیکھ کر محسوس ہی نہ ہوتا تھا کہ پاکیشیا کا کوئی آدمی غریب اور بھوکا ہوسکتا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے پاکیشیا میں ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں اور کسی کو کوئی تکلیف یا دکھ نہ ہو۔ خوبصورت ویٹریس پورے ہال میں لہراتی پھر رہی تھیں۔ آرڈر سے پہلے اور آرڈر سپلائی کرتے ہوئے ان کی چال دیکھنے والی تھی۔ پھر ان کی یونیفارم بھی اس انداز کی تھی کہ جیسے وہ سب ایک ہی سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوں۔ ہال کے ایک کونے میں ایک میز پر ایک لمبے قد کا مرد اور ایک درمیانے قد کی خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی۔

مرد کا نام جوشی تھا جبکہ عورت کا نام مایا تھا۔ ان دونوں کا تعلق کافرستانی سفارت خانے سے تھا۔ جوشی کافرستانی سفارت خانے میں کلچرل اتاشی تھا اور مایا اس کی اسسٹنٹ تھی۔ وہ اکثر شیرٹن ہوٹل میں آتے جاتے رہتے تھے اس لئے یہاں کا تمام عملہ ان سے بخوبی واقف تھا۔ ان دونوں کے سامنے شراب کے گلاس موجود تھے۔ گو وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن ان کی نظریں بیرونی دروازے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ انہیں شاید کسی کی آمد کا انتظار تھا اور پھر اچانک جوشی بیرونی دروازے سے داخل ہونے والے ایک لمبے تڑنگے آدمی کو دیکھ کر چونک پڑا۔

”کیا ہوا۔ کیا ریکس آ گیا ہے“...... مایا نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ یہ لمبے قد والا ہی ریکس ہے“...... جوشی نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا۔ لمبے قد والا آدمی جسے ریکس کہا گیا تھا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا ان کی میز پر آ گیا۔

”میرا نام ریکس ہے“...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوشی اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا جبکہ مایا ویسے ہی بیٹھی رہی۔ البتہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”تشریف رکھیں۔ یہ میری اسسٹنٹ مایا دیوی ہیں“...... جوشی نے مصافحہ اور رسمی فقروں کے بعد کہا تو مایا دیوی نے بھی رسمی فقرے دوہرائے۔ البتہ وہ نہ ہی اس کے استقبال کے لئے اٹھی تھی

اور نہ ہی اس نے اس سے مصافحہ کیا تھا۔

”کام ہو گیا ہے مسٹر ریکس“...... جوشی نے ویٹرس کو شراب لانے کا آرڈر دینے کے بعد آنے والے سے جھک کر سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن تفصیل یہاں نہیں بتائی جا سکتی“...... ریکس نے بھی سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے مایا۔ تم کمرے میں جاؤ۔ میں مسٹر ریکس کے ساتھ وہاں آ جاؤں گا۔ ہمارا یہاں سے اکٹھے اٹھنا ٹھیک نہیں ہے“۔ جوشی نے کہا۔

”یس سر“...... مایا نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جس کے ساتھ ہی لفٹ موجود تھی۔

”کیا مایا دیوی بااعتماد ہیں“...... ریکس نے پوچھا۔

”اصل باس ہی مایا ہے۔ میں تو اس کا نائب ہوں۔ یہ یہاں کے سفارت خانے میں ملازم مایا کے میک اپ میں ہیں۔ ان کا اصل نام مادام شاتری ہے“...... جوشی نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے“...... ریکس نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے شراب سرو کر دی اور وہ دونوں خاموشی سے شراب پینے لگے۔

”کیا آپ نے یہاں خصوصی طور پر کمرہ بک کرایا ہے“۔ اچانک ریکس نے پوچھا۔

''نہیں۔ ہمارے لئے ایک کمرہ سفارت خانے کی طرف سے مستقل بک رہتا ہے تاکہ کافرستان سے آنے والے مہمانوں کو تکلیف نہ ہو''...... جوشی نے جواب دیا تو ریکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو اب چلیں''...... تھوڑی دیر بعد جوشی نے ویٹرس کو اشارے سے بلاتے ہوئے ریکس سے کہا اور پھر ویٹرس سے اس نے بل سفارت خانے کے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کا کہا۔

''یس سر''...... ویٹرس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جوشی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ریکس بھی کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں لفٹ کے ذریعے تیسری منزل کے ایک کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ کمرے کا نمبر تین سو اٹھارہ تھا۔ کمرے میں مایا موجود تھی۔

''تم نے میرے بارے میں بتا دیا ہے اسے یا نہیں''...... ماریا نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے بتا دیا ہے''...... جوشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں تو مسٹر ریکس۔ کیا رپورٹ ہے آپ کی''...... مایا نے اس بار ریکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میڈم۔ ڈاکٹر مجید کا سراغ تو لگا لیا گیا ہے لیکن اسے ایسی لیبارٹری میں رکھا گیا ہے جس کے انتہائی سخت ترین حفاظتی

انتظامات ہیں اور ڈاکٹر مجید کے بارے میں یہاں اطلاع پہنچ چکی ہے کہ اسے کافرستان کے آدمی اغوا کرانے کے درپے ہیں اس لئے انہیں کسی بھی صورت لیبارٹری سے باہر جانے یا کسی بھی اجنبی آدمی سے ملنے کی اجازت نہیں''...... ریکس نے جواب دیا تو ماریا کے ساتھ ساتھ جوشی کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''پھر تم نے اس بارے میں کیا پلاننگ کی ہے۔ ہمیں ہر صورت میں یہ آدمی زندہ سلامت چاہئے''...... میڈم مایا نے تیز لہجے میں کہا۔

''میڈم کام تو ہو جائے گا لیکن آپ کو رقم میں اضافہ کرنا ہو گا''...... ریکس نے کہا۔

''کیوں۔ جب معاملات پہلے طے ہو چکے ہیں تو پھر یہ اضافے کی بات کیوں کی ہے آپ نے''...... مایا کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

''میڈم۔ لیبارٹری کے ایک آدمی کو تیار کیا گیا ہے۔ اس کا قدوقامت ڈاکٹر مجید جیسا ہے۔ وہ ڈاکٹر مجید کا میک اپ کر کے وہیں رہے گا جبکہ ڈاکٹر مجید اس کے روپ میں لیبارٹری سے باہر آ جائیں گے اور پھر ہمارے ساتھ اطمینان سے کافرستان چلے جائیں گے اور اس آدمی کے لئے خصوصی رقم چاہئے''...... ریکس نے کہا۔

''لیکن وہ آدمی بھی تو سائنس دان ہو گا۔ وہ کیسے میک اپ

کرے گا۔ ایسا میک اپ کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے''...... مایا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ اس آدمی کی جگہ ہمارا آدمی لے گا۔ اس آدمی کے میک اپ میں اس وقت جب ہفتہ وار تعطیل کے دوران وہ آدمی باہر آئے گا۔ پھر ہمارا آدمی جو میک اپ کرنے کا بھی ماہر ہے اس کی جگہ لیبارٹری میں جائے گا''...... ریکس نے جواب دیا۔

''گڈ۔ وری گڈ۔ یہ واقعی بہترین ترکیب ہے۔ بولو۔ کتنی رقم مزید چاہئے''...... مایا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''صرف ایک لاکھ ڈالر آپ مزید دیں گی''...... ریکس نے کہا تو ماریا کے ساتھ ساتھ جوشی بھی چونک پڑا۔

''اتنی رقم۔ اتنی بڑی رقم تو ڈاکٹر مجید کے لئے بھی طلب نہیں کی گئی تھی''...... مایا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر مجید نے کیوں کم رقم ڈیمانڈ کی ہے۔ یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے لیکن اصل مسئلہ اسے اس انداز میں لیبارٹری سے نکالنا ہے کہ جب تک وہ کافرستان نہ پہنچ جائے کسی کو شک تک نہ ہو سکے اور اس کے لئے وہ آدمی کام کرے گا اور اسے اتنی رقم ہی چاہئے ورنہ آپ کسی صورت بھی ڈاکٹر مجید کو اس کی اپنی خواہش کے باوجود لیبارٹری سے باہر نہیں لے جا سکیں گے کیونکہ اس کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے''...... ریکس نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ کب تک کام ہو جائے گا''...... مایا نے کہا۔

''آپ ابھی گارینٹڈ چیک دیں تو پرسوں ڈاکٹر مجید ہمارے آدمی کے میک اپ میں ریڈ لائٹ ہوٹل میں آپ کے حوالے کر دیا جائے گا''...... ریکس نے کہا۔

''جوشی۔ اسے چیک دے دو''...... مایا نے کہا تو جوشی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چیک بک نکال کر اس کے ایک چیک پر رقم کا اندراج کیا، اس پر دستخط کئے اور چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے اسے ریکس کی طرف بڑھا دیا۔ ریکس نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں اسے اپنی جیب میں رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''مجھے اجازت دیں۔ پرسوں شام چھ بجے ڈاکٹر مجید ریڈ لائٹ ہوٹل کے کمرہ نمبر چھ میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ کا اپنا انتظام ہو گا اور ہم فارغ ہو جائیں گے''...... ریکس نے کہا۔

''اوکے''...... مایا نے کہا تو ریکس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''اس آدمی نے ضرورت سے زیادہ رقم طلب کر لی ہے''۔ مایا نے ریکس کے جانے کے بعد منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ ایک بار ڈاکٹر مجید کافرستان پہنچ جائیں پھر یہ رقم اس سے ہم آسانی سے وصول کر لیں گے''...... جوشی نے جواب دیا۔

''اوہ گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر مجید کو کافرستان پہنچانے کے

تمام انتظامات مکمل ہیں یا نہیں''...... مایا نے کہا۔

''یس میڈم۔تم انتظامات مکمل ہیں''...... جوشی نے جواب دیا۔

''یہ اچھا ہے کہ ڈاکٹر مجید خود کافرستان جانا چاہتے ہیں ورنہ انہیں یہاں سے زبردستی لے جانا خاصا مشکل ہو جاتا''...... مایا نے کہا۔

''ان سے جو وعدے کئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں میڈم کہ شاید دنیا کا کوئی آدمی اس قدر عیش وعشرت میں نہ رہ سکا ہوگا''۔ جوشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور مجھے معلوم ہے کہ اس سائنسدان کا فطری لالچ اور عیش پسند طبیعت ہمارے کام آئے گی''...... مایا نے کہا تو جوشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔اب تم جاؤ۔ میں اب آرام کروں گی''...... مایا نے کہا تو جوشی اٹھ کھڑا ہوا۔

''ابھی آپ نے اسی میک اپ میں رہنا ہے میڈم''...... جوشی نے اٹھتے ہوئے کہا تو مایا نے اثبات میں سر ہلایا تو جوشی اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

شام کا وقت تھا اور دارالحکومت کے ایک گنجان آباد علاقے کی سڑک پر ہر قسم کی ٹریفک کا اژدھام تھا۔ کاروں، بسوں، ویگنوں کے ساتھ ساتھ موٹر رکشے بھی خاصی تعداد میں سڑک پر موجود تھے لیکن اصل مسئلہ ست رفتار ٹریفک کا تھا جس میں زیادہ تعداد گدھا گاڑیوں کی تھی۔ موٹر سائیکل اس رش میں بھی مسلسل حرکت میں تھے جبکہ جوانا کی بحری جہاز نما کار اژدھام میں پھنسی ہوئی انتہائی ست روی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں تفریح کی غرض سے کچھ وقت گزارنے کے لئے شہر کے معروف ہوٹل پیگارڈ جانے کے لئے نکلے تھے اور چونکہ مین روڈ مرمت کے لئے بند تھا اس لئے وہ اس سائیڈ روڈ سے گزر کر آگے بڑھ رہے تھے لیکن اس سڑک پر ٹریفک کا اتنا اژدھام تھا کہ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کی پوری رات

اس سڑک کو کراس کرنے میں ہی گزر جائے گی۔

''کس عذاب میں پھنس گئے ہیں۔ یہاں تو پیدل چلنا بھی مشکل ہے''...... جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''گنجان آباد علاقوں میں تو اس وقت ایسا ہی رش ہوتا ہے اور تمہیں بھی نجانے بیٹھے بٹھائے تفریح کا کیا شوق پیدا ہو گیا''۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اب فارغ رہ رہ کر مر جانے کی حد تک بور ہو چکا ہوں۔ اس کے علاوہ میں اور کیا کروں۔ تم بتاؤ''...... جوانا نے جواب دیا۔

''تمہیں باس نے ایک سرکاری تنظیم کا چیف بنا رکھا ہے۔ تم اس پر کام کیوں نہیں کرتے''...... جوزف نے کہا۔

''کیا کام کروں۔ اس ملک میں تو مجرموں، غنڈوں کو بھی اس طرح کا تحفظ حاصل ہے کہ جیسے وہ شریف ترین شہری ہوں''۔ جوانا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

''انسانی جانوں کو ہر جگہ تحفظ حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں بھی تم کسی کو اس انداز میں ہلاک نہیں کر سکتے جس طرح تم یہاں قتل عام کر دیتے ہو''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوانا نے صرف سر ہلا دینے پر ہی اکتفاء کیا۔ کافی دیر بعد وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر آخرکار ہوٹل پیگارڈ پہنچ ہی گئے۔ یہاں پارکنگ میں رنگ برنگی کاروں کا جیسے میلہ سا لگا ہوا تھا۔ ہوٹل پیگارڈ غیر ملکی رقص کے فنکشن اکثر منعقد کرتا رہتا تھا اس لئے ایسے فنکشنز

کو دیکھنے کے لئے دارالحکومت تو کیا پورے پاکیشیا سے لوگ پہنچ جاتے تھے۔ جوانا نے اخبار میں آج کے فنکشن کا اشتہار دیکھ کر فون پر ہی دو سیٹیں بک کرا لی تھیں اور پھر جوزف اس کے بے حد اصرار پر ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ البتہ اس نے رانا ہاؤس چھوڑنے سے پہلے عمران کے فلیٹ پر فون کر کے اسے بتا دیا تھا کہ وہ جوانا کے ساتھ ہوٹل پیگارڈ جا رہا ہے اور عمران نے بھی بخوشی انہیں جانے کی اجازت دے دی تھی۔

''آج کس قسم کا رقص ہے کہ تمہاری رگ پھڑک اٹھی ہے''۔ پارکنگ میں کار سے اتر کر اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے جوزف نے کہا۔

''ایکریمیا میں ایک قدیم ترین رقص بے حد مشہور ہے۔ اس رقص کو بلامشا رقص کہا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہ رقص قدیم ترین دور میں اس وقت کیا جاتا تھا جب درختوں پر بہت زیادہ پھل لگتا تھا اور اس طرح پورے سال خوراک وافر مقدار میں ملنے کے امکانات پیدا ہو جاتے تھے۔ بلامشا رقص بے حد ہیجان خیز اور بے حد خوبصورت ہوتا ہے۔ دس مرد اور دس عورتیں مخصوص لباس پہن کر یہ رقص کرتے ہیں۔ میں نے ایکریمیا میں یہ رقص دیکھا ہے اور مجھے بے حد پسند ہے۔ آج اخبار میں جب اس کے بارے میں پڑھا تو میں نے فوری سیٹیں بک کرا لیں''......جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا ہی تھا کہ اچانک

ان کے سامنے مین گیٹ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی ایک آدمی دوڑتا ہوا باہر نکلا ہی تھا کہ فائر کی آواز سنائی دی اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ہر طرف سکوت سا طاری ہو گیا۔ جو جہاں موجود تھا وہیں ساکت ہو گیا لیکن فائر کرنے والا باہر نہ آیا تو چند لمحوں بعد لوگ چیختے ہوئے اس آدمی کی طرف بڑھے جو اب زمین پر ساکت پڑا ہوا تھا۔ جوانا اور جوزف بھی تیزی سے آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک تیز سیٹیوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور اس کے ساتھ ہی ہوٹل کے مسلح سیکورٹی گارڈز ادھر ادھر سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے اس لاش کے گرد گھیرا ڈال کر لوگوں کو قریب آنے سے روکنا شروع کر دیا۔

''یہ کون ہو سکتا ہے۔ بڑی دیدہ دلیری سے اسے ہلاک کیا گیا ہے''...... جوانا نے لاش کو قریب جا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور قاتل باہر آنے کی بجائے عقبی راستے سے نکل گیا ہو گا''...... جوزف نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی پولیس وہاں پہنچ گئی۔ چونکہ فنکشن کا وقت قریب تھا اس لئے لاش فوراً اٹھا کر لے جائی گی اور پھر تھوڑی دیر بعد حالات اس طرح معمول پر آ گئے جیسے وہاں کوئی حادثہ ہی نہ ہوا ہو۔ ظاہر ہے ہوٹل کے باا ثر مالکان نے اپنے ہوٹل کی ساکھ اور فنکشن کو بچانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ حکام پر ڈالا ہو گا۔ جوزف اور جوانا ہال میں داخل ہوئے تو

یہاں بھی خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں سب کو سانپ سونگھ گیا ہو اور پھر ابھی جوزف اور جوانا اپنی سیٹیں تلاش کر رہے تھے کہ اچانک ہال میں فنکشن کے منسوخ کئے جانے کا اعلان کیا جانے لگا اور بتایا گیا کہ اب فنکشن دو روز بعد ہو گا اور آج کی ٹکٹیں ہی اس روز بھی کام آئیں گی۔ البتہ اگر کوئی صاحب ٹکٹ منسوخ کرنا چاہے تو وہ کاؤنٹر پر ٹکٹ دے کر اپنی پوری رقم واپس لے سکتا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی بہت سے لوگ اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے نظر آئے۔

''اب چلیں واپس۔ فنکشن تو کینسل ہو گیا ہے''...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب آئے ہیں تو کچھ دیر بیٹھ کر ہی جائیں گے''...... جوانا نے کہا اور پھر ایک ویٹر کی رہنمائی میں وہ اپنی سیٹوں تک پہنچ ہی گئے لیکن ابھی وہ وہاں بیٹھے ہی تھے کہ ایک ویٹر ان کے قریب آ کر جھک گیا۔

''ہاٹ کافی لے آؤ''...... جوانا نے کہا۔

''آپ کا نام جوانا ہے''...... ویٹر نے کہا تو جوانا اور جوزف دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''ہاں۔ لیکن تم کیسے جانتے ہو''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جوزف کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہوٹل کے نئے مینجر راکسن ایکریمیا سے آئے ہیں۔ انہوں نے آپ کو اپنے آفس میں موجود ٹی وی سکرین پر دیکھا ہے اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ سے درخواست کی جائے کہ واپس جاتے ہوئے آپ ان سے مل کر جائیں"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"راکسن۔ اچھا ٹھیک ہے"...... جوانا نے کہا تو ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ کون ہوسکتا ہے"...... جوانا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر زیادہ ہی الجھن ہے تو بجائے یہاں بیٹھ کر الجھنے کے وہاں چل کر اس سے مل لیتے ہیں"...... جوزف نے کہا تو جوانا اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مینجر کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر ایکریمین انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے۔ پڈی تم اور یہاں"...... جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو مینجر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ میز کی سائیڈ سے باہر آیا اور پھر اس نے بڑی گرمجوشی سے جوانا اور جوزف سے مصافحہ کیا۔ آفس میں شارٹ ویو ٹی وی موجود تھا جس پر ہال کا پورا منظر واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

"مجھے تو تمہیں یہاں دیکھ کر بے حد حیرت ہوئی ہے۔ میں نے یہ تو سنا ہوا تھا کہ تم ایکریمیا چھوڑ کر ایشیا چلے گئے ہو لیکن یہ معلوم

نہ تھا کہ تم یہاں پاکیشیا میں ہو"...... راکسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گیا۔

"ہم دونوں نے شراب چھوڑ دی ہے پڈی اس لئے ہمارے لئے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... جوانا نے کہا تو راکسن ایک جھٹکے سے مڑا۔

"تم نے شراب چھوڑ دی ہے۔ تم نے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ راکسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو کیا شراب پیتا تھا میرا ساتھی جوزف روزانہ دس سے زائد بوتلیں پی جاتا تھا لیکن اب طویل عرصے سے اس نے ایک گھونٹ تک نہیں لیا"...... جوانا نے کہا۔

"حیرت ہے۔ مشرق واقعی مشرق ہے۔ یہاں ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں تمہارے دھندے کا کیا سکوپ ہے"۔ راکسن نے دوبارہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے وہ دھندہ بھی چھوڑ دیا ہے"...... جوانا نے جواب دیا تو راکسن کافی دیر تک اس طرح جوانا کو دیکھتا رہا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو کہ واقعی اس کے سامنے جوانا ہی بیٹھا ہوا ہے اور جوانا اس کے اس طرح دیکھنے پر بے حد ہنس پڑا۔

"اس بارے میں سوچ کر اپنے ذہن کو مت تھکاؤ پڈی۔ تم بتاؤ کہ تم یہاں کب آئے ہو اور کیوں۔ تم تو ایکریمیا میں روش کلب کے مالک تھے اور روش کلب کی بڑی شہرت تھی"...... جوانا نے کہا

راکسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ہاں۔ لیکن وہاں ایک نیا سینڈیکیٹ وجود میں آیا ہے۔ اسے ڈیتھ سینڈیکیٹ کہا جاتا ہے اور اس نے تمام اچھے چلنے والوں کلبوں پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ میں اس سینڈیکیٹ سے لڑ نہیں سکتا تھا اس لئے کلب کی جو رقم انہوں نے دی وہ میں نے لے لی اور خاموشی سے یہاں آ گیا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے چار ماہ ہو گئے ہیں"...... راکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے ہوٹل میں قتل کیسے ہو گیا ہے جس کے لئے تمہیں اہم فنکشن بھی ملتوی کرنا پڑا"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ اچانک ہی یہ سب کچھ ہوا ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ کلب لائف میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے"...... راکسن نے ٹالنے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب فائر ہوا ہم باہر مین گیٹ کے قریب موجود تھے لیکن قاتل باہر نہیں آیا۔ یقیناً تم نے شارٹ سرکٹ ٹی وی پر اسے دیکھا ہو گا۔

"ہاں۔ وہ لمبے قد اور چوڑے جسم کا مالک تھا۔ اس نے فائر کیا اور بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر دوڑتا ہوا عقبی دروازے سے نکل گیا۔ میں تو بہرحال اسے پہچانتا نہیں تھا لیکن میرا ایک ویٹر اسے پہچانتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس قاتل کا تعلق یہاں کی زیر زمین دنیا سے ہے اور اس کا نام جیرٹی ہے"...... راکسن نے جواب دیا۔

"اور مقتول کون تھا"...... جوانا نے کہا۔

"اس کے بارے میں صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی زیر زمین دنیا کا آدمی تھا۔ اس کا نام ریکس تھا۔ پہلے اس جیرٹی نے اسے پستول کی نوک پر اٹھ کر باہر جانے کے لئے کہا لیکن پھر اس مقتول نے گیٹ کے قریب اچانک مڑ کر اسے دھکا دیا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر دوڑا لیکن قاتل سنبھل گیا اور اس کی پشت پر فائر کھول دیا"...... راکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ زیر زمین دنیا کا کوئی جھگڑا ہے"۔ جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس ریکس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس کا تعلق کافرستان سے تھا"...... راکسن نے جواب دیا تو جوانا اور جوزف دونوں چونک پڑے لیکن انہوں نے کوئی ریمارک پاس نہ کیا اور خاموشی سے تھوڑی دیر بیٹھ کر دوبارہ آنے کا کہہ کر آفس سے نکلے اور پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا خیال ہے جوزف کہ ہمیں اس قاتل کو تلاش کرنا چاہئے"...... جوانا نے کہا۔

"کیوں۔ کوئی خاص بات"...... جوزف نے چونک کر کہا۔

"اس مقتول کا تعلق کافرستان سے بتایا گیا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کافرستان کے ایجنٹ تو یہاں کام کرتے ہی

رہتے ہیں''...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس انداز میں کسی کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔ قاتل چاہے پیشہ ور ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس انداز میں بھرے ہوٹل میں کام نہیں کیا کرتا۔ لازماً اس آدمی کے فرار سے کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا کہ قاتل کو اسے اس انداز میں ہلاک کرنا پڑا اور جب معاملہ کافرستان کا ہو تو ہمیں آنکھیں بند کر کے آگے نہیں بڑھ جانا چاہئے''...... جوانا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ٹائیگر سے کہہ دیا جائے تو وہ اسے آسانی سے تلاش کر لے گا''...... جوزف نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ جوانا کالنگ۔ اوور''...... جوانا نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو جوانا نے اسے پیکارڈ ہوٹل میں ہونے والے قتل اور پھر مینجر راکسن سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا دیا۔

''جیرٹی کو میں جانتا ہوں۔ وہ واقعی پیشہ ور قاتل ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر اسے اٹھا کر رانا ہاؤس لے آؤ تاکہ اس سے معلومات

حاصل کر کے ماسٹر کو دی جا سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا معاملہ ہو جس میں باس کو دلچسپی ہو۔ اوور''...... جوانا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جیرٹی واردات کرنے کے بعد کہاں جاتا ہے۔ میں اسے آسانی سے لا سکتا ہوں۔ اوور''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ہم رانا ہاؤس جا رہے ہیں۔ تم اسے لے کر آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل''...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اس نے موڑی اور ہوٹل سے نکل کر دوبارہ رانا ہاؤس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ رانا ہاؤس میں پہنچے انہیں ابھی دو گھنٹے گزرے تھے کہ ٹائیگر وہاں پہنچ گیا۔ اس کی کار کی عقبی سیٹ کے سامنے نیچے ایک لمبے قد اور چوڑے جسم کا آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے اوپر کمبل ڈالا گیا تھا۔ جوانا نے اسے باہر نکالا اور پھر کاندھے پر لاد کر وہ اسے بلیک روم میں لے گیا اور اسے ٹائیگر کی مدد سے راڈز میں جکڑ دیا گیا۔

''کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی''...... جوانا نے مڑ کر ٹائیگر سے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ شراب میں مدہوش تھا۔ میں نے اس کی ساتھی عورت کو جس نے دروازہ کھولا تھا سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا اور پھر اسے اٹھا کر یہاں لے آیا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کیا یہ تمہیں پہچانتا ہے“...... جوانا نے پوچھا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو پھر تم یا تو میک اپ کر لو یا باہر چلے جاؤ“...... جوانا نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اب اس نے زندہ تو واپس جانا ہی نہیں اور اس کے فلیٹ پر میں میک اپ میں گیا تھا اس لئے اس کی عورت بھی مجھے نہ پہچان سکے گی“...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک روم میں صرف جوانا اور ٹائیگر تھے۔ جوزف حفاظت کے نقطہ نظر سے باہر رک گیا تھا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے پوچھ گچھ ہو سکے“...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس آدمی کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جیرٹی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہوئے تو ٹائیگر پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوانا اس کی کرسی کی سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔

”تم بھی بیٹھ جاؤ جوانا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ یہ پیشہ ور قاتل ہے اور خاصے مضبوط اعصاب کا مالک ہو گا اس لئے اس کو لائن پر لانے کے لئے مجھے بار بار اٹھنا پڑے گا اس لئے میرا کھڑا رہنا زیادہ بہتر ہو گا“۔ جوانا نے جواب دیا تو ٹائیگر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد

جیرٹی نے آنکھیں کھولیں اور پھر سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

”بے ہوشی کی وجہ سے تمہارا نشہ اب اتر چکا ہو گا جیرٹی اور مجھے تم پہچانتے ہو۔ میرا نام ٹائیگر ہے“...... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر یہ۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ یہ دیو کون ہے“...... جیرٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے پیکارڈ ہوٹل کے مین گیٹ سے بھاگ کر نکلتے ہوئے ریکس کو ہلاک کیا اور پھر تم خود عقبی راستے سے فرار ہو گئے۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ تم نے ریکس کو کس کے کہنے پر ہلاک کیا ہے“۔ جوانا نے کہا۔

”یہ سب غلط ہے۔ میں تو پیکارڈ ہوٹل گیا ہی نہیں“...... جیرٹی نے اس بار خاصے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ ابھی تمہاری یادداشت کام شروع کر دے گی“۔ جوانا نے کہا اور جیب سے خنجر نکال کر وہ بڑے جارحانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔

”یہ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ رک جاؤ“...... جیرٹی نے اسے جارحانہ انداز میں اپنی طرف آتے دیکھ کر چیخ کر کہا لیکن جوانا نے رکنے کی بجائے قریب پہنچ کر ہاتھ گھمایا اور دوسرے لمحے جیرٹی کی ایک آنکھ کا ڈھیلا کٹ کر باہر آ گرا اور کمرہ اس کے حلق سے نکلنے

والی چیخوں سے گونج اٹھا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا''...... جوانا نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا اور خنجر اس کے لباس سے صاف کرنے لگا۔

''تم۔تم ظالم ہو۔ سفاک ہو''...... جیرٹی کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلنے لگے۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں بتا دو ورنہ''...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں نے اس آدمی کو ہلاک کیا ہے۔ میرا تعلق ہارسن گروپ سے ہے۔ ہارسن نے مجھے حکم دیا کہ ریکس جو کہ کافرستان کے لئے کام کرتا ہے پیگارڈ ہوٹل میں موجود ہے اسے فوری ہلاک کرنا ہے تو میں وہاں پہنچا اور میں نے گن پوائنٹ پر اسے اٹھایا تاکہ ہوٹل سے باہر لے جا کر اسے کسی علیحدہ جگہ پر گولی مار دوں لیکن اس نے گیٹ کے قریب پہنچ کر اچانک مجھے دھکا دیا اور باہر دوڑ گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر وہ ایک بار ہاتھ سے نکل گیا تو پھر اس کا دستیاب ہونا محال ہو گا اس لئے میں نے اسے عقب سے گولی ماری اور پھر عقبی دروازے سے نکل گیا۔ پھر میں نے ہارسن کو رپورٹ دی اور اپنے فلیٹ پر چلا گیا۔ وہاں جا کر میں نے شراب پی۔ پھر میری آنکھ کھلی تو میں یہاں موجود تھا''...... جیرٹی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہارسن کا فون نمبر کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا تو جیرٹی نے نمبر بتا دیا۔

''اسے ختم کر دو جوانا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جوانا کا ہاتھ گھوما اور خنجر جیرٹی کی شہ رگ میں اترتا چلا گیا جبکہ ٹائیگر اٹھ کر تیزی سے بلیک روم سے باہر آیا اور پھر دوسرے کمرے میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہارسن کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ ہارسن سے بات کراؤ''۔ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ہارسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں ہارسن''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... ہارسن نے چونک کر کہا۔

''تمہارا آدمی جیرٹی جس نے پیگارڈ ہوٹل میں ریکس کو ہلاک کیا ہے سپیشل ایجنسی کی تحویل میں چلا گیا ہے کیونکہ ریکس جس کو تم نے ہلاک کرایا ہے اس کا تعلق کافرستان سے تھا اور اس کے پیچھے سپیشل

ایجنسی لگی ہوئی تھی اور جیرٹی سے انہوں نے معلوم کر لیا ہے کہ تم نے اسے جیرٹی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا''...... ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سپیشل ایجنسی۔ اوہ پھر''...... دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو۔ سپیشل ایجنسی میں میرا اثر و رسوخ موجود ہے اس لئے تمہاری جان بچائی جا سکتی ہے اور وہ بھی اس لئے کہ انہوں نے تم سے معلومات حاصل کرنے کا ٹاسک مجھے دیا ہے۔ اگر تم بتا دو کہ ریکس کے بارے میں کیا تفصیل ہے اور کیوں اسے ہلاک کرایا گیا ہے تو تم بچ سکتے ہو ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہیں بتانا تو پڑے گا لیکن پھر تم کھلی آنکھوں سے کبھی سورج نہ دیکھ سکو گے''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن اس طرح تو میری ساکھ بھی ختم ہو جائے گی''...... بارسن نے کہا۔

''میرے بارے میں تم جانتے ہو اس لئے کھل کر بتاؤ۔ تمہاری ساکھ قائم رہے گی اور تم بھی زندہ بچ جاؤ گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ ریکس کو ہلاک کرنے کی بکنگ گھاٹ پر موجود ریڈ لائٹ ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر فناج نے کرائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ آج رات ہونے سے پہلے اسے ہلاک ہو جانا چاہئے اس لئے میں نے جیرٹی کے ذمے یہ کام لگایا

تھا کیونکہ وہ ہر صورت میں کام کر گزرتا ہے''...... بارسن نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب سب کچھ بھول جاؤ''...... ٹائیگر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''بندرگاہ کے ریڈ لائٹ ہوٹل کا نمبر دیں''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ریڈ لائٹ ہوٹل''...... رابطہ ہونے پر ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''رچرڈ سے بات کراؤ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''رچرڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بھاری اور سرد تھا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں رچرڈ۔ کیا تم ایک ہزار ڈالر اس طرح کمانا چاہتے ہو کہ کسی کو علم بھی نہ ہو سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ کیوں نہیں۔ مجھے تو ویسے بھی ان دنوں رقم کی اشد

ضرورت ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''تو پھر کسی محفوظ فون کا نمبر بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ یہ بات ہے تو کرو نوٹ نمبر''...... رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔ ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر رچرڈ کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی رچرڈ کی آواز سنائی دی لیکن اس نے صرف یس کہا تھا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اب تم کھل کر بات کر سکتے ہو۔ کیا مسئلہ ہے''۔ رچرڈ نے کہا۔

''تمہارے باس فناج نے کافرستانی ایجنٹ ریکس کو رات پڑنے سے پہلے پہلے ہلاک کرنے کے لئے ہارسن کو بک کیا اور ہارسن نے اپنے خاص آدمی جیرٹی کو یہ ٹاسک دیا اور جیرٹی نے ہوٹل پیگارڈ میں اس ریکس کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ کیا تمہارے پاس رپورٹ پہنچ چکی ہے'' .. ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ رپورٹ تو کافی پہلے مل چکی ہے لیکن تمہیں اتنی تفصیل کا کیسے اور کہاں سے علم ہو گیا۔ خاص طور پر فناج کے بارے میں''...... رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جس طرح تمہیں رقم کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح دوسروں کو بھی رقم کی ضرورت پڑ جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ سب کو

یہ بھی معلوم ہے کہ ٹائیگر انتہائی اصول پسند ہے۔ وہ جان تو دے سکتا ہے لیکن اپنی پارٹیوں کے نام سامنے نہیں لا سکتا اس لئے مجھے وہ سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے جو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ میری ان معاملات میں کوئی ذاتی دلچسپی نہیں ہوتی۔ میں بھاری معاوضے پر کام کرتا ہوں اور تھوڑا سا معاوضہ خرچ کر کے باقی رقم کما لیتا ہوں''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میرا معاوضہ بھی بڑھا دو''...... رچرڈ نے کہا۔

''تم میرے دوست ہو اس لئے میں نے خود تمہیں ایک ہزار ڈالر کی آفر کر دی ہے ورنہ تمہارے ہوٹل کا کوئی دوسرا آدمی صرف دو اڑھائی سو ڈالر میں سب کچھ بتا دے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا معلوم کرنا چاہتے ہو''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا باس فناج ایسی کون سی سرگرمی میں مصروف ہے جس کے لئے اسے رات سے پہلے پہلے ریکس کو ہلاک کرانے کی بکنگ کرانی پڑی اور سن لو کہ مجھ سے غلط بیانی کرنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری ٹائیگر۔ ایک ہزار ڈالر میں یہ سب کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ کم از کم دس ہزار ڈالر تمہیں دینے

ہوں گے اور ساتھ ہی حلف بھی دینا ہو گا کہ میرا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا ورنہ سوری۔ میں نے ایک ہزار ڈالر کے لئے خودکشی نہیں کرنی''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دس ہزار ڈالر مل جائیں گے اور میں یہ بھی حلف دیتا ہوں کہ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا لیکن معلومات درست ہونی چاہئیں ورنہ تم خودکشی بھی نہ کر سکو گے''...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے ٹائیگر اس لئے تو میں تمہیں بتانے پر آمادہ بھی ہو گیا ہوں۔ سنو۔ کافرستان کی ایک پارٹی جس کا تعلق کافرستان کی کسی سپیشل ایجنسی سے ہے یہاں پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے ایک سائنس دان ڈاکٹر مجید کو کسی خفیہ لیبارٹری سے نکال کر کافرستان لے جانا تھا۔ ریکس کے ذمے یہ کام لگایا گیا۔ ریکس یہاں طویل عرصے سے کام کر رہا تھا۔ اس کے تعلقات اس خفیہ لیبارٹری میں کسی سے تھے۔ اس آدمی کے ذریعے اس ڈاکٹر مجید سے بات ہوئی اور ڈاکٹر مجید بہت بڑی رقم کے عوض ان کے ساتھ کافرستان جانے پر تیار ہو گیا لیکن پاکیشائی حکام ڈاکٹر مجید کی انتہائی سخت نگرانی کر رہے تھے اور ان کے لیبارٹری سے باہر آنے پر سخت پابندی تھی اس لئے ریکس نے ایک اور چکر چلایا۔ لیبارٹری کا ایک آدمی جو اس ڈاکٹر مجید کی قد وقامت کا تھا اسے بھاری رقم کے عوض گانٹھا گیا اور

وہ آدمی اس لیبارٹری سے باہر آیا تو ریکس نے اس کی جگہ اپنا ایک تربیت یافتہ آدمی جس کا اصل نام شنکر تھا لیبارٹری میں اس آدمی کے میک اپ میں بھجوایا۔ اس کے ساتھ خفیہ باکس جس میں جدید ترین میک اپ کا سامان تھا جو عام میک اپ واشر سے چیک نہ ہو سکتا تھا اندر بھجوایا اور پھر اس آدمی نے خود پر ڈاکٹر مجید کا میک اپ کر لیا جبکہ ڈاکٹر مجید پر اپنا میک اپ کر کے اس نے ڈاکٹر مجید کی جگہ سنبھال لی اور ڈاکٹر مجید کو اپنے روپ میں لیبارٹری سے باہر بھجوا دیا۔ جہاں سے ریکس نے اسے یہاں پروگرام کے مطابق ریڈ لائٹ ہوٹل پہنچا دیا۔ وہ سپیشل پارٹی یہاں پہنچ گئی۔ ریکس نے چونکہ ان سے انتہائی بھاری رقمیں باقاعدہ بلیک میل کر کے وصول کر لی تھیں اور پھر وہ اس لئے بھی ریکس کو درمیان سے ہٹانا چاہتے تھے کہ بعد میں بھی کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر مجید کہاں گیا اس لئے ریکس کو فوری طور پر ہلاک کرنے کے لئے ہارن کو بکنگ کرا دی گئی اور پھر یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ریکس کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... رچرڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب یہ ڈاکٹر مجید کہاں ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس کے یہاں پہنچتے ہی باس فناج اسے اس سپیشل پارٹی سمیت اپنی سپیشل لانچ میں بٹھا کر کافرستان چھوڑنے چلا گیا تھا۔ اب تک وہ کافرستان پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ ریکس کو اس لئے رات سے پہلے پہلے ہلاک کرنے کا کہا گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر مجید کی

جگہ لیبارٹری میں رہ جانے والا آدمی رات ہوتے ہی کسی اور کا میک اپ کر کے باہر آ جائے گا اور اس آدمی کو فوری ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے پارٹی چاہتی تھی کہ ڈاکٹر مجید کی گمشدگی کا پتہ چلنے سے پہلے ہی ریکس کا بھی خاتمہ ہو جانا چاہئے''...... رچرڈ نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس سپیشل پارٹی کی کیا تفصیل ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس کے لئے مزید پانچ ہزار ڈالر دینے ہوں گے تمہیں''۔ رچرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مل جائیں گے۔ بولو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اصل پارٹی ایک عورت ہے جس کا اصل نام تو کچھ اور ہے لیکن وہ مایا دیوی کے نام سے یہاں رہی ہے۔ کافرستانی سفارت خانے کے کلچر اتاشی جوشی کی اسسٹنٹ مایا دیوی کے روپ میں۔ جوشی اور اس عورت نے مل کر یہ ساری کارروائی کی ہے کیونکہ ریکس جوشی کے تحت ہی کام کرتا تھا۔ اب وہ مایا دیوی ہی ڈاکٹر مجید کے ساتھ کافرستان گئی ہے۔ جوشی واپس سفارت خانے واپس چلا گیا ہے''...... رچرڈ نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لانچ کی کیا تفصیل ہے اور یہ کب روانہ ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا تو رچرڈ نے تفصیل بتا دی۔

''او کے۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو۔ کل کسی بھی وقت تمہارے اکاؤنٹ میں پندرہ ہزار ڈالر جمع کرا دیئے

جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

''او کے۔ اب سب کچھ بھول جاؤ''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا جہاں جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔

''بڑی دیر باتیں کی ہیں تم نے۔ کیا ہو رہا تھا''...... جوانا نے پوچھا تو ٹائیگر نے انہیں تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم ترین معاملہ ہے۔ اسے فوراً باس کے نوٹس میں آنا چاہئے''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ فون کی بجائے مجھے خود فلیٹ پر جا کر باس کو تفصیل بتانی چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ساری تفصیل میں ماسٹر کو بتاؤں گا کیونکہ یہ کیس سنیک کلرز کا ہے''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بتا دینا۔ آؤ میرے ساتھ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں یہیں سے فون پر بتا دوں گا۔ البتہ تم ماسٹر کے فلیٹ پر چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ ماسٹر تم سے مزید تفصیلات معلوم کرے''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور وسیع و عریض پورچ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوانا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔

عمران اپنے فلیٹ کے ڈریسنگ روم میں تھا۔ وہ تیار ہو کر دانش منزل جانا چاہتا تھا کیونکہ دانش منزل سے بلیک زیرو نے اسے فون کر کے بتا دیا تھا کہ ناٹران کے مطابق وہاں کافرستان میں پوری چھان بین کر لی گئی ہے لیکن وہاں کسی کو بھی اس دھات کے بارے میں علم نہیں ہے اور اس آدمی گل زیب کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں کہ وہ معدنیات انجینئر تھا اور اکیلا رہتا تھا، غلط فطرت آدمی تھا اس لئے اس کا زیادہ تر وقت مختلف بدنام کلبوں میں ہی گزرتا تھا۔ پھر اسے ایسے ہی ایک کلب میں ہلاک کر دیا گیا۔ اس کو ہلاک کرنے والے کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا کہ اسے ہلاک کرنے والا ایک عام ساغنڈہ تھا جس سے اس گل زیب کی تلخ کلامی ہو گئی تھی اور اس نے پولیس کے ذریعے اس غنڈے پر خاصا تشدد کرایا تھا جس کے انتقام میں اس غنڈے نے

اسے سرعام ہلاک کر دیا تھا۔

البتہ ناٹران نے یہ بھی بتایا تھا کہ گل زیب بڑے طویل عرصے تک پاکیشیا میں بھی رہا تھا اور وہاں کسی ریکس نامی آدمی سے اس کے بڑے گہرے تعلقات تھے اور بتایا گیا تھا کہ ریکس نامی آدمی پاکیشیا میں کافرستان کا بڑا فعال ایجنٹ ہے۔ اس سے زیادہ ناٹران اور کچھ معلوم نہ کر سکا تھا اس لئے عمران نے سوچا کہ وہ لباس تبدیل کر کے خود دانش منزل جائے اور پھر خود ناٹران سے مزید بات چیت کر کے اس بارے میں فیصلہ کرے کہ اسے مزید کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں لیکن ابھی وہ ڈریسنگ روم سے نکلا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جوانا بول رہا ہوں ماسٹر۔ رانا ہاؤس سے“...... دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ جوانا اس طرح فلیٹ پر شاذونادر ہی فون کرتا تھا۔

”کیا ہوا۔ کیا جوزف سے لڑائی ہو گئی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں ماسٹر۔ میں سنیک کلرز کے چیف کی حیثیت سے آپ کو ایک اہم معاملے میں بریفنگ دینا چاہتا ہوں“...... جوانا نے جواب

دیا۔

''سنیک کلرز کا سپر چیف تو ایکسٹو ہے۔ میں خود تمہاری ٹیم کا ایک چھوٹا سا ممبر ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''معاملہ چونکہ فنش نہیں ہوا اس لئے آپ کو تو بریفنگ دی جا سکتی ہے۔ چیف کو نہیں''...... جوانا نے جواب دیا۔

''اچھا بتاؤ۔ سنیک کلرز نے کتنے سانپ اور کس کس نسل کے مارے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ میں اور جوزف آپ کو اطلاع دے کر ہوٹل پیکارڈ ایک فنکشن کے سلسلے میں گئے تھے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ پھر''...... عمران نے کہا۔

''وہاں ایک آدمی کو سب کے سامنے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور قاتل عقبی دروازے سے نکل کر فرار ہو گیا۔ بہرحال یہ ایک عام سا واقعہ تھا اس لئے ہم نے اس کا نوٹس نہ لیا لیکن اس واقعے کی وجہ سے ہوٹل کا فنکشن منسوخ کر دیا گیا۔ میں اور جوزف واپس آنے والے تھے کہ ہوٹل کے نئے مینجر نے مجھے اپنے آفس میں بلا لیا۔ وہ ایکریمین نژاد تھا اور ایکریمیا میں طویل عرصے تک میرا دوست رہا تھا''...... جوانا نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب تمہارے دوستوں نے تمہاری مستقل جلاوطنی کو محسوس کرتے ہوئے خود ہی پاکیشیا کا رخ کر لیا ہے''۔ عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے ہوٹل کے

مینجر سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی اور پھر ٹائیگر کو کال کرنے سے لے کر ٹائیگر کے اس قاتل کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنے، اس سے ہونے والی پوچھ گچھ کے بعد ٹائیگر نے فون پر جو معلومات حاصل کی تھیں وہ ساری دوہرا دیں تو عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی پریشان کن باتیں ہیں۔ ٹائیگر کہاں ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ آپ کے فلیٹ پہنچ رہا ہے تاکہ آپ کو مزید تفصیل بتا سکے اور اگر آپ مزید کچھ معلوم کرنا چاہیں تو آپ اس سے پوچھ سکیں''...... جوانا نے کہا۔

''ویری گڈ جوانا۔ تمہاری اور تمہاری تنظیم کی کارکروگی بے حد شاندار ہے۔ میں چیف کو رپورٹ دیتے ہوئے تمہاری کارکردگی کی خصوصی تعریف کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو ماسٹر۔ یہ سب آپ کی وجہ سے ہے''...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

''اوہ۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات جو تم اس قدر سنجیدہ ہو''۔ سرداور نے کہا۔

''میں نے آپ سے کہا تھا کہ ڈاکٹر مجید کے سلسلے میں خصوصی حفاظتی اقدامات کئے جائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے احکامات دے دیئے تھے۔ کیوں کیا ہوا''۔ سرداور نے چونک کر کہا۔

''ڈاکٹر مجید کافرستان پہنچ بھی چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... دوسری طرف سے قدرے چیخ کر کہا گیا۔

''چیف کو اطلاع مل چکی ہے اور اس نے جو تحقیقات کرائی ہیں اس کے مطابق ڈاکٹر مجید بھاری رقم کے عوض خود ہی اپنی مرضی سے کافرستان چلے گئے ہیں۔ البتہ انہیں لیبارٹری سے نکالنے کے لئے باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جوانا کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

''ویری بیڈ۔ ڈاکٹر مجید بھی غداری کر سکتے ہیں۔ ایسا تو کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا''...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ معلوم کرائیں کہ اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ میں آپ کو ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... سرداور نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ سلیمان کسی کام کے لئے کوٹھی گیا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آنے والا ٹائیگر ہوگا۔

''کون ہے''...... عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

''ٹائیگر ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

''آؤ''...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر کے اندر آنے پر اس نے دروازہ لاک کر دیا اور پھر ٹائیگر کے سلام کا جواب دے کر وہ اسے ساتھ لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔

''جوانا نے آپ کو فون کیا ہوگا باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم مجھے اپنے طور پر تمام تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جوانا کی طرف سے اسے ٹرانسمیٹر کال کرنے سے لے کر فون پر رچرڈ سے ہونے والی ساری بات چیت دوہرا دی۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہاں اصل آدمی ریکس تھا جسے راستے سے ہٹا دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن اس کی پشت پر جوشی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ جوشی سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ مایا دیوی کون تھی۔ اس کے بارے میں معلومات مل جائیں تو پھر وہاں کافرستان میں کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس جوشی پر کام کرتا ہوں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ڈاکٹر مجید کے وہاں پہنچنے کے بعد اب ہمارے پاس مزید وقت نہیں ہے اس لئے جو کچھ تم نے کرنا ہے جلد از جلد کرنا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا لیکن ایک درخواست ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''آپ مجھے بھی اس مشن پر اپنے ساتھ لے جائیں''...... ٹائیگر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ کیا کوئی خاص وجہ''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ بڑا عرصہ ہو گیا ہے۔ آپ کے ساتھ مشن پر کام کئے ہوئے اور جب بھی ایسا موقع مجھے ملتا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میری بیٹری ری چارج ہو گئی ہو''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب تم باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل ہونے کے لئے پر تول رہے ہو۔ زیر زمین دنیا سے تمہارا دل اچاٹ ہوتا جا رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں باس۔ ویسے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہونا

میرے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہے لیکن میں آپ کا شاگرد ہوں اور آپ ہی سیکرٹ سروس میں شامل نہیں تو میں کیسے ہو سکتا ہوں۔ البتہ مشن پر آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے جو مسرت اور خوشی ہوتی ہے اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر کیوں نہ روزی راسکل کو بھی ساتھ لے لیا جائے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار منہ بنا لیا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ تم جا کر اس جوشی پر کام کرو۔ میں چیف سے کہوں گا کہ تمہیں بھی ساتھ جانے کی اجازت دے دی جائے بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ مشن ہے ہی سنیک کلرز کا اس لئے کیوں نہ چیف سے درخواست کی جائے کہ یہ مشن سنیک کلرز سے ہی مکمل کرایا جائے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ کھل اٹھا۔

''لیکن باس ایسا نہ ہو کہ چیف صرف سنیک کلرز کو بھجوا دے اور آپ ساتھ جائیں ہی نہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر میں ساتھ نہ گیا تو وہ چھوٹا سا چیک بھی نہیں ملے گا اور اگر چیک نہ ملا تو آغا سلیمان پاشا نے خود سنیک کلر بن جانا ہے اور میں بے چارہ بے زہر کا سنیک جس کا سپیرے تماشا دکھاتے ہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر مسکراتا ہوا اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے اب دانش منزل

جانے کی بجائے رسیور اٹھانا مناسب سمجھا تا کہ سرداور سے معلومات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس جوشی کے بارے میں بھی معلومات مل جائیں۔ اس کے بعد وہ کوئی لائحہ عمل طے کر سکتا تھا۔

کافرستان کے پرائم منسٹر اپنے آفس میں موجود ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے بہت سے رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... پرائم منسٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

''مادام شاتری سپیشل میٹنگ روم میں پہنچ چکی ہیں''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''اوہ اچھا۔ میں آ رہا ہوں''...... پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے فائل بند کر کے ایک طرف ٹرے میں رکھی اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر آفس کے عقبی دروازے سے نکل کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری کو کراس کر کے ایک بند دروازے پر پہنچے اور اسے دھکیل کر کھولتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا

کمرہ تھا جسے سیٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے میں ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ پرائم منسٹر کو دیکھ کر ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور اس نے پرنام کرنے کے انداز میں دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ اس نے جینز کی چست پینٹ اور شرٹ کے اوپر سیاہ لیدر کی لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سنہری رنگ کے لچھے دار بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ کانوں میں سفید رنگ کے بُندوں کے ساتھ ساتھ اس کی ناک میں ایک چھوٹی سی نتھلی موجود تھی۔ چہرے پر معصومیت تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی گھریلو لڑکی ہو۔

''بیٹھو شاتری''...... پرائم منسٹر نے کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کے بیٹھنے کے بعد وہ بھی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئی۔

''تمہاری بھیجی ہوئی تفصیلی رپورٹ میں نے پڑھ لی ہے۔ تم نے واقعی اچھا کام کیا ہے کہ اس ریکس کو ہلاک کرا دیا۔ اب کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ ڈاکٹر مجید کہاں ہے۔ میں نے تمہاری رپورٹ اور تمہارے بارے میں تمام تفصیل صدر صاحب کے گوش گزار کر دی ہے اور صدر صاحب تمہاری کارکردگی پر بے حد خوش ہوئے ہیں''...... پرائم منسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ البتہ بولتے ہوئے اس کی نظریں اس طرح شاتری پر جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

''آپ کی اور جناب صدر کی کرپا ہے''...... شاتری نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''تم نے فون کیا تھا کہ تم ملاقات چاہتی ہو۔ کیا بات ہے۔ کیا چاہتی ہو''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''جناب۔ میں چاہتی ہوں کہ اگر پاکیشیا سے کوئی ٹیم ڈاکٹر مجید کے پیچھے آئے تو آپ یہ کیس میری ایجنسی کو دیں۔ کسی اور کو نہ دیں''...... شاتری نے کہا۔

''اس کی کوئی خاص وجہ۔ یہاں تم سے زیادہ تجربہ کار لوگ موجود ہیں۔ سیکرٹ سروس ہے، پاور ایجنسی ہے۔ ایسی ہی اور بھی ایجنسیاں ہیں اور صدر مملکت ویسے بھی پاکیشیا کے بارے میں بے حد چڑے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''جناب۔ یہ درست ہے کہ میری ایجنسی نئی ہے لیکن میری ایجنسی کی سب لڑکیاں بے حد منجھی ہوئی اور تربیت یافتہ ہیں جبکہ پاکیشائی ایجنٹ سیکرٹ سروس اور پاور ایجنسی کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں اور وہ ان سے کئی بار ٹکرا بھی چکے ہیں اس لئے یکسر نئی ایجنسی ان پرانی ایجنسیوں کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں کام کر سکے گی''...... شاتری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن صدر صاحب نہیں مانیں گے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''اگر آپ اصرار کریں تو ضرور مان جائیں گے''...... شاتری

نے اس بار قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر بے اختیار مسکرا دیئے۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ اگر اس بار پاکیشیائی ایجنٹ آئے تو کیس تمہاری ایجنسی کو دیا جائے گا''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ میں آپ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھوں گی''...... شاتری نے کہا۔

''ہاں۔ اچھے لوگ احسان کو یاد رکھتے ہیں۔ بہرحال اب تم جا سکتی ہو''...... پرائم منسٹر نے کہا تو شاتری اٹھی اور پرنام کر کے مڑی اور دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے جانے کے بعد پرائم منسٹر بھی کرسی سے اٹھے اور اسی راستے سے واپس اپنے آفس پہنچ گئے جہاں سے وہ آئے تھے۔ انہوں نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ صدر اور ان کے درمیان ہاٹ لائن تھی جسے کسی صورت نہ سنا جا سکتا تھا اور نہ ٹیپ کیا جا سکتا تھا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی صدر مملکت کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''پرائم منسٹر بول رہا ہوں جناب''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میگانم کے سلسلے میں آپ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ اب تو ڈاکٹر مجید بھی کافرستان پہنچ چکے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''میں نے اس معاملہ پر بہت سوچا ہے کیونکہ بین الابراعظمی میزائل بنانے کی باری تو بعد میں آئے گی پہلے اس دھات سے ایندھن تو تیار کرایا جائے اور میزائل سپیشلسٹ سائنس دان پریم داس ہیں۔ ان سے بھی میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کاکش پہاڑی علاقے میں موجود لیبارٹری کو اس کام کے لئے تجویز کیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اگر یہ کام کرشناس پہاڑی علاقے میں موجود لیبارٹری میں ہو سکے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ کرشناس میں یہ لیبارٹری ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہے اور اسے شروع سے ہی اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ اس کے بارے میں پاکیشیا تو کیا دنیا کے کسی اور ملک کو بھی اطلاع نہ ہو گی جبکہ کاکش لیبارٹری کے بارے میں سب جانتے ہیں اور اگر اس دھات کے بارے میں پاکیشیا تو ایک طرف کسی سپر پاور کو بھنک بھی پڑ گئی تو ان کے ایجنٹ دیوانہ وار یہاں ٹوٹ پڑیں گے اور لامحالہ ان سب کا خیال کاکش لیبارٹری کی طرف ہی جائے گا''...... صدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے جناب۔ پھر کرشناس لیبارٹری کو ہی سلیکٹ کر لیا جائے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''اس سلسلے میں صرف ایک قباحت موجود ہے کہ یہ علاقہ ناپال کی سرحد سے قریب ہے اور کافرستانی دارالحکومت سے خاصا دور ہے اور وہاں حفاظت کی غرض سے ہمیں لامحالہ سیکرٹ سروس یا پاور

ایجنسی کو تعینات کرنا پڑے گا اور پاکیشیائی ایجنٹ ان دونوں کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی وہاں موجودگی سے ہی وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ کام وہاں ہو رہا ہے''...... صدر نے کہا۔

''جناب۔ اس کا تو بڑا آسان اور فول پروف حل ہے''۔ پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

''وہ کیا''...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

''نئی ایجنسی وائٹ برڈز کو وہاں بھیج دیا جائے کیونکہ وائٹ برڈز کی چیف شاتری نے پاکیشیا میں ڈاکٹر مجید کو لے آنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور پھر اس ایجنسی کے بارے میں پاکیشیا تو کیا دنیا کے کسی ملک کے ایجنٹ نہیں جانتے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''اوہ یس۔ آپ نے درست سوچا ہے۔ وائٹ برڈز کی چیف شاتری نے ہی ڈاکٹر مجید کو پاکیشیا سے اغوا کرایا ہے اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کچھ نہیں جانتی۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ سمری تیار کرا کر بھجوا دیں میں دستخط کر دوں گا۔ لیکن آپ نے وائٹ برڈز کو خصوصی احتیاط کا حکم دینا ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے میں اور یہ بھی سن لیں کہ اس معاملے میں آپ کے اور میرے علاوہ کسی تیسرے کو علم نہیں ہونا چاہئے''...... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا''...... پرائم منسٹر نے مسرت بھرے لہجے

میں کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر انہوں نے بھی رسیور رکھ دیا اور سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر انہوں نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''شاتری سے میری بات کراؤ''...... پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرائم منسٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''میڈم شاتری لائن پر موجود ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... پرائم منسٹر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کہا۔

''شاتری بول رہی ہوں سر''...... شاتری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مترنم تھا۔

''فوراً میرے آفس پہنچ جاؤ۔ تم سے تفصیلی بات کرنی ہے''۔ پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کریڈل دبایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ان کی سپیشل سیکرٹری کی مؤدبانہ اور مترنم آواز سنائی دی۔

''شاتری آ رہی ہے اسے میرے آفس بھجوا دینا اور سپرنٹنڈنٹ

سپیشل سیکشن کو بھی میرے آفس بھجوا دو‘‘...... پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ سپرنٹنڈنٹ سپیشل سیکشن وکرم تھا۔ اس نے اندر آ کر مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

’’بیٹھو‘‘...... پرائم منسٹر نے خشک لہجے میں کہا تو وکرم مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’میگانم دھات کو کرشناس لیبارٹری میں بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر مجید کو بھی وہیں بھجوایا جائے گا اور اس لیبارٹری کی حفاظت وائٹ برڈز ایجنسی کرے گی‘‘...... پرائم منسٹر نے کہا۔

’’یس سر‘‘...... وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’فوراً سمری تیار کرا کر میرے دستخط کراؤ اور پھر یہ سمری خود پریذیڈنٹ ہاؤس لے جاؤ اور صدر صاحب کے دستخط کرا کر خود ہی واپس لے آؤ۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے اس لئے اسے تم نے ہی فائنل کرنا ہے۔ تمام انتظامات بھی تم نے خود ہی کرنے ہیں‘‘...... پرائم منسٹر نے کہا۔

’’یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر‘‘...... وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ جاؤ لیکن خیال رکھنا یہ ٹاپ سیکرٹ ہے اور کسی صورت بھی لیک آؤٹ نہیں ہونا چاہئے ورنہ تمہاری باقی ماندہ زندگی

جیل میں ایڑیاں رگڑتے ہوئے گزرے گی‘‘...... پرائم منسٹر نے خشک اور سرد لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... وکرم نے اٹھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی واپس مڑ گیا تو پرائم منسٹر نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کمر کرسی کی پشت سے لگا لی۔ اب اسے خوبصورت شاتری کا انتظار تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ اسے شاتری بے حد پسند تھی لیکن چونکہ اس کا عہدہ ایسا تھا کہ وہ اس بارے میں صرف سوچ سکتا تھا اور شاید یہی سوچ تھی کہ اس نے شاتری کو دوبارہ اپنے خصوصی آفس میں کال کر لیا تھا تاکہ مزید کچھ وقت اس کی معیت میں گزار سکے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ناٹران کی طرف سے کیا رپورٹ آئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ اس دھات کو ٹریس کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر مجید کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بار انتہائی رازداری سے کام لیا گیا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"وہ سرخ ڈائری دکھاؤ"...... چند لمحوں بعد عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر اس نے عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ عمران نے اسے کھول کر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی گئیں۔ اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راما کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر سے بات کراؤ۔ میں ولنگٹن سے مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپیشل فون نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ نوٹ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔ پھر چند منٹ ٹھہر کر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ماسٹر''..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''اوہ آپ۔ فرمائیں۔ کیا حکم ہے''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو جس کا نام ڈاکٹر مجید ہے کافرستان نے اغوا کرایا ہے۔ یہ سائنس دان میزائل سازی کے شعبے میں کام کرتا ہے۔ اس کے اغوا میں پاکیشیا میں کافرستانی سفارت خانے کے کلچرل اتاشی جوشی نے مین کردار ادا کیا ہے لیکن وہ واپس کافرستان چلا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی جسے اس نے اپنی اسسٹنٹ مایا دیوی کا روپ دے رکھا تھا۔ ڈاکٹر مجید اپنی رضامندی سے ان کے ساتھ گیا ہے اور یہ لانچ کے ذریعے پاکیشیا سے کافرستان پہنچے ہیں اور لانچ لے جانے والے کے مطابق یہ سندر گھاٹ پر اترے ہیں۔ کیا تم ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو''..... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن معاوضہ دوگنا ہو گا۔ پانچ لاکھ ڈالر''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیسے معلوم کرو گے''..... عمران نے پوچھا۔

''جوشی کو میں جانتا ہوں۔ میں اسے کور کروں گا اور پھر جوشی کے ذریعے سب کچھ معلوم ہو جائے گا''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کتنا وقت لو گے''..... عمران نے پوچھا۔

''آپ دو گھنٹے بعد اسی نمبر پر فون کر کے معلوم کر لیں کہ میں کتنا وقت لوں گا۔ اس دوران میں ضروری اور بنیادی معلومات حاصل کر لوں گا''..... ماسٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اپنے بینک اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دو''..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مطلوبہ تفصیل بتا دی گئی تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''ناٹران کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ مطلوبہ رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کرا دے''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا لیا جبکہ عمران نے کرسی کی پشت سے سر لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔

''آپ بہت زیادہ الجھے ہوئے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ''..... فون سے فارغ ہونے کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ایسی کوئی خاص بات نہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ واردات بھی ہو گئی ہے لیکن ہم ابھی تک مکمل اندھیرے میں ہیں''..... عمران نے آنکھیں کھول کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے یہ سب کچھ کسی لیبارٹری میں بھجوایا جائے گا اس لئے کیوں نہ میں ناٹران سے کہوں کہ وہ کافرستان کی تمام ایسی لیبارٹریاں چیک کرائے جہاں میزائلوں کے ایندھن یا براہ راست

بین الابراعظمی میزائلوں پر کام ہو سکے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی تو رونا ہے۔ اس بار ناٹران کی کارکردگی زیرو جا رہی ہے۔ اس بارے میں سارے معاملے کو اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ اگر جوانا اور ٹائیگر کام نہ کرتے تو ہم مکمل اندھیرے میں ہی رہ جاتے“...... عمران نے کہا اور پھر دو گھنٹے اسی طرح کی باتوں میں گزارنے کے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسٹر بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”پرنس۔ آپ کا کام دو روز میں ہو جائے گا۔ آپ مجھے اپنا فون نمبر بتا دیں۔ آپ کو اطلاع دے دوں گا“...... ماسٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دو روز بعد خود فون کر لوں گا“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مجھے تو یہ آدمی بھی ناکام ہوتا نظر آ رہا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”دیکھو کیا ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جوزف بول رہا ہوں رانا ہاؤس سے۔ باس سے اگر آپ کا

رابطہ ہو سکے تو انہیں اطلاع دے دیں کہ جوانا ان کے مطلب کے ایک آدمی کو رانا ہاؤس میں لے آیا ہے تاکہ وہ اس سے پوچھ گچھ کر سکیں“...... دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کون آدمی ہے وہ“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا کیونکہ جوزف نے جس انداز میں بات کی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ جوانا اس کے قریب موجود ہے۔

”اس کا تعلق کافرستانی سفارت خانے سے ہے“...... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اطلاع پہنچا دیتا ہوں اسے“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کسے اٹھا لایا ہے جوانا“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب یہ تو معلوم کرنا پڑے گا۔ ویسے اس بار جوانا خاصی حرکت میں ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس“...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ جوانا سے بات کراؤ“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو ماسٹر۔ میں جوانا بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جوانا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم بڑے عرصے بعد حرکت میں آئے ہو اور اب تمہاری یہ حرکت ماشاء اللہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ کسے اٹھا لائے ہو اور کیوں''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ ٹائیگر نے مجھے بتایا تھا کہ ڈاکٹر مجید کو اغوا کرنے والا کافرستانی سفارت کار جوشی مستقل طور پر کافرستان چلا گیا ہے اور اس کی اسسٹنٹ مایا دیوی بھی ساتھ ہی چلی گئی ہے تو میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اس جوشی کے علاوہ بھی وہاں کے لوگوں کو اس بارے میں علم ہو۔ چنانچہ میں نے وہاں کے سفیر کے باورچی سے بات کی۔ اس نے دس ہزار روپے لے کر مجھے بتایا کہ ایک عورت کافرستان سے آ کر جوشی کے پاس ٹھہری تھی۔ پھر مایا دیوی کو بھی وہیں کال کر لیا گیا۔ اس کے بعد اچانک جوشی اور مایا دیوی واپس کافرستان چلے گئے۔ جب وہ عورت یہاں موجود تھی تو اس وقت سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری موہن بھی اس کے ساتھ رہا تھا اور موہن کا اب بھی جوشی کے ساتھ رابطہ ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اس جوشی اور اس عورت کے بارے میں یہ شخص موہن ضرور کچھ نہ کچھ جانتا ہو گا۔ چنانچہ میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی اور پھر ایک کلب میں مجھے اسے اغوا کرنے کا موقع مل گیا اور میں اسے بے ہوش کر کے لے آیا ہوں۔ میں خود اس سے پوچھ گچھ کرنا

چاہتا تھا لیکن جوزف نے روک دیا اور کہا کہ پوچھ گچھ سے پہلے آپ کو اطلاع دی جائے''...... جوانا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سفارت کار کا اغوا تو حکومت کے لئے مسئلہ بن جائے گا''......عمران نے کہا۔

''تو میں اسے واپس چھوڑ آتا ہوں''...... جوانا نے جواب دیا۔

''نہیں۔ اب اس کی لاش بھی سامنے نہیں آنی چاہئے۔ کلب سے وہ کہیں بھی غائب ہو سکتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ جوانا نے بڑے اہم آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جائے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں موجود تھا۔ کرسی پر راڈز میں ایک ادھیڑ عمر کا آدمی بے ہوشی کے عالم میں جکڑا ہوا موجود تھا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جوانا آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹائے اور پھر واپس آ کر وہ عمران کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔

''الماری سے کوڑا اٹھا لو۔ یہ مجھے تربیت یافتہ آدمی لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے کوڑا لیا اور واپس آ کر عمران کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''تمہارا نام موہن ہے اور تم کافرستانی سفارت خانے میں سیکنڈ سیکرٹری ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر اور حیرت بھرے انداز میں اور عمران اس کے ساتھ کھڑے جوانا کو دیکھنے لگا۔

''م۔ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو''...... موہن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرا ساتھی جوانا ہے''...... عمران نے اپنا اور جوانا کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو موہن کے جسم کو اس طرح زور دار جھٹکا لگا جیسے اچانک اس کے جسم میں کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

''عمران۔ تم عمران۔ مگر۔ مگر۔ مم۔ مم۔ مجھے تم نے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے''...... موہن نے خاصے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کا نام سنتے ہی اس کے چہرے پر حیرت کی بجائے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''میرا نام سن کر تمہارا ردعمل بتا رہا ہے کہ تم مجھے جانتے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''تمہارا نام سنا ہوا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ پاکیشیا کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہو''...... موہن نے کہا۔

''تمہارا تعلق تو سفارت خانے سے ہے۔ پھر تمہیں کیسے ان باتوں کا علم ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں سفارت خانے میں آنے سے پہلے کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے مین آفس میں تھا۔ وہاں تمہارا نام اکثر سننے میں آتا رہتا تھا''...... موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا نام سننے کے بعد تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم جو کچھ تم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ تمہیں چاروناچار بتانا پڑے گا لیکن پھر تمہاری ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی اور جسم کی کھال غائب ہو چکی ہو گی لیکن اگر تم خود ہی درست طور پر سب کچھ بتا دو تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ واپس پہنچا دیا جائے گا اور پھر تم یہاں رہو یا کافرستان واپس چلے جاؤ ہمیں کوئی غرض نہیں ہو گی''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا تم واقعی عمران ہو''...... موہن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور سنو۔ میں نے اس لئے تمہیں اپنا نام نہیں بتایا کہ تم اس انداز میں حیرت کا اظہار کرتے رہو۔ میں نے اس لئے نام

بتایا ہے کہ تم میرا نام سن کر اس بات پر یقین کر لو کہ میں جو کہتا ہوں وہ پورا بھی کرتا ہوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم پوچھو۔ میں جو کچھ جانتا ہوں سچ بتا دوں گا۔ اگر تمہارا نام سامنے نہ آتا تو شاید میں مزاحمت کرتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ میں تم سے کچھ چھپا نہیں سکتا''...... عمران نے کہا۔

''سفارت خانے کا کلچرل اتاشی جوشی اور ایک عورت جو کافرستان سے آئی تھی اور جس نے جوشی کی اسسٹنٹ مایا دیوی کا روپ اختیار کیا تھا یہاں سے ایک سائنس دان کو اغوا کر کے ریڈ لائٹ ہوٹل کے مالک کی لانچ میں کافرستان لے گئے ہیں۔ جوشی بھی کافرستان واپس چلا گیا ہے اور اس کی اسسٹنٹ مایا دیوی بھی۔ تم ہمیں بتاؤ کہ یہ عورت کون تھی اور اب کافرستان میں وہ کہاں مل سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ تمہیں کیسے سب کچھ معلوم ہے حالانکہ یہ سب کچھ انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا''...... موہن نے کہا۔

''حیرت کا اظہار کر کے وقت ضائع مت کرو۔ میری بات کا جواب دو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس عورت کا نام شاتری تھا۔ وہ کافرستان کے پرائم منسٹر کی رشتہ دار ہے اور انتہائی تربیت یافتہ ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے ایک نئی ایجنسی بنائی ہے جس کا نام وائٹ برڈز ہے۔ اس وائٹ برڈز کی چیف یہی شاتری ہے۔ شاتری کافرستان کے دارالحکومت

کے کسی فلیٹ میں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل کا مجھے علم نہیں۔ جوشی کو پرائم منسٹر نے براہ راست فون کر کے شاتری کے بارے میں بتایا اور پھر شاتری جب یہاں پہنچی تو اس نے جوشی کی اسسٹنٹ مایا دیوی کا روپ دھارا اور پھر ایک آدمی ریکس جو پہلے ہی جوشی کے تحت کام کرتا تھا اس نے سائنس دان سے رابطہ کیا۔ سائنس دان بھاری رقم کے عوض خود ہی اپنی رضامندی سے کافرستان جانے پر تیار ہو گیا۔ البتہ شاتری نے اسے لیبارٹری سے باہر نکالنے کا پلان بنایا۔ اس پر عمل جوشی نے کرایا اور پھر شاتری خود بھی اس سائنس دان کے ساتھ کافرستان چلی گئی۔ دوسرے روز جوشی اور مایا دیوی بھی کافرستان چلے گئے تاکہ وہ کسی معاملے میں ملوث نہ ہو سکیں۔ میں اس لئے ان کے ساتھ ملوث اور شامل رہا ہوں کہ میں یہاں سیکنڈ سیکرٹری ہوں اور اس سائنس دان کو معاوضہ میں نے ادا کرنا تھا''...... موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شاتری کو کافرستان میں کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے مزید تو معلوم نہیں ہے کیونکہ شاتری بہت ریزرو اور سرد مزاج عورت تھی۔ وہ کھل کر بات ہی نہیں کرتی تھی۔ اس کا انداز بھی بے حد تحکمانہ تھا۔ بہرحال اس نے خود ہی باتوں کے درمیان ذکر کیا تھا کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ تر شارم کلب میں ہے اور شارم کلب کافرستانی دارالحکومت کا سب سے معروف کلب ہے جہاں

انتہائی اعلیٰ طبقے کے افراد اٹھتے بیٹھتے ہیں''...... موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور جوشی کہاں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا اب بھی اس سے رابطہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ اور مایا دیوی دونوں وزارت خارجہ سیکرٹریٹ میں ہیں۔ ابھی ان کی کسی اور ملک میں تعیناتی نہیں ہوئی''...... موہن نے جواب دیا۔

''او کے۔ تم نے چونکہ سب کچھ سچ بتا دیا ہے اس لئے میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں لیکن چونکہ تم نے پاکیشیا کے سائنس دان کے اغوا میں عملی طور پر حصہ لیا ہے اس لئے تمہیں اس کی ہلکی سی سزا دی جائے گی''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ سارا کام تو انہوں نے کیا ہے اور پھر سائنس دان تو اپنی رضامندی سے گیا ہے''...... موہن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس لئے تو تمہیں معمولی سزا دی جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اسے ہاف آف کر کے کسی پارک میں ڈال دو''...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سزا کیا دینی ہے ماسٹر''...... جوانا نے پوچھا۔

''اتنی سزا ہی کافی ہے۔ بہرحال یہ سفارت خانے سے متعلق

ہے''...... عمران نے جواب دیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو سے سلام دعا کے بعد وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ جوانا کسے اٹھا لایا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''ویری گڈ۔ اس بار تو جوانا واقعی کام کر رہا ہے''...... بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''اس بار تو سارا کام ہی سنیک کلرز کر رہے ہیں۔ ہم تو محض شامل باجا ہیں''...... عمران نے کہا۔

''شامل باجا۔ وہ کیا ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''ارے۔ تمہیں اس خوبصورت بات کا پس منظر معلوم نہیں ہے۔ حیرت ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس وقت یاد نہیں ہے۔ آپ بتا دیں''...... بلیک زیرو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''شادی بیاہ پر بینڈ باجا بجایا جاتا ہے۔ اس میں ایک بڑا سا بگل بھی ہوتا ہے۔ یہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اسے مسلسل پھونک مار کر بجایا نہیں جا سکتا اس لئے وقفے وقفے سے پھونک ماری جاتی ہے۔ اسے شامل باجا کہتے ہیں۔ مین کام تو دوسرے ساز کر رہے ہوتے

ہیں یہ صرف ساتھ شامل ہوتا ہے حالانکہ بظاہر سب سے بڑا وہی نظر آتا ہے۔ یہاں کام تو جوانا اور ٹائیگر کر رہے ہیں جبکہ ہم شامل باجا ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اس بار واقعی ہم شامل باجا ہیں۔ لیکن اب جبکہ سکرین پر سے کافی دھند چھٹ چکی ہے تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس بار ناٹران کے ستارے مسلسل گردش میں رہے ہیں اس لئے اس کے ذریعے کوئی کام بھی نہیں ہو سکا اس لئے میرا خیال ہے کہ ٹائیگر کو وہاں بھیجا جائے''...... عمران نے کہا۔

''آپ خود وہاں چلے جائیں۔ معلومات بھی حاصل کر لیں اور کام بھی مکمل کر آئیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کافرستان کے حکام لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تاک میں ہوں گے۔ چنانچہ سیکرٹ سروس اور پاور ایجنسی کے ساتھ ساتھ اور بھی نئی ایجنسیاں وہاں ہماری کھوج میں ہوں گی اس لئے میرا خیال ہے کہ اس بار ہم ان کی چال ان پر ہی الٹ دیں۔ میں ٹیم کے ساتھ جا کر ادھر ادھر بھاگتا رہوں جبکہ سنیک کلرز مین مشن پر کام کریں۔ اس طرح کام آسانی سے ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''یہ نئی ایجنسی وائٹ برڈز لازماً انتہائی تربیت یافتہ ہوگی۔ کیا یہ

سنیک کلرز کے قابو آ جائے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر اس سپاٹ کا تعین ہو جائے جہاں ڈاکٹر مجید اور میگانم دھات موجود ہے تو پھر یہ کام یہ لوگ آسانی سے کر لیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن سپاٹ کا علم کیسے ہوگا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دیکھو۔ شاید ماسٹر معلومات حاصل کر لے''...... عمران نے کہا۔

''اس سے تو دو روز بعد بات ہوگی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایک آدھ دن سے کوئی فرق نہیں پڑتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شہرۂ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیا ناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سکیم
''گولڈن پیکیج''
تفصیلات معلوم کرنے کے لئے ابھی کال کیجئے
Ph 061-4018666 Mob 0333-6106573
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

کرشناس انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ تھا اور ان پہاڑیوں پر انتہائی گھنے جنگلات بھی تھے۔ کرشناس ناپال کی سرحد سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ یہاں کرشناس نام کا گاؤں قدیم زمانے سے چلا آ رہا تھا جسے اب ٹاؤن کا درجہ حاصل ہو گیا تھا کیونکہ اس کے ارد گرد انتہائی قیمتی لکڑی کے انتہائی گھنے جنگلات موجود تھے اور کافرستانی حکومت کی سرپرستی میں یہ لکڑی جنگلات سے باقاعدہ ایک پلان کے تحت کاٹی اور فروخت کی جاتی تھی اور اس لکڑی کے سودے کرشناس میں ہوتے تھے اور کرشناس سے یہ لکڑی ٹرکوں کے ذریعے ناپال لے جائی جاتی تھی کیونکہ ناپال کرشناس سے بے حد قریب تھا اور پھر ناپال سے یہ لکڑی پوری دنیا میں پہنچا دی جاتی تھی۔

اس لکڑی کا نام پلورگ تھا۔ پلورگ لکڑی کا استعمال ایسے

پراجیکٹ میں ہوتا تھا جسے انتہائی مضبوط بنایا جانا مقصود ہو کیونکہ پلورگ لکڑی کا ریشہ اس قدر مضبوط تھا کہ میگا پاور بم بھی اس پر کوئی اثر نہ کرتا تھا۔ اسے کاٹنے اور مختلف شکلیں دینے کے لئے خصوصی قسم کے فولادی آرے بنائے گئے تھے۔ یہ لکڑی پوری دنیا میں پہنچتی تھی اس لئے کرشناس میں ہر وقت لکڑی کے بڑے ڈیلرز اور خریدار آتے جاتے رہتے تھے۔

کرشناس پہنچنے کے لئے ایک خصوصی سڑک ملحقہ بڑے شہر راجہ نگر تک نکالی گئی تھی اور کرشناس آنے جانے کا واحد ذریعہ یہی سڑک تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس سڑک پر ہر وقت لکڑی سے بھرے ہوئے ٹرک، خالی ٹرک، بسیں، کاریں اور جیپیں وغیرہ چلتی نظر آتی تھیں۔ کرشناس چونکہ کافی بلندی پر تھا اس لئے عام کاریں یہاں نہیں آتی جاتی تھیں۔ زیادہ تر سفر جیپوں میں ہی کیا جاتا تھا۔ ویسے بھی یہ جنگلات انتہائی خوبصورت تھے اور ان میں جنگلی درندے بھی نہیں پائے جاتے تھے اس لئے یہاں کافرستان، ناپال، باچان اور یورپ سے قدرتی مناظر کو پسند کرنے والے سیاح مرد اور عورتیں بھی کافی تعداد میں آتے جاتے رہتے تھے۔ یہاں ایک پہاڑی چوٹی پر حکومت کا ایئر فورس کا بھی ایک خصوصی اڈا تھا جہاں سے ناپال کو چیک کیا جاتا تھا۔ اس اڈے کے بلند و بالا ٹاور پر دوسری مشینری کے ساتھ ساتھ ایسے آلات بھی لگائے گئے تھے جن کی مدد سے کرشناس شہر اور اس کے ارد گرد کے علاقے کی باقاعدہ اور

مسلسل مانیٹرنگ کی جاتی تھی کیونکہ یہاں انتہائی قیمتی لکڑی کی چوری عام سی بات تھی۔ لکڑی چور لکڑی اٹھا کر باپال کی سرحد پار کر جاتے تھے اور پھر انہیں پکڑنا ناممکن ہو جاتا تھا اس لئے کرشناس اور اس کے ارد گرد کے علاقے کی چوبیس گھنٹے مسلسل نگرانی کی جاتی تھی لیکن یہ نگرانی صرف لکڑی چوری تک محدود تھی۔

حکومت کافرستان نے دو سال قبل یہاں کرشناس سے شمال کی طرف ایک پہاڑی کے نیچے خفیہ لیبارٹری بنائی تھی۔ اس لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کا خصوصی انتظام کیا گیا تھا اور اس کا راستہ ایئر فورس کے اسپاٹ کے ذریعے بنایا گیا تھا اور یہاں آمد و رفت خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس لیبارٹری کو کافرستان کی سب سے محفوظ لیبارٹری سمجھا جاتا تھا۔

کرشناس اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں پولیس کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پولیس چیف کا ہیڈکوارٹر کرشناس میں ایک بڑی عمارت میں تھا اور پولیس کو یہاں ہر قسم کے اختیارات دیئے گئے تھے۔ حتیٰ کہ انہیں یہ اختیار بھی حاصل تھا کہ وہ لکڑی چوروں کو بغیر کسی پوچھ گچھ کے گولیوں سے اڑا سکتے تھے۔ پولیس کا یہ نظام کرشناس شہر سے لے کر رام نگر تک اور ارد گرد تمام پہاڑیوں اور جنگلات تک پھیلا ہوا تھا۔ پولیس چیف کا نام مادھو لال تھا۔ مادھو لال اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ اس کا جسم پہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کی طرح انتہائی مضبوط تھا۔ ویسے بھی وہ خاصا دلیر اور بہادر

آدمی تھا۔ چونکہ مزاجاً وہ بے حد سخت اور ڈسپلن کا پابند تھا اس لئے اس کے ماتحت بھی چوکنا اور ڈسپلن پر کاربند تھے کیونکہ پولیس چیف مادھو لال معمولی سی غلطی اور کوتاہی پر انتہائی سخت سزا دیتا تھا جبکہ اچھا کام کرنے والوں کو وہ نقد انعامات دینے کا عادی تھا اس لئے یہاں پولیس کا نظام بے حد سخت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں جرائم کی شرح بے حد کم تھی۔ پولیس چیف مادھو لال اپنی مخصوص جیپ پر گشت کر کے واپس ہیڈکوارٹر میں اپنے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”پولیس چیف کرشناس بول رہا ہوں“...... پولیس چیف نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”سپیشل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر فرام دس اینڈ۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کرو“...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو مادھو لال بے اختیار اچھل پڑا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ اس کی بات ملک کے پرائم منسٹر سے ہو رہی تھی۔

”یس سر۔ یس سر۔ میں مادھو لال بول رہا ہوں سر۔ کرشناس سے سر۔ میں یہاں پولیس چیف ہوں سر“...... مادھو لال نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ کو معلوم ہے کہ یہاں کرشناس میں حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری موجود ہے“۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی

''یس سر۔ لیکن سر صرف مجھے معلوم ہے سر کیونکہ خصوصی طور پر یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے خفیہ رکھا جائے سر اس لئے میں نے کسی کو اس بارے میں نہیں بتایا تھا سر''...... مادھو لال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اب سنو۔ حکومت کافرستان کا ایک انتہائی اہم پراجیکٹ اس لیبارٹری میں مکمل ہو رہا ہے اور اس پراجیکٹ کی حفاظت کے لئے حکومت کی ایک خفیہ ایجنسی وائٹ برڈز یہاں کرشناس میں رہے گی کیونکہ خطرہ ہے کہ غیر ملکی ایجنٹ اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کی غرض سے کرشناس پہنچ سکتے ہیں اس ایجنسی کی چیف ایک خاتون ہے مادام شاتری۔ وہ تم سے ملاقات کرے گی۔ جب تک یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہو جاتا تم اور تمہاری پولیس فورس شاتری کے تحت رہے گی اور تم نے ان کا حکم اس انداز میں ماننا ہے جیسے تم اپنے افسران بالا کا حکم مانتے ہو''...... دوسری طرف سے بھاری لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... مادھو لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مادام شاتری ایک گھنٹے بعد کرشناس پہنچ رہی ہیں۔ کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے ورنہ تم اپنی پوری پولیس فورس سمیت زندہ دفن کر دیئے جاؤ گے''...... پرائم منسٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مادھو لال نے ڈھیلے ہاتھوں

سے رسیور رکھا اور پھر ہتھیلی سے پیشانی پر آ جانے والا پسینہ صاف کرنے لگا۔ اس کا پورا جسم پسینے میں بھیگ گیا تھا کیونکہ یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ اس نے براہ راست پرائم منسٹر سے بات کی تھی ورنہ اس کی بات صرف رام نگر کے پولیس چیف کی حد تک ہوتی تھی جو اس کا انچارج تھا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک سپاہی نے اندر داخل ہو کر اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''رامو۔ ایک خاتون ایک گھنٹے بعد یہاں آئے گی۔ جیسے ہی وہ آئیں تم نے مجھے اطلاع دینی ہے تاکہ میں باقاعدہ ان کا استقبال کر کے انہیں یہاں لے آؤں۔ وہ دارالحکومت کی بہت بڑی افسر ہیں''...... مادھو لال نے کہا۔

''یس سر''...... رامو نے جواب دیا اور پھر وہ مڑ کر واپس چلا گیا۔ اب مادھو لال بیٹھا ان غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جن کی وجہ سے یہاں ایسے غیر معمولی انتظامات کئے جا رہے تھے اور پھر ایک گھنٹہ نہیں بلکہ تین گھنٹوں کے بعد رامو نے اسے اطلاع دی کہ ایک ہیلی کاپٹر عمارت کے احاطے میں اتر رہا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ وہ خاتون جس کا نام شاتری تھا اس ہیلی کاپٹر پر آئی ہو گی۔ چنانچہ وہ اٹھ کر تیزی سے بھاگا اور پھر جب وہ احاطے میں پہنچا تو واقعی وہاں ایک فوجی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس نے جینز کی پینٹ اور

لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی، جس کی ناک میں چھوٹی سی نتھلی اور کانوں میں ٹاپس تھے باہر آ گئی اور مادھو لال سمجھ گیا کہ یہ اس مادام کی سیکرٹری ہوگی اس لئے وہ وہیں کھڑا مادام کے باہر آنے کا انتظار کرتا رہا۔ اس نے اس نوجوان لڑکی کو نظرانداز کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان جس کے جسم پر سوٹ تھا باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کر دیا۔

''کون ہے پولیس چیف''...... اس نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''میں مادھو لال۔ لیکن مادام تشریف نہیں لے آئیں''...... مادھو لال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کون مادام''...... اس آدمی نے مادھو لال کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''پرائم منسٹر صاحب نے فون کر کے کہا تھا کہ مادام شاتری تشریف لائیں گی''...... مادھو لال نے جواب دیا تو وہ لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

''یہی ہیں مادام شاتری''...... اس سوٹ والے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ مم۔ مگر۔ اچھا۔ اچھا۔ مگر''...... مادھو لال اس بری طرح سے گڑبڑا گیا کہ اس کے منہ سے الفاظ بھی پوری طرح نہ

نکل رہے تھے۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ مادام کسی بوڑھی عورت کو کہا جاتا ہے۔ کیا اس لئے حیران ہو رہے ہو''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو مادھو لال نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے شاتری کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''شکریہ۔ آؤ تمہارے ساتھ تفصیل سے باتیں ہونی ہیں''۔ شاتری نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں مادھو لال کے آفس میں پہنچ گئے۔

''آپ کیا پینا پسند فرمائیں گی''...... مادھو لال نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں اور سنو۔ اب تم یہ تکلف ختم کر دو۔ تمہارے بارے میں ہم نے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ تم ایماندار، فرض شناس اور ڈسپلن میں انتہائی سخت آدمی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کرشناس اور اس کے ارد گرد علاقے میں تمہاری پولیس فورس نے جرائم کی شرح بے حد کم کر دی ہے''...... شاتری نے مسکراتے ہوئے کہا تو مادھو لال کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''آپ کی مہربانی مادام۔ آپ جو حکم دیں گی میں اور میری پولیس فورس اس کی فوراً اور مکمل تعمیل کرے گی''...... مادھو لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہاں اس عمارت میں ایک کمرہ ہمیں آفس کے لئے چاہئے جہاں فون بھی موجود ہو''...... شاتری نے کہا۔

"مادام علیحدہ عمارت میں کیوں نہ ہیڈکوارٹر بنایا جائے"۔ شاتری کے ساتھ بیٹھے ہوئے سوٹ والے آدمی نے کہا۔

"نہیں جوگندر۔ یہ پولیس ہیڈکوارٹر ہے اس لئے ان غیر ملکی ایجنٹوں کو اس کا تصور بھی نہ ہو گا کہ ہم یہاں بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارے بارے میں کسی طرح معلومات مل بھی گئیں تب بھی وہ ہمیں علیحدہ کسی عمارت میں تلاش کرتے رہیں گے"۔شاتری نے کہا

"یس مادام"...... جوگندر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مادام۔ آپ کو کمرہ مل جائے گا فون سمیت اور کوئی حکم"...... مادھو لال نے کہا۔

"ہمیں اس عمارت میں آنے جانے کے لئے کسی ایسے راستے کی ضرورت ہے جہاں سے ہم بغیر روک ٹوک کے آ جا سکیں۔ کیا کوئی ایسا انتظام ہے یہاں"...... شاتری نے کہا۔

"جی ہاں۔ جو کمرہ آپ کو دیا جائے گا وہ علیحدہ پورشن میں ہے اور اس کا بیرونی راستہ بھی الگ ہے۔ میں یہ پورا پورشن ہی آپ کو دے دوں گا"...... مادھو لال نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم یہ انتظام کراؤ۔ میرے آدمی رام نگر میں پہنچ گئے ہوں گے۔ میں پہلے جوگندر کے ساتھ اس لئے یہاں آئی تھی تاکہ تمام انتظامات مکمل کئے جا سکیں۔ اب میں انہیں لے کر ایک گھنٹے بعد واپس آؤں گی"...... شاتری نے کہا تو مادھو لال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ وہ ابھی آیا تھا اور اس نے آتے ہی بلیک زیرو کو چائے بنانے کا کہہ دیا تھا اس لئے بلیک زیرو کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راما کلب"...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر سے بات کراؤ۔ میں وُلنگٹن سے مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں وُلنگٹن سے۔ اپنے سپیشل نمبر پر کتنی دیر بعد

پہنچ جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ آپ۔ پانچ منٹ بعد بات ہو سکے گی''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو چائے کے دو کپ اٹھائے واپس آ گیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اٹھائے ہوئے اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے کپ اٹھایا اور چائے کا ایک گھونٹ لے کر کپ واپس میز پر رکھ دیا۔

''اس قدر اچھی چائے بنانے لگے ہو کہ اگر ٹی سٹال کھول لو تو لاکھوں روپے کماؤ''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرے ٹی سٹال پر صرف آپ نے ہی چائے پینے آنا ہے اور آپ تو ازلی مفلس اور قلاش ہیں اس لئے آپ سے چائے کا معاوضہ مانگنا ہی شرمندہ ہونے والی بات ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اس مفلسی اور قلاشی کے خاتمے کے لئے تو تمہیں ٹی سٹال بنانے کا مشورہ دے رہا ہوں''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میرے ٹی سٹال بنانے سے آپ کی مفلسی کیسے دور ہو جائے گی''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہاری جگہ سلیمان کو مل جائے گی اور سلیمان تمہاری طرح کنجوس ثابت نہیں ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''مجھ سے تو آپ کو پھر بھی چیک مل جاتا ہے سلیمان نے تو آپ کو ایک روپیہ بھی نہیں دینا۔ سب اپنے حساب کتاب میں کاٹ لینا ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ پھر تو تمہارا دم غنیمت ہے اور تم اچھی چائے بنانی جانتے ہی نہیں ہو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ماسٹر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا ہوا۔ کوئی مثبت رپورٹ۔ رقم تو تمہیں مل گئی ہو گی''...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسی روز مل گئی تھی۔ بے حد شکریہ۔ آپ جس طرح رقم دینے میں کھرے ہیں اس طرح آپ کا کام ہمیں ہر صورت میں کرنا پڑتا ہے''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اچھا۔ کیا کام ہوا ہے۔ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیائی سائنس دان کو کافرستان کی سب سے محفوظ لیبارٹری کرشناس پہنچا دیا گیا ہے اور وہ دھات بھی وہاں بھجوا دی گئی ہے''...... ماسٹر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیسے معلوم ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے ڈاکٹر مجید کو ایک لڑکی شاتری نے جوشی کے ساتھ مل کر اغوا کرایا تھا۔ شاتری موجودہ پرائم منسٹر کی عزیزہ ہے اور کمانڈو ایکشن کی تربیت یافتہ ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے ایک نئی ایجنسی قائم کی ہے جس کا نام وائٹ برڈز رکھا گیا ہے۔ اس کی چیف شاتری ہے۔ شاتری کو چونکہ پاکیشیا میں کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے سائنس دان کو اغوا کرنے کا کام اسے سونپا گیا۔ جوشی کے ساتھ مل کر اس نے کام کیا اور پھر جوشی کو بھی واپس کافرستان بلا لیا گیا اور شاتری کے کہنے پر جوشی کو اس کی ایجنسی میں شفٹ کر دیا گیا اور مجھے جوشی کو اس کی پسندیدہ خصوصی کاک ٹیل شراب جس میں خصوصی پاؤڈر ڈالا جاتا ہے پلا کر اس سے معلومات حاصل کرنا پڑیں۔ یہ معلومات کل اس سے لی گئی تھیں۔ آج جوشی شاتری اور اس کے ساتھیوں سمیت کرشناس چلا گیا ہے۔ مجھے چونکہ آپ کا فون نمبر معلوم نہیں تھا اس لئے مجھے آپ کی کال کا انتظار کرنا پڑا"...... ماسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہاں کرشناس میں تمہارا کوئی اڈا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے صرف نام سنا ہوا ہے۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا۔ ویسے اتنا معلوم ہے کہ یہ پہاڑی علاقہ ہے جس پر انتہائی گھنے جنگلات ہیں۔ ان جنگلات سے انتہائی قیمتی لکڑی جسے پلورگ کہا جاتا ہے حاصل ہوتی ہے اور حکومت کافرستان یہ لکڑی

کٹواتی اور فروخت کرتی ہے اس لئے اس لکڑی کے ٹھیکیدار اور خریدار ہی وہاں جاتے ہیں۔ مجھے تو بس اتنا ہی معلوم ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لائبریری سے کافرستان کا تفصیلی نقشہ لے آؤ"...... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ کھول کر اسے عمران کے سامنے میز پر پھیلا دیا اور عمران نقشے پر جھک گیا۔ پھر اس نے بال پوائنٹ سے نقشے کے ایک کنارے پر دائرہ لگایا۔

"یہ ہے کرشناس اور یہاں سے ناپال کی سرحد بے حد قریب ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر نے بھی یہی بتایا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب ہمیں ناپال کی طرف سے وہاں جانا ہو گا لیکن پہلے ہمیں وہاں کے بارے میں تفصیل معلوم ہونی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"کیسی تفصیل"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"وہاں کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں۔ حکومت نے وہاں لازماً انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے ہوں گے اور یہ بھی ہو

سکتا ہے کہ وہاں انہوں نے حفاظت کے دو تین سرکل بنائے ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ناپال میں فارن ایجنٹ وکرم کو فون ملاؤ بطور ایکسٹو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جبکہ عمران کی نظریں مستقل نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔

"وکرم بول رہا ہوں"...... رابطہ ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"لیس چیف"...... وکرم کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر بلیک زیرو سے رسیور لے لیا۔

"تم کبھی کافرستان کے علاقے کرشناس گئے ہو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ تو ایک عام سا قصبہ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہاں حکومت کافرستان نے کوئی خفیہ لیبارٹری بنائی ہے۔ اس بارے میں تمہیں معلوم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"لیس سر۔ اس بارے میں رپورٹ مجھے ملی تھی کیونکہ مشینری ناپال کے راستے ہی وہاں جاتی رہی ہے لیکن ایسی لیبارٹریاں تو بنتی رہتی ہیں"...... وکرم نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سے چوری شدہ انتہائی قیمتی دھات اس لیبارٹری میں پہنچائی گئی ہے اور پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو بھی اغوا کر کے وہاں پہنچایا گیا ہے اور ہم نے وہ دھات بھی وہاں سے واپس لانی ہے اور اس سائنس دان کو بھی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ میں کام شروع کر دیتا ہوں"...... وکرم نے کہا۔

"نہیں۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ میں عمران کی سرکردگی میں ٹیم وہاں بھیج رہا ہوں۔ تم اس دوران کسی آدمی کو بھیج کر وہاں کے بارے میں تفصیلی حالات معلوم کراؤ۔ وہاں ٹیم کی رہائش اور جیپوں وغیرہ کے انتظامات بھی کراؤ اور معلوم کراؤ کہ وہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"عمران تم سے خود رابطہ کر لے گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو ماسٹر کی بات پر یقین آ گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں کافرستانی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری نے بھی شاتری کا نام لیا ہے اور ماسٹر نے بھی شاتری کا ہی نام لیا ہے اس لئے اس کی بات پر مجھے یقین آ گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ فون کا

رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ ناپال کی سرحد کے قریب کافرستان میں پہاڑی علاقے جہاں انتہائی گھنے جنگلات ہیں ایک مشن مکمل کیا جانا ہے۔ اس مشن میں تم، جوانا اور ٹائیگر تینوں میرے ساتھ جاؤ گے اس لئے تم خود بھی تیار رہو اور جوانا کو بھی تیار رہنے کا کہہ دو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''تو اس بار واقعی آپ سنیک کلرز کے ساتھ مل کر مشن مکمل کریں گے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیا حرج ہے۔ یہ مشن انہوں نے ہی شروع کیا تھا۔ اس کا انجام بھی ان کے ہاتھوں ہی ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''اور مجھے اس مشن کی رپورٹ کون دے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ارے اچھا ہوا۔ تم نے یاد دلا دیا۔ بغیر رپورٹ کے تو تم نے مجھے چیک ہی نہیں دینا تھا۔ چلو تمہاری رپورٹ کے لئے میں جولیا کو ساتھ لے جاتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اکیلی جولیا شاید آپ کے ساتھ نہ جائے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیوں۔ وجہ''...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے آپ دونوں کی وہاں لڑائی ہوتی رہنی ہے اس لئے بیچ بچاؤ کرانے والا صفدر تو ساتھ ہونا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ چلو ٹھیک ہے۔ صفدر کو بھی ساتھ لے لیتے ہیں۔ اب تو ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر صفدر اور جولیا دونوں جائیں گے تو پھر باقی فارن ٹیم نے کیا قصور کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ ٹیم پوری ہو جائے لیکن میں تو اس لئے انہیں ساتھ نہیں لے جا رہا تاکہ حکومت کافرستان کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ہم وہاں گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ سب آپ کو ہی جانتے ہیں اور آپ بہرحال ساتھ جا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم بہرحال چیف ہو اور تم سے تو پاکیشیا کا صدر ایک طرف ایکریمیا جیسی سپر پاور کا صدر بھی ڈرتا ہے تو بے چارہ علی عمران کس قطار شمار میں ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سے انتہائی قیمتی ترین سائنسی دھات کافرستان نے چرا لی ہے اور ساتھ ہی یہاں کے ایک سائنس دان کو بھی اغوا کرا لیا ہے۔ اس دھات اور سائنس دان کو واپس لانے کے لئے عمران کی سرکردگی میں دو ٹیمیں بھیجی جا رہی ہیں''...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''یس چیف۔ کون سی دو ٹیمیں''...... جولیا نے کہا۔

''ایک ٹیم ٹائیگر، جوزف اور جوانا پر مشتمل ہے۔ اسے بھی عمران ہی لیڈ کرے گا اور دوسری ٹیم تمہارے ساتھ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کی ہو گی۔ تمہیں بھی عمران ہی لیڈ کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا یہ ضروری ہے چیف کہ ٹائیگر، جوانا اور جوزف کو بھیجا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے میں احمق ہوں یا مجھے شوق ہے لوگوں کو وہاں بھجوانے کا''...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

''مم۔ مم۔ میرا یہ مطلب نہیں''...... جولیا نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ وہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں انتہائی گھنے جنگلات ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں کافرستان کی ایک نئی ایجنسی وائٹ برڈز کو بھی خصوصی طور پر بھجوایا گیا ہے اس لئے وہاں ایک ٹیم آسانی سے مشن مکمل نہ کر

سکے گی اور ہم نہیں چاہتے کہ اس دھات کا ایک ذرہ بھی کافرستان کے استعمال میں آ سکے اس لئے یہ مشن انتہائی تیز رفتاری سے مکمل کرنا ہے اس لئے ایسا کیا جا رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو اس لئے بھجوایا جا رہا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حکومت کافرستان اس دھات کو بچانے کے لئے یہاں کوئی ٹیم بھیج کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھانا چاہتی ہے اس لئے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی یہاں موجودگی ضروری ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ ٹھیک ہے۔ کب روانگی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تم خود بھی تیار رہو اور ساتھیوں کو بھی تیار رہنے کے لئے کہہ دو۔ عمران تم سے خود ہی رابطہ کر لے گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ جولیا کی بات تو درست تھی۔ آپ خواہ مخواہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ فارن ٹیم ہی کافی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہاں صرف ایک وائٹ برڈز کا ہی سلسلہ نہ ہو گا بلکہ وہاں انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ ان تینوں سے میں صرف ٹرانسمیٹر پر رابطہ رکھوں گا اور انہیں ہدایات دیتا رہوں گا جبکہ میں

جولیا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ تینوں وہاں انتہائی تیز رفتاری سے کام کریں گے جبکہ ہم مخالف ایجنٹوں کو آسانی سے الجھا لیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس سائنس دان کا کیا ہو گا۔ وہ تو اپنی مرضی سے وہاں گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس نے پاکیشیا سے غداری کی ہے اور اس کی سزا اسے ملے گی۔ اس کی لاش کو وہاں درندے نوچیں گے''...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد ہو گیا تھا کہ بلیک زیرو کے پورے جسم میں سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

خاص نمبر

وائٹ برڈز حصہ دوم

مصنف مظہر کلیم ایم اے

میگانم —— پاکیشیا سے ملنے والی انتہائی قیمتی دھات جسے کافرستان اڑا لے گیا۔ کیا پاکیشیا کو واپس مل سکی۔ یا ——؟

وائٹ برڈز —— کافرستان کی نئی ایجنسی جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لائی گئی۔ کیا وائٹ برڈز کامیابی حاصل کر سکی۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب زبردست اور جان لیوا جدوجہد کے بعد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلی بار حقیقی ناکامی سے دوچار ہو گئی۔ پھر ——؟

وہ لمحہ —— جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل ٹائیگر، جوزف اور جوانا نے حقیقی اور واضح کامیابی حاصل کر لی۔ کیسے اور کیوں ——؟

سسپنس، ایکشن اور دلچسپ واقعات پر مبنی یادگار ناول

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

کاسپر ریز

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

☆ کاسپر ریز...... ایسی ایجاد، جو دنیا کو قدرتی انداز میں تباہ و برباد کر سکتی تھیں۔

☆ کاسپر ریز...... ایسی ریز، جو دنیا کو تباہی و بربادی سے بچا بھی سکتی تھیں۔

☆ کاسپر ریز...... ایسی ریز، جس پر پاکیشیا کے سائنسدان کام کر رہے تھے۔

☆ فان لینڈ...... ایک یورپی ملک۔ جس کے ایجنٹ کاسپر ریز کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا پہنچ گئے۔ لیکن......؟

☆ کاسٹریا...... ایک یورپی ملک جس کا سپر ایجنٹ آسٹن بھی کاسپر ریز کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا پہنچ گیا۔ پھر......؟

☆ مرجینا...... فان لینڈ کی ایسی سپر ایجنٹ، جس کی کارکردگی کے مقابل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی مات کھا گئی۔ کیوں......؟

☆ صالحہ...... جس کا مرجینا جیسی سپر ایجنٹ سے بھرپور ٹکراؤ ہوا اور دونوں کے درمیان انتہائی خطرناک مارشل آرٹ فائٹ ہوئی۔ انجام کیا ہوا۔ حیرت انگیز انجام۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی کاسپر ریز کا فارمولا حاصل کر سکے یا اس بار واقعی شکست ان کا مقدر بنی؟ ☆ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا ایک یادگار ناول ☆

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

علی عمران اور سیکرٹ سروس کا ناقابل فراموش ایڈونچر فل ناول

ایگل آئی

مکمل ناول

☆...... پاکیشیا اور شوگران کے خلاف یہودی حکمرانوں کا انتہائی بھیانک منصوبہ۔

☆...... شوگران کو پاکیشیا کا دشمن بنانے کی ایک خوفناک سازش جو کامیاب ہو جاتی تو پاکیشیا کی نہ صرف معیشت کو دھچکا لگتا بلکہ کئی عظیم سائنسی، دفاعی اور اقتصادی پروجیکٹس بھی ادھورے رہ جاتے۔

☆...... مشن ایمبیسڈر۔ جس کی یقینی کامیابی کے لئے اسرائیل نے "ایگل آئی" کو ذمہ داری سونپ دی۔

☆...... مشن ایمبیسڈر۔ جسے مکمل کرنا صرف اسرائیلی ایجنسیوں کے لئے ممکن نہ تھا۔ کیوں ----؟

☆...... صفدر اور جولیا انٹرنیشنل سرکس دیکھنے لگے تو پروفیسر قطبی نے ان کا مزہ خراب کر ڈالا۔ کیوں ----؟

☆...... سلیمان نے کیس کے معاوضے سے حصہ مانگا تو عمران نے سوپر فیاض سے بلا معاوضہ کام کرنے کا وعدہ کر لیا۔

☆...... پاکیشیا میں شوگران کے سفیر کو اغوا کر لیا گیا تو دشمن ممالک نے پاکیشیا کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا اور حکومت پریشان ہو گئی۔ کیوں ----؟

☆...... ایکریمین ایجنسی "ایگل آئی" نے مشن کی تکمیل کے لئے سپر ایجنٹ میجر

سام کو پاکیشیا بھیجا تو وہ مشن مکمل کر کے پاکیشیا سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر کیسے ——؟

☆ ......ایکسٹو نے جولیا کو ایک مرتبہ پھر سرکس شو دیکھنے کا حکم دے دیا۔ مگر کیوں؟

☆ ......مجرموں نے ایک ایسی تصویر کے حصول کے لئے عمران کے فلیٹ پر حملہ کر دیا جس سے عمران قطعی لاعلم تھا۔

☆ ......تنویر کو ریسٹورنٹ میں سوپر فیاض نے گرفتار کیا اور اسے پولیس اسٹیشن بجھوا دیا۔ کیوں ——؟

☆ ......تنویر نے ایکسٹو کے عتاب سے بچنے کے لئے خاور سے مدد کی درخواست کر دی۔ کیوں ——؟

☆ ......شوگرانی سفیر کو بازیاب کرانے کے لئے عمران اور سیکرٹ سروس کی خاموش جدوجہد۔

☆ ......عمران اسرائیلی بحری جہاز پر پہنچا تو میجر سام جہاز کے کپتان کے ساتھ شراب نوشی کر رہا تھا۔ عمران اسرائیلی جہاز پر کیسے پہنچا ——؟

☆ ......کیا پاکیشیا کے دشمن اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے ——؟

☆ ......کیا شوگران نے پاکیشیا سے تعلقات ختم کر دیئے ——؟

دلچسپ واقعات اور سپنس سے بھرپور ناول۔ (تحریر۔ صفدر شاہین)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں قطعی انوکھا اور منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

ہارڈ ٹاسک

☆ جولیا —— پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا اور ایکریمیا کی سرکاری تنظیم گرین فورس کی ممبر بن گئی۔ کیا ایسا ممکن تھا ——؟

☆ جول کراس —— گرین فورس کا سپر ایجنٹ، جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا ——؟

☆ جول کراس —— جو پاکیشیا میں خاص مشن پر آیا اور جولیا بھی اس کے ساتھ بطور لیڈی ایجنٹ آئی تھی۔

☆ وہ لمحہ —— جب جول کراس نے دانش منزل میں گھس کر ایکسٹو پر ریز فائر کر دی۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ وہ لمحہ —— جب جولیا نے چوہان کو گولی مار دی۔ کیا چوہان ہلاک ہو گیا۔

☆ جولیا اور ایکسٹو کے درمیان خوفناک فائٹ۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ وہ لمحہ —— جب ایکسٹو نے جول کراس کے سامنے خود کو بے نقاب کر دیا۔ کیا واقعی ایکسٹو نے نقاب اتار دیا؟ (تحریر۔ خالد نور)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

بلیک زیرو کا اسرائیل میں بطور ایکسٹو ایک یادگار مشن

مکمل ناول

پاور آف ایکسٹو

زیرو کیمپ — جو پاکیشیا کا بیس کیمپ تھا۔ اس بیس کیمپ پر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حملہ کر دیا۔ کیوں —؟

زیرو کیمپ — جس پر حملہ کرنے کے لئے ایکسٹو نے جولیا کو کال کی تھی لیکن یہ کال ایکسٹو کی جانب سے نہیں کی گئی تھی۔ پھر ایسا کس نے کیا اور کیوں —؟

چیف ایکسٹو — جو یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تھا کہ اس نے ممبران کو بیس کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

ڈاگ ایجنسی — جو انتہائی فعال اور نہایت طاقتور مگر خفیہ ایجنسی تھی۔

ڈاگ ایجنسی — جو پوری دنیا سے چھپی ہوئی تھی لیکن عمران نے اپنی ذہانت سے اس بات کا پتہ چلا لیا کہ ڈاگ ایجنسی کا تعلق کس ملک سے ہے۔

بلیک ڈاگ — جس نے اپنے ایک ٹاپ ایجنٹ کو ہر قیمت پر عمران کے اسرائیل پہنچنے پر اسے زندہ پکڑنے کا حکم دے دیا۔ کیوں —؟

بلیک زیرو — جس نے اس مشن کو ایکسٹو کی انا سمجھتے ہوئے ایکسٹو کی حیثیت سے اسرائیل جانے اور ڈاگ ایجنسی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور عمران نے بھی رضامندی ظاہر کر دی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے —؟

پرنس چلی — ایک حیرت انگیز کردار۔ جو ہنسی مذاق میں عمران سے بھی کئی جوتے آگے تھا۔

پرنس چلی — جس نے چیف ایجنٹ کے طور پر ایکسٹو کے ساتھ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر —؟

ہارڈ بلٹ — ایک ایسی کار جسے تباہ کرنے کے لئے ڈاگ ایجنسی نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن وہ کار تباہ نہ کر سکے۔ کیوں —؟

ہارڈ بلٹ — جس میں ایکسٹو، پرنس چلی اور اس کا ایک ساتھی موجود تھے۔ اس کار کو میزائل مار مار کر اچھال کر دریا برد کر دیا گیا۔ کیا ایکسٹو، پرنس چلی اور اس کا ساتھی کار سمیت دریا برد ہو گئے۔ یا —؟

وہ لمحہ — جب ڈاگ ایجنسی کے چیف بلیک ڈاگ کو تسلیم کرنا پڑا کہ پاور آف ایکسٹو کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیا وہ ایکسٹو سے ڈر گیا تھا۔ یا؟

چیف ایکسٹو — جس نے ڈاگ ایجنسی کو ناکوں چنے چبوانا شروع کر دیئے تھے اور ڈاگ ایجنسی کے ایجنٹس ایکسٹو کو ایک بار اپنے قابو کرنے اور اسے دیکھنے کی حسرت کرتے رہ گئے۔

کیا۔ عمران کی جگہ بلیک ڈاگ، ایکسٹو اور اس کے ساتھی پرنس چلی پر قابو پا کر انہیں اپنا غلام بنا سکا۔ یا؟ ۔ کیا ایکسٹو اسرائیل سے پاکیشیا سے چوری کیا جانے والا فارمولا حاصل کر سکا۔ یا؟ ایک جوڑ توڑ والی انوکھی اور انتہائی یادگار ناول۔

(تحریر۔ ظہیر احمد)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

600 سے زائد صفحات پر پھیلی ہوئی ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی

علی عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور کرنل زید کا مشترکہ ایڈونچر مشن

سلور جوبلی نمبر

ہاٹ لائن

مکمل ناول

☆ عمران کی اسرائیلی صدر کے ساتھ میٹنگ، اسرائیلی صدر نے عمران کو اسرائیلی لڑکی کے ساتھ شادی کی آفر کر دی۔ کیوں۔؟ اور کیا عمران نے یہ آفر قبول کر لی ——؟

☆ اسرائیلی صدر نے اپنی ایجنسیوں کو ہدایت کر دی کہ وہ اسرائیل میں آنے والے خطرناک ایجنٹوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ مگر کیوں؟

☆ افریقی ملک کیبون کا خطرناک شہر لیراوٹی جس پر خطرناک مجرم تنظیم ہاٹ لائن کا کنٹرول تھا اور اس شہر میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں پر میزائلوں کی بارش کر دی گئی۔ کیا وہ زندہ بچ سکے ——؟

☆ کرنل فریدی نے عمران اور میجر پرمود کو دھمکی دے دی کہ وہ اس مشن پر کام کرنے سے باز رہیں ورنہ انہیں گولیوں سے بھون دیا جائے گا۔ کرنل فریدی نے جب اس دھمکی کو عملی جامہ پہنایا تو کیا نتیجہ برآمد ہوا ——؟

☆ ہاٹ لائن۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود، کرنل زید اور کرنل ڈیوڈ جیسے تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹوں کو چکرا کر رکھ دیا۔؟

☆ چیکو معصوم اور بھولی بھالی نظر آنے والی حسینہ، ہاٹ لائن کی سفاک اور سنگدل سیکشن انچارج، جو انسانی گوشت کا قیمہ بنا کر افریقہ کے وحشی قبیلے کو کھلا دیتی تھی۔

☆ شالما جنگل۔ افریقہ کا خوفناک، ہیبت ناک اور وحشت ناک جنگل جہاں قدم قدم پر موت نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔

☆ اس خوفناک جنگل میں میجر پرمود اور کرنل فریدی کی ٹیموں کے درمیان خونی ٹکراؤ ہو گیا۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

☆ رالکا دیوی۔ شاؤکا قبیلے کی حسین اور خونی دیوی جس کے قدموں میں عمران کو قربان کیا جانے لگا۔

☆ جوزف نے کرنل فریدی کو گولیاں ماردیں۔ کیا کرنل فریدی ہلاک ہو گیا؟ کرنل فریدی کو گولیاں مارنے کے بعد جوزف نے خود کو بھی گولیوں سے اڑا دیا؟

☆ سلور پلان۔ جس کی وجہ سے عمران، کرنل فریدی، کرنل زید اور میجر پرمود ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اور وحشی درندوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔

سطر سطر سسپنس، لفظ لفظ تحیر، صفحہ صفحہ ایکشن، موڑ موڑ موت کی سنسناہٹ، قدم قدم پر بکھرے خونی واقعات۔ جنگل ایڈونچر، ہنگامہ آرائیاں، پل پل بدلتی سچویشنز اور مزاح سے بھرپور ایک لازوال یادگار اور دلوں پر گہرے نقش چھوڑ دینے والا تہلکہ خیز ناول۔ (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com